# حیاتِ اعلیٰحضرت

۱۹۳۸ء

# مظہر المناقب

## جلد اوّل

از ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب مختلف حصوں میں مفت تقسیم کی جا رہی ہے،
بیرونی حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

## مرکزی مجلسِ رضا

نعمانیہ بلڈنگ ○ ٹکسالی گیٹ ○ لاہور

Marfat.com

سِلسلۂ اشاعت نمبر ۹۲   سال طباعت   ۱۹۹۲ء

# حیاتِ اعلیحضرت

۱۹۳۸ء

# مظہر المناقب

## جلد اوّل (۱)

از ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب مختلف حصّوں میں مفت تقسیم کی جا رہی ہے،
بیرونی حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

مرکزی مجلسِ رضا

نعمانیہ بلڈنگ ○ ٹکسالی گیٹ ○ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# دیباچہ

الرحمن ٥ علم القرآن ٥ خلق الانسان ٥ علمہ البیان ٥ الشمس والقمر بحسبان ٥ والنجم والشجر یسجدان ٥ والسماء رفعها ووضع المیزان ٥ ان لا تطغوا فی المیزان ٥ واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان ٥ رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ ماکان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا (انسان سے اس آیت میں سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اور بیان سے ماکان و مایکون کا بیان کیونکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین کی خبریں دیتے تھے) سورج اور چاند حساب سے ہیں (کہ تقدیر معین کے ساتھ اپنے بروج و منازل میں سیر کرتے ہیں۔ اور اس میں خلق کے لئے منافع ہیں اوقات کے حساب سالوں مہینوں کا شمار انہیں پر ہے) اور سبزے اور پیڑ سجدے کرتے ہیں (یعنی حکم الٰہی کے مطیع ہیں) اور آسمان کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا (اور اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنے احکام کا جائے صدور بنایا) اور ترازو رکھی (جس سے اشیا کا وزن کیا جائے الخ اُن کی مقداریں معلوم ہوں تاکہ لین دین میں عدل قایم رکھا جائے) کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو (تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو) اور انصاف کے ساتھ تول قایم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ والصلوٰۃ والسلام الا تمان الاکملان ٥ علی سید ولد عدنان ٥ سید الانس والجان ٥ سید جمیع ما خلقہ الرحمن ٥ الذی قال فی حقہ فی القرآن ٥ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ٥ وقال تعالیٰ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ٥ وقال تعالیٰ یایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا ٥ وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ٥ وقال تعالیٰ والنجم اذا ھوی ٥ ما ضل صاحبکم وما غوی ٥ وما ینطق عن الھوی ٥ ان ھو الا وحی یوحی ٥ علمہ شدید القوی ٥ ذو مرۃ فاستوی ٥

Marfat.com

وھو بالافق الاعلیٰ ۵ ثم دنا فتدلیٰ ۵ فکان قاب قوسین او ادنیٰ ۵ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ ۵ ما کذب الفؤاد ما رأیٰ ۵ افتمرونہ علیٰ ما یریٰ ۵ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ ۵ عند سدرۃ المنتہیٰ ۵ عندھا جنۃ الماویٰ ۵ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ ۵ ما زاغ البصر وما طغیٰ ۵ لقد رأیٰ من آیات ربہ الکبریٰ ۵ بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہیں سے ایک رسول (سیدِ عالم خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا اور اُس کی کتاب مجید و فرقان حمید ان کو سناتا ہے اور انہیں (کفر و ضلالت اور ارتکاب محرمات و معاصی و خصائل ناپسندیدہ و ظلمات نفسانیہ سے) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (کہ حق و باطل اور نیک و بد میں امتیاز نہ رکھتے تھے) نیز فرمایا اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے (کوئی ہو جن ہو یا انس مومن ہو یا کافر مومن کے لئے تو حضور دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اُس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خسف و مسخ اور استیصال کے عذاب اُٹھا دیئے گئے) اور فرماتا ہے اے غیب کی خبر بتانے والے نبی بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر (شہود و شہادت کے معنی ہیں۔ حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لیے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اُسکو بیان کرتا ہے) اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا (یعنی ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں کو عذاب جہنم کا ڈر سناتا) اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب (ایک آفتاب کیا درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپکے نور نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کی ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خلق کیلئے معرفت اور توحید الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں) اور فرمایا اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ بے راہ چلے۔ وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے (تو حضور کا بہکنا اور بے راہ چلنا ممکن و متصور ہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہوتی ہے) انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے (شدید القویٰ ذو مرۃ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

کو اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی) پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا (سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افق اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر استوا فرمایا اور حضرت جبرئیل سدرۃ المنتہیٰ پر رک گئے آگے نہ بڑھ سکے انہوں نے کہا کہ اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو تجلیات جلال مجھے جلا ڈالیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور مستوی وعرش سے بھی آگے گزر گئے) پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا (یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا) پھر خوب اتر آیا (یعنی حضرت رب العزت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی) تو اس جلوہ اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم (یعنی قرب اپنے کمال کو پہنچا اور باادب احباب میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ اپنے غایت کو پہنچی ؎

محیط و مرکز میں فرق مشکل ہے رہے نہ فاصل خطوط واصل ۔۔۔ کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

اب وحی فرمائی اپنے بندہ کو جو وحی فرمائی (یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا یہ خدا و رسول کے درمیان اسرار ہیں جن پر سوا اس کے کسی کو اطلاع نہیں) دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا (یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا یعنی آنکھ سے دیکھا دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردد نے راہ نہ پائی) تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس جنۃ الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(کنز الایمان و خزائن العرفان) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وأولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین وبارک وسلم الی یوم الدین۔ اے

مالک و مولیٰ تو نے فرمایا اور سچ فرمایا وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا اور اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو احصار نہیں کر سکتے خداوندا تیری حمد و ثنا و شکر نعمت کس زبان سے ادا کی جائے کہ تیرے صفات و کمالات اور احسانات و انعامات غیر متناہی و غیر معدود اور روز آفرینش سے مرتے دم تک تیری تعریف و توصیف و شکر یہ انعامات میں اگر تمام وقت

Marfat.com

ایک ایک آن صرف کیا جائے جو ایک فرض محض و تقدیرِ بحت ہے پھر بھی مقصور و محدود

ولقد صدق من قال ؎

من بے تو دمے قرار نتوانم کرد — احسان ترا شمار نتوانم کرد

گر برتنِ من زبان شود ہر موئے — یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

تو نے اشرف المخلوقات اکرم الموجودات بنی آدم میں خلق فرمایا جس کے سر پر تاج ولقد کرمنا بنی آدم کا رکھا پھر اُس سے مزید یہ کہ حضرت سید ابراہیم بن سید ابوبکر غزنوی لقب بلقب مدار الملک مخاطب بہ خطاب ملک بیا غازی عرف ملک بیئ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے کیا ان نعمتوں سے بڑھکر تیرا احسان یہ ہے کہ دولت ایمان و اسلام سے سرفراز

---

ﻪ آپ تیرہ ذی الحجہ ۶۳۲ھ قلعہ رہتاس کی جنگ میں شہید ہوئے اور نعش مبارک وہاں سے قصبہ بہار شریف لائی گئی۔ اور آبادی شہر سے ایک میل پچھم پہاڑی پر مدفون ہوئی مزار شریف پر عالیشان گنبد بنا ہوا ہے جو زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں حضرت قطب ربانی غوث صمدانی سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اشعار کہ دروازہ جنوبی گنبد مزار شریف پر کندہ ہیں حسب ذیل ہیں ؎

درین گنبد کہ ہست از روئے معنی — بقدر از گنبد افلاک برتر

بخفت ست شہ مردے کہ نہیش — نخفتے شیر اندر بطن شبّر

مدار الملک ابراہیم بوبکر — کہ تیغ از بہر حق مے زد چو حیدر

چنیں لشکرکش و کشور کشائے — نہ خیزد در دوم اندر ہفت کشور

کنوں چوں بردست افتادیا یب — زراہ لطف یکتائے بر و در

بمشک رحمت د کافور رافت — کنی دلدار خاکش را معطر

دوسرا کتبہ جو صدر دروازہ شرق پر کندہ تھا یہ ہے ؎

بعہد دولت شاہ جہانگیر — کہ بادا در بہار ملک نو روز

شہنشاہ جہاں نیرو سلطان — کہ بر شاہان گیتی گشت فیروز

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

فرمایا اس لئے کہ دولت اسلام سے محروم فقط صورت کا انسان ہے مرزا غالب نے خوب کہا ع آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

سہ گر بصورت آدمی انساں بدے احمد و بوجہل ہم یکساں بدے

آدمی بہت ہیں مگر انسان وہی ہے جسے معرفت پروردگار ہو رسول اللہ کا مطیع فرمانبردار

---

(بسلسلہ گذشتہ صفحہ ۵)

ملک سیرت ملک ہیّو براہم که بد در دین ابراہیم تن سوز
بماه ذی الحجہ یکشنبہ از دہر بدہ چوں سیزدہ ملازم دریں نوز
ہجرت بمقصد پنجہ سہ تاریخ مسافر شد ملک در جنت المرده
خداوندا بفضل خویش بدہ
کنی آساں حساب آخری لدنہ

اندرون گنبد آپ کے صاحبزادوں کے بھی مزارات ہیں ۱۲۔

۷ نسب نامہ فقیر قادری غفرلہ کا حسب ذیل ہے ملک محمد ظفر الدین قادری بن ملک [1] منشی محمد عبد الرزاق بن ملک [2] کرامت علی بن ملک [3] احمد علی بن ملک [4] غلام قادر بن ملک [5] سعادت یار بن ملک [6] حمید بن ملک [7] رضا بن ملک [8] محمد علی بن ملک [9] فتح اللہ بن ملک [10] غلام نبی بن ملک [11] محمد معصوم بن ملک [12] محمد سعید الدین عرف ملک [13] سدن بن ملک احمد اللہ بن ملک [14] تاتار بن ملک [15] بہاؤ الدین بن ملک [16] محمد اسمٰعیل بن ملک [17] الہ داد بن ملک [18] غلام محی الدین [19] عرف ملک گدن بن ملک خطاب الملک [20] (کہ مزارش اندرون گنبد ست) بن ملک علاء الملک [21] (کہ مزارش ہم اندرون گنبد ست) ابن ملک داؤد [22] پسر اکبر (کہ مزارش ہم اندرون گنبد ست) بن حضرت سید [23] ابراہیم ملک بیا غازی عرف ملک بیّو شہید بن حضرت سید ابوبکر [24] (کہ مسکن و مزار شان مقام بت نگرست واز غزنی بفاصلہ سہ فرسنگ بجانب شرق واقع ست) ابن سید ابو القاسم [25] عبد اللہ بن سید محمد فاروق [26] بن سید ابو منصور [27] عبد السلام بن سید عبد الوہاب [28] بن غوث الثقلین و غیث الکونین حضرت سیدنا الشیخ محی الدین [29] عبد القادر حسنی حسینی جیلانی قدس اسرارہم ونفعنا اللہ ببرکاتہم۔

Marfat.com

ہو جل جلالہ وصلے اللہ علیہ وسلم پھر مزید براں فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت سے کیا حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ناجی کون جماعت ہوگی۔ ارشاد ہوا ما انا علیہ واصحابی جو میرے اور میرے اصحاب کے مسلک پر ہے گی یعنی اہلسنت وجماعت پھر ان تمام نعمتہائے الٰہیہ کے ہمسر بلکہ بعض وجوہ سے اعلےٰ وبہتر کہ اس دور انگریزی میں کہ ہر شخص سلطنت کی زبان سیکھنے سکھانے کا گرویدہ ہے حضرت عزت حق سبحنہ وتعالیٰ شانہ کا ہزار ہزار شکر کہ اس نے میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو مجھے مذہبی عربی تعلیم دلانے کی توفیق بخشی باوجودیکہ بعض خاص اعزہ واحباب نے حد سے زیادہ اصرار کیا کہ زمانہ انگریزی سلطنت کا ہے اپنے بچہ کو انگریزی تعلیم دلوائے مگر انہوں نے پرواہ نہ کی اور مجھے مذہبی عربی تعلیم کی طرف متوجہ فرمایا انہیں کی نیک نیتی وخلوص قلبی کا اثر ہے کہ زمانہ طالب علمی ہی سے دینی خدمات درس تدریس تالیف وتصنیف وعظ وتبلیغ افتاد مناظرہ کا شوق وذوق میرے دل میں جاگزین ہوا اور برابر انہیں دینی خدمتوں میں انہماک وشغف کے ساتھ منہمک رہا۔ الحمد للہ پھر ان تمام نعمتوں پہ مزید گویا سونے پر سہاگہ یہ کہ اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا مولوی حاجی قاری حافظ شاہ محمد احمد رضا خانصاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ القوی کی بیعت وتلمذ وارشاد وخلافت کے شرف سے مشرف فرمایا جو شریعت مطہرہ وطریقت منورہ کی علمی عملی تصویر تھے جن کا ہر قول شریعت کا رہنما جن کا ہر فعل احکام الٰہی کا اتباع جنہوں نے بلاخوف لومۃ لائم مسائل شرعیہ واحکام فقہیہ کی تعلیم وتبلیغ فرمائی اور عمر بھر تالیف وتصنیف افتاد تدریس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت ورہنمائی فرمائی جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء افسوس صد ہزار افسوس کہ اس آفتاب عالمتاب کو غروب ہوئے آج ۱۹۳۸ء میں سترہ سال ہو گئے مگر سوا اس مختصر منظوم ذکر رضا ۱۹۲۱ حامی دین وملت مولانا مولوی محمود جانصاحب حامد جودھپوری کے کوئی مفصل سوانح عمری آپ کی شائع نہ ہوئی پھر بھی ہم رضویوں کو جناب حاجی مولوی سید ایوب علی صاحب رضوی بریلوی کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس کی طرف سب سے پہلے توجہ فرمائی

Marfat.com

اور برادران طریقت کو توجہ دلائی اُن کی تحریک سے بعض احباب نے کچھ حالات اُن کے پاس لکھ بھیجے اور زیادہ حصہ خود سید صاحب موصوف نے لکھا جب اُن کو میرے حیات اعلیحضرت [۱۹۳۸ء] لکھنے کی خبر ہوئی تو جو کچھ مواد اُن کے پاس تھا سب مجھے عنایت فرمادیا خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر کہ عرصہ بارہ سال میں یہ کتاب چار جلدوں میں مکمل ہوئی اور با عتبار ختم تالیف مظہر المناقب [۱۳۶۹ھ] تاریخی نام تجویز ہوا مولیٰ تعالےٰ اس کو قبول فرمائے اور سب سنیوں کو اس سے فائدہ پہنچائے آمین ؎

ہر کہ خواند طمع دعا دارم — زانکہ من بندہ گنہگارم

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحبہ اجمعین

فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ

Marfat.com

## ولادت باسعادت

ولادت باسعادت اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا شاہ محمد احمد رضا خانصاحب فاضل بریلی کی آپ کے شہر بریلی شریف محلہ جسولی میں کہ پہلے وہی آپ کا آبائی مکان اور حضرت جد امجد مولانا شاہ رضا علی خانصاحب قدس سرہ کا قیام تھا۔ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء مواقف ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت کو ہوئی تاریخی نام المختار (۱۲۷۲) ہے۔ حضور نے اپنا سن ولادت مکتوبات شریف

۱۲ ھ ۷۲

میں حسب ذیل آیہ کریمہ سے استخراج فرمایا ہے اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ

حسن اتفاق کہ اس وقت آفتاب منزل غفر میں تھا جو اہل نجوم کے نزدیک بہت ہی مبارک ساعت ہے

ونعم من قال ؎

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے

ملفوظات حصہ سوم میں ہے ولادت کی تاریخوں کا ذکر تھا اس پر ارشاد فرمایا بحمد اللہ تعالٰی میری ولادت کی تاریخ اس آیہ کریمہ میں ہے اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ جس کا ترجمہ یہ ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی اور اس کا صدر ہے - لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ نہ پائیں گے آپ اُن لوگوں کو جو اللہ و رسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ اُن کے باپ یا اُن کی اولاد یا اُن کے بھائی یا اُن کے کنبے قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں اسی کے متصل فرمایا اولئک کتب فی قلوبھم الایمان بحمد اللہ تعالٰی بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں اور بچوں کے بچوں کو بھی بفضلہ تعالٰی عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے اور بفضلہ تعالٰی یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔ اولئک کتب فی قلوبھم الایمان بحمد اللہ تعالٰی اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا۔ لا الٰہ الا اللہ دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور بحمد اللہ تعالٰی ہر بدمذہب پر ہمیشہ فتح و ظفر حاصل ہوئی رب العزۃ جل جلالہ نے روح القدس سے تائید فرمائی اللہ تعالٰی نے پورا فرمائے ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین

Marfat.com

فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون ۵ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (ترجمہ رضویہ مسمّی بہ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ ۵۸ رکوع ۳) پھر فرمایا یہ سب برکات ہیں حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم ایک مکان میں رہتے تھے اس کی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا اس واقعہ کو فرمایا جاتا ہے وکان ابوھما صالحا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ (ترجمہ رضویہ پارہ ۱۶ سورہ کہف رکوع ۱۰) اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں وہ باپ اُن کی چودھویں پشت میں تھا صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں تو یہاں تو ابھی تیسری ہی پشت ہے دیکھئے کب تک برکات اس سلسلہ میں رہیں۔

## خاندانی حالات

اعلیحضرت کا اسم مبارک عبدالمصطفےٰ احمد رضا خاں ابن حضرت مولانا محمد نقی علیخاں بن حضرت مولانا رضا علی خاں بن حضرت مولانا حافظ محمد کاظم علی خاں۔ بن حضرت مولانا شاہ محمد اعظم خاں بن حضرت محمد سعادت یار خاں بن حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور کے آبا و اجداد قندہار کے موقر قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے۔ شاہان مغلیہ کے عہد میں وہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر ممتاز ہوئے لاہور کا شیش محل انہیں کی جاگیر تھا۔ پھر وہاں سے دہلی آئے اور معزز عہدوں پر فائز رہے چنانچہ حضرت محمد سعید اللہ خانصاحب شش ہزاری عہدہ پر فائز تھے اور شجاعت جنگ انہیں خطاب عطا ہوا تھا۔ ان کے صاحبزادہ سعادت یار خاں صاحب منجانب سلطنت ایک مہم سر کرنے کے لیے بریلی روہیلکھنڈ بھیجے گئے۔ فتحیابی پر ان کو دہلی کا صوبہ بنانے کیلئے فرمان شاہی آیا لیکن وہ ایسے وقت آیا کہ وہ بستر مرگ پر تھے اُن کے تین صاحبزادے تھے اعظم خاں معظم خاں۔ مکرم خاں جو بڑے بڑے مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے جو ایک ہزار ماہوار سے کم نہ تھا اعظم خانصاحب بریلی تشریف فرما ہوئے اور متبتل الی اللہ ہو کر زہد خالص و ترک دنیا اختیار فرمایا شاہزادہ کا تکیہ جو محلہ معماران بریلی میں ہے آج بھی انہیں کی نسبت سے مشہور ہے۔ انہوں نے وہیں قیام فرمالیا تھا اور وہیں اُن کا مزار ہے اُن کے صاحبزادے جناب حافظ محمد

Marfat.com

کاظم علی خاں صاحب ہر پنجشنبہ کو سلام کے لئے حاضر ہوتے اور گرانقدر رقم پیش کش حاضر کیا کرتے ایک مرتبہ جاڑے کے موسم میں جب حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت شاہ محمد اعظم خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ اس موسم سرما میں ایک دھونی کے دھرے کے پاس تشریف فرما ہیں۔ اور اس کڑاکے کے جاڑے میں جسم پر کوئی سرمائی پوشاک نہیں حافظ کاظم علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا بیش بہا دوشالہ اُتار کر اپنے والد ماجد صاحب کو اوڑھا دیا۔ حضرت موصوف نے نہایت ہی استغنا سے اُسے اتار کر آگ کے دھرے میں رکھدیا حافظ صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کاش اسے اور کسی کو عطا فرما دیا جاتا حافظ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ آنا تھا کہ حضرت شاہ صاحب نے اس آگ کے جھڑکتے دھرے میں سے دوشالہ کھینچکر پھینکدیا اور فرمایا۔ "کاظم" فقیر کے یہاں دھکر پکڑ کا معاملہ نہیں لے اپنا دوشالہ۔ دیکھا تو اس دوشالہ میں آگ نے کچھ اثر نہ کیا تھا ویسا ہی صاف و شفاف برآمد ہوا۔ یہ کرامت اس معجزہ نبوی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مظہر و نمونہ تھی۔ کہ جس دسترخوان پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور دست اقدس دہن مبارک اس سے مس فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک دعوت میں جبکہ وہ دسترخوان کثرت استعمال سے میلا ہو گیا تھا۔ اُسے دہکتے تنور میں ڈال دیا اور تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے نکالا تو صاف و شفاف تھا کہیں چرک و میل کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ یہ کرامت اُسی معجزہ کی مظہر تھی حضرت حافظ کاظم علیخاں صاحب شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے اور یہ عہدہ آج کل کی کلکٹری کے قائم مقام تھا دو سو سواروں کی بٹالین خدمت میں رہتی تھی آٹھ گاؤں جاگیر کے دوامی لاخراجی معافی عطا ہوئے تھے وہ اس جدوجہد میں تھے کہ سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں جو کچھ مناقشات تھے اُن کا تصفیہ ہو جائے چنانچہ اسی تصفیہ کے لئے حضرت حافظ صاحب کلکتہ تشریف لے گئے تھے حضرت حافظ صاحب کے صاحبزادہ حضرت قدوۃ الواصلین زبدۃ الکاملین قطب الوقت مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی مختصر حالت تذکرہ علماء ہند مصنفہ رحمان علی خاں صاحب ممبر کونسل ریاست ریواں مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ نومبر ۱۹۱۴ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ بار دوم میں درج ہے چونکہ وہ کتاب فارسی زبان میں ہے اس لئے عام فہم و کثیر النفع ہونے کے خیال سے اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے "مولانا رضا علیخاں صاحب بریلوی بن محمد کاظم علی خاں ابن محمد اعظم

Marfat.com

خاں ابن محمد سعادت یار خاں بہادر۔ بریلی ملک روہیلکھنڈ کے بزرگترین علمائے کرام اور قوم افغان بڑھیچ سے تھے ان کے آباؤ اجداد سلاطین دہلی کے دربار میں بڑے بڑے عالی مرتبہ منصب شش ہزاری پر فائز تھے مولانا رضا علی خانصاحب سنہ ۱۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے اور شہر ٹونک میں مولوی خلیل الرحمن صاحب مرحوم مغفور سے علوم دینیہ حاصل کر کے ۲۳ سال کی عمر میں سنہ ۱۲۴۷ھ کو سند فراغ حاصل کر کے مشارٌ الیہ اماثل و اقران مشہور طاق و زمان ہوئے خصوصاً علم فقہ و تصوف میں کامل مہارت حاصل فرمائی۔ بہت پرتاثیر تقریر فرماتے آپ کے اوصاف شمار سے باہر ہیں خصوصاً نسبت کلام سبقت سلام زہد و قناعت علم و تواضع تجرید و تفرید آپ کی خصوصیات سے تھا ۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۸۶ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی بڑھیچ بائے موحدہ عربیہ و رائے ثقیلہ ہندیہ دونوں مفتوح اور یائے تحتانیہ ساکن اور جیم فارسی موقوف ایک گروہ افغان کا ہے۔ ان کو روہیلہ بھی کہتے ہیں انتہی

## حضرت کی کرامات

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات و کرامات میں بیان فرماتے تھے کہ

**پہلا واقعہ** ۔ حضرت کا گذر ایک روز کوچہ سیتارام کی طرف سے ہوا ہنود کے تیوہار ہولی کا زمانہ تھا ایک ہندو بازاری طوائف نے اپنے بالاخانہ سے حضرت پر رنگ چھوڑ دیا یہ کیفیت شارع عام پر ایک تر شبیہ مسلمان نے دیکھتے ہی بالاخانہ پر جاکر تشدد کرنا چاہا مگر حضور نے اسے روکا اور فرمایا بھائی کیوں اس پر تشدد کرتے ہو اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے۔ خدا اسے رنگ دے گا یہ فرمانا تھا کہ وہ طوائف بیتابانہ قدموں پر آکر گر پڑی اور معافی مانگی اور اسی وقت مشرف باسلام ہوئی حضرت نے اسی نوجوان کے ساتھ اس کا عقد کر دیا۔

**دوسرا واقعہ** ۔ دوسرا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت کے اعزہ میں ایک صاحب مسمی بہ وارث علی خاں محلہ سوداگران میں رہتے تھے ایک مرتبہ حاضر خدمت ہو کر کچھ رقم بطور قرض حاصل کی ان کے شباب کا زمانہ تھا اور مزاج آزاد واقع ہوا تھا اسی لئے حضور نے فرمادیا تھا اس رقم کو بیجا صرف نہ کیا جائے اقرار کیا اور چلے گئے اسی روز اسی روپیہ کو لے کر ایک طوائف کے یہاں گئے جب زینہ پر پہنچے دیکھتے ہیں کہ حضرت کا عصا اور چھتری رکھی ہے الٹے پاؤں واپس ہوئے دوسرے بالاخانہ پہ گئے وہاں بھی یہی کیفیت دیکھی

Marfat.com

واپس ہوئے تیسری جگہ گئے یہی ماجرا دیکھا بالآخر واپس ہوئے اور حاضر خدمت اقدس ہو کر صدق دل سے توبہ کی

تیسرا واقعہ :- تیسرا واقعہ بیان فرماتے تھے ایک برہمن ایک مسلمان لڑکے پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ ایک دن وہ لڑکا بھاگتا ہوا آیا اور حضرت کی پناہ لی اس برہمن نے تلوار سے حملہ کیا جس سے کچھ خراش حضرت کے بھی آ گئی اس زمانہ میں دو پہلوان متصل مکان حکیم عبد الصمد صاحب رہتے تھے ان دونوں اور ایک راہ گیر مسلمان نے مل کر اس برہمن کو خوب زدو کوب کی آپ نے فرمایا کیوں مارتے ہو اللہ اسے سزا دے گا چنانچہ دیکھا گیا کہ سڑکوں کی نالیوں کا پانی مونہہ لگا لگا کر پیتا تھا جب تک زندہ رہا یوں ہی خراب خستہ مارا مارا پھرا کیا۔

چوتھا واقعہ :- فقیر قادری جامع حالات رضوی غفرلہ کہتا ہے فتنہ ۱۸۵۷ء کے بعد جب انگریز کا تسلط ہوا اور انہوں نے شدید مظالم کئے۔ تو لوگ ڈر کے مارے پریشان پھرتے تھے بڑے لوگ اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر گاؤں وغیرہ چلے گئے لیکن حضرت مولانا رضا علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ محلہ ذخیرہ اپنے مکان میں برابر تشریف رکھتے رہے اور پنج وقتہ نماز ان مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے ایک دن حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ادھر سے گوروں کا گزر ہوا خیال ہوا کہ شاید مسجد میں کوئی شخص ہو تو اس کو پکڑ کر پیٹیں مسجد میں گھسے ادھر ادھر گھوم آئے بولے کہ مسجد میں کوئی نہیں ہے حالانکہ حضرت مسجد ہی میں تشریف فرما تھے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اندھا کر دیا کہ حضرت کو دیکھنے سے معذور رہے یہ کرامت حضرت کی اس معجزہ صادقہ نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق ہے کہ شب ہجرت کفار کے مجمع میں سے وجعلنا من بین ایدیہم سدا ومن خلفہم سدا فاغشینہم فہم لا یبصرون ۵ اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا (ترجمہ رضویہ پارہ ۲۲ سورۂ یٰسین رکوع ۱) حضور باہر تشریف لے آئے اور وہ لوگ کھڑے کھڑے دیکھا کئے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کو نظر نہ آئے۔

علامہ محمد حسن صاحب علمی کا خطبہ ہندوستان میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے شہر تو شہر دیہات تک مساجد میں وہی خطبہ پڑھا جاتا ہے وہ حضرت ہی کے شاگرد و مرید تھے۔ اور یہ خطبہ ان کی نظر انور سے گزرا ہوا ہے اور آج تک جو خطبہ علمی چھپتا ہے اس کے اخیر میں مصنف کی یہ عبارت

Marfat.com

ضرورت ہوتی ہے اس مؤلف عاصی محمد حسن علمی امیدواری جناب باری عزاسمہ سے یہ ہے کہ اپنے فضل عمیم او طفیل رسول کریم ملقب بہ انک علی خلق عظیم کے ہم سب مومنین کو بعفو جرائم و عصیان اور فیضان توفیق و احسان کے عزت بخشے اور ہمارے مرشد و مولی عالم علم ربانی مقبول بارگاہ سبحانی مخزن اسرار معقول و منقول کاشف استار فروع و اصول مطلع العلوم مجمع الفہوم عالم باعمل فاضل بے بدل منبع الاخلاق منہل الاشفاق مصدر احسان مظہر امتنان مولانا مخدومنا لوذعی زمان مولوی رضا علی خاں کو بیچ دونوں جہان کے رحمت خاصہ میں اپنے رکھکر اقصی مراتب قبولیت کو پہنچائے آمین یا رب العلمین حضرت مولانا رضا علی خانصاحب قدس سرہ العزیز کے صاحبزادہ حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی آل رسولی ہیں جن کے مختصر حالات رسالہ مبارکہ جواہر البیان فی اسرار الارکان مطبوعہ مطبع حسنی محلہ سوداگران میں محررہ اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز حسب ذیل ہیں۔ وہ جناب فضائل مآب تاج العلماء راس الفضلاء ماحی سنت ماحی بدعت بقیۃ السلف حجۃ الخلف رضی اللہ عنہ وارضاہ فی اعلی غرف الجنان ۱۰ سلخ جمادی الآخری یا غرہ رجب ۱۲۴۶ھ بارہ سو چھیالیس ہجریہ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم جو عظیم فضائل پناہ عارف باللہ صاحب کمالات باہرہ و کرامات ظاہرہ حضرت مولانا مولوی رضا علی خاں صاحب روح اللہ روحہ و نور ضریحہ سے اکتساب علوم فرمایا بحمد اللہ منصب شریف علم کا پایہ ذروہ علیا کو پہنچایا۔

ع راست مے گویم و یزداں نہ پسندد جز راست

جودت ذہن رحدت افکار فہم صائب ورائے ثاقب حضرت حق جل و علا نے انہیں عطا فرمائی ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا عقل معاش و معاد دونوں کا بردجہ کمال اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں سے دیکھا علاوہ بریں سخاوت، شجاعت، علو ہمت کرم و مروت صدقات خفیہ میراث جلیہ بلندی اقبال دبدبہ و جلال مواسات فقرا امر دینی میں عدم مبالات باغنیا حکام سے عزلت رزق موروث پر قناعت وغیر ذلک فضائل جلیلہ و خصائل جمیلہ کا حال وہی جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے ع ایں نہ بحریست کہ در کوزہ تحریر آید

مگر سب سے بڑھکر یہ کہ اس ذات گرامی صفات کو خالق عزوجل نے حضرت سلطان رسالت

Marfat.com

علیہ افضل الصلاۃ والتحیہ کی غلامی و خدمت اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعدا پر غلظت شدت
کے لئے بنایا تھا بحمد اللہ اُن کے بازوئے ہمت و سطوتِ صولت نے اس شہر کو فتنۂ مخالفین سے یکسر پاک کر ڈالا
دیا کوئی آستانہ رہا کہ سر اٹھائے یا آنکھ ملائے یہاں تک کہ شعبان ۱۲۹۲ھ کو مناظرہ دینی کا عام اعلان کیا تمام تاریخی
اصلاح داشتیں طبع کرایا اور سوائے مہر سکوت یا عار فرار و غوغائے جہال و عجز و اضطراب کے کچھ جواب نہ پایا
فتنہ ششش مثل کا شعلہ کہ سب سے سر بفلک کشیدہ تھا۔ اور تمام اقطار ہند میں اہل علم اُسکے اطفاء پر عرق ریز بود
گردیدہ اُس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بحمد اللہ سارے ہندستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے کان ضفت[illegible]
فتنہ کا بازار سرد ہے خود اُس کے نام سے جلتے ہیں مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت روز ازل سے
اُس جناب کے لئے ودیعت تھی جس کی قدرے تفصیل رسالہ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال
میں مطبوع ہوئی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء تصانیف شریفہ اُس جناب کی سیلِ علوم دین و نافع
مسلمین و دافع مفسدین و الحمد للہ رب العلمین از انجملہ الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ
الم نشرح کہ مجلد کبیر ہے علوم کثیرہ پر مشتمل وسیلۃ النجاۃ جس کا موضوع ذکر حالات سید کائنات
ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلد وسیط سرور القلوب فی ذکر المحبوب کہ مطبع نولکشور میں چھپی اور
یہ کتاب مستطاب جواہر البیان فی اسرار الارکان جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ع

ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نچشی

فقیر غفر اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اُس کے ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک رسالہ مسمی بہ نام اسم الجان
من جواہر البیان ملقب بنام تاریخی سلطنۃ المصطفےٰ فی ملکوت کل الوریٰ تالیف کیا اصول الرشاد
لقمع مبانی الفساد جس میں قواعد ایضاح و ثابت فرمائے جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت و حسرت ہدایۃ البریہ
الی الشریعۃ الاحمدیہ کہ دس فرقوں کا رد ہے یہ کتابیں مطبع صبح صادق سیتاپور میں طبع ہوئیں اذاقۃ الآثام لمانعی عمل المولد و
القیام انشاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہوگی پہلی بار مطبع اہلسنت و جماعت بریلی میں مع شرح اعلیحضرت مسمی بہ شفاء
الکلام فی شرح اذاقۃ الآثام طبع ہو کر شائع ہوئی مدت سے ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا اب انشاء اللہ دوبارہ طبع ہو کر شائع
ہوگی، فضل العلم والعلماء ایک مختصر سا رسالہ کہ بریلی میں بار دوم طبع ہوا ازالۃ الاوہام رد نجدیہ تزکیۃ الایقان رد تقویۃ الایمان
کہ بعشر و کاملہ زمانہ حضرت مصنف قدس سرہ میں تصنیف پا چکا الکواکب الزہراء فی فضائل العلم و آداب العلماء جس کی تخریج احادیث
میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب لکھا الروایۃ الرویہ فی الاخلاق النبویہ

Marfat.com

[۱۳] المقاوہ النفویة فی الخصائص النبویہ [۱۴] لمعۃ الجراس فی آداب الاکل واللباس۔ [۱۵] التمکن فی
تحقیق مسائل التزئین۔ [۱۶] احسن الوعا لآداب الدعا۔ رسالہ بھی مع شرح و اضافات اعلیحضرت
مسمی بہ ذیل المدعا لاحسن الوعا مطبع اہلسنت و جماعت بریلی میں طبع ہو چکا ہے۔ [۱۷] خاتم الخافیہ
فی المحاسبۃ والمراقبہ۔ [۱۸] ہدایۃ المشتاق الی سر الانفس والآفاق [۱۹] ارشاد الاحباب الی
آداب الاحتساب۔ [۲۰] اجمل الفکر فی مباحث الذکر۔ [۲۱] عین المشاہدہ لحسن المجاہدہ۔ [۲۲] تشرق
الاواہ الی طریق محبۃ اللہ۔ [۲۳] نہایۃ السعادۃ فی تحقیق الہمۃ والارادۃ۔ [۲۴] اقوی الذریعہ
الی تحقیق الطریقۃ والشریعہ [۲۵] ترویح الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح ان پندرہ رسائل
ملاہن دجیز و بید کے مسودات موجود ہیں جن کے تبییض کی فرصت حضرت قدس سرہ نے نہ پائی
فقیر غفر اللہ لہ کا قصد ہے کہ انہیں صاف کر کے ایک مجلد میں طبع کرا دے انشاء اللہ تعالےٰ کہ ع

حلوا بہ تنہا نہ بایست خورد

ان کے سوا اور تصانیف شریف کے مسودے بستوں میں ملتے ہیں مگر منتشر جن کے اجزا اول یا
آخر یا وسط سے گم ہیں ان کے بارے میں حسرت و مجبوری ہے غرض عمر گرامی اس جناب کی ترویج دین و حمایت
مسلمین و نکایت اعدا و حمایت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گزری جزاہ اللہ عن الاسلام
والمسلمین خیر الجزاء آمین۔ پنجم جمادی الاخریٰ ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست
حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت سید الواصلین سند الکاملین قطب اوانہ امام زمانہ حضور
پرنور سیدنا و مرشدنا و مولانا و ماوانا و ذخری لیومی و غدی حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی جلا
مارہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وافاض علینا من برکاتہ و نعمائہ پر شرف بیعت حاصل
فرمایا حضور پرنور مرشد برحق نے مثال خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی۔
یہ غلام ناکارہ بھی اسی جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرفیاب ہوا والحمد للہ
رب العلمین۔ چھبیس شوال ۱۲۹۵ھ کو باوجود شدت علالت و قوت ضعف خود حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلانے کے سبب کہ من رانی فی المنام فقد رانی رواہ
الامام احمد والبخاری والترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزم زیارت و حج صمم
فرمایا یہ غلام اور چند اصحاب و خدام ہمراہ رکاب تھے ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ

Marfat.com

حالت ہے آئندہ سال پر ملتوی فرمائیے۔ ارشاد فرمایا مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھوں پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہدین تندرستوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی بلکہ وہ مرض ہی خود نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک ام بجودہ میں دوا عطا فرمانے سے کہ من رانی فقد رای الحق رواہ احمد والشیخان عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدمنع پر نہ رہا وہاں حضرت اجل العلما اکمل الفضلا حضرت سیدنا احمد زین دحلان شیخ الحرم وغیرہ علماء مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی سلخ ذیقعدہ روز پنجشنبہ وقت ظہر ۱۲۹۷ھ ہجریہ قدسیہ کو اکاون برس پانچ مہینہ کی عمر میں بعارضہ اسہال دموی شہادت پاکر شب جمعہ اپنے والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز کے کنار میں جگہ پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون ٥ روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی۔ اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے متواتر سلام فرماتے تھے جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضاء وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرما رہے ہیں۔ یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا سبحن اللہ وہ اپنے طور پر حالت بیہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے۔ جس وقت روح پرفتوح نے جدائی فرمائی فقیر سرہانے حاضر تھا۔ واللہ العظیم ایک نور ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ سے اٹھکر برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ اللہ تھا۔ اور بس اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی بعدہ فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رویا میں دیکھا کہ حضرت والد ماجد قدس سرہ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے غلام نے عرض کیا حضور یہاں کہاں ۔ ولفظہ اذا معناہ فرمایا آج سے یا اب سے یہیں رہا کریں گے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ ٥

ذهب الذين يعاش في اكنافهم ٭ وبقيت في الناس كجلد الاجرب ٥

ليهن دعاء الناس ولينجرح الجهل ٭ فبعدك لا يرجو البقاء من له عقل

اللهم ارحمهما وارض عنهما واكرم نزلهما وافض علينا من بركاتهما آمين برحمتك يا ارحم الراحمين وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه اجمعين آمين۔ فقیر غفرلہ نے چند سجع اس جناب کی تواریخ ولادت باسعادت و وصال شریف کی عن مہذب

Marfat.com

سے پئے جن میں التزام ہے کہ باوجود انتظام سلسلہ عبارت ہر فقرہ ایک مستقل جملہ ہو جو کسی طرف
سے تعلق عطف بھی نہ رکھتا ہو جس کے سبب جو مادہ چاہیے تنہا محل تاریخ میں سنا لیجئے کہ تعداد مواد
کا سچا محصل یہی ہے اس کے ساتھ یہ التزام بھی رہا کہ تکمیل عدد کو لفظ حشو نہ بڑھا بعض مادے یہاں
قرطاس پر جلوہ فزا (تواریخ ولادت) جاء ولی نقی الثیاب علی الشان (وفیہ اشارۃ الی
اسمہ قدس سرہ والثیاب الاعمال قال تعالی وثیابک فطھر) رضی الاحوال نقی
المکان ٭ ھو اجل محققی الافاضل ٭ شھاب المدققین الاماثل ٭ قمر فی برج الشرف ٭
بری من الحشو والتکلف ٭ افضل سباق العلماء ٭ اقدم حذاق الکرماء (تواریخ وفات)
کان نھایۃ جمع العظماء ٭ خاتم اجلۃ الفقھاء ٭ امین اللہ فی الارض ابدا ٭ وعن
النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم العالم امین اللہ فی الارض اخرجہ الامام ابو
عمر فی کتاب العلم) ان موتۃ العالم موتۃ العالم ٭ وفاۃ عالم الاسلام ثلمۃ فی
جمع الانام (وفی الخبر موت العالم ثلمۃ فی الاسلام لا تسد الی یوم القیمۃ او کما ورد
واللہ تعالی اعلم) خلل فی باب العباد لا ینسد الی یوم القیام ٭ یا غفور ٭ کمل لہ ثوابک
یوم النشور ٭ امنحہ جنۃ اعدت للمتقین ٭ صلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد واٰلہ
واھلہ اجمعین ٭ کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری
البرکاتی البریلوی عفی اللہ لہ وحقق املہ "تذکرہ علماء ہند فارسی مطبوعہ مطبع نولکشور
میں اعلیٰ حضرت اور اُن کے والد ماجد صاحب قدست اسرارہما کے مختصر حالات درج ہیں عام فہم
ہونے کے لئے اس جگہ اُس کا اردو ترجمہ درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں" مولوی نقی علی خاں بریلوی
ابن مولوی رضا علی خاں ساکن بریلی روہیلکھنڈ غرہ رجب ۱۲۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد
سے تعلیم وتربیت پائی اور علوم درسیہ سے فراغت حاصل فرمائی ذہن ثاقب ورائے صائب رکھتے
تھے حق تعالیٰ نے اُن کی عقل معاش ومعاد دونوں میں ممتاز اقران بنایا تھا۔ علاوہ شجاعت جبلی کے حضرت
صفت سخاوت وتواضع واستغنا سے موصوف تھے اپنی تمام قیمتی عمر اشاعت سنت وازالہ بدعت
میں صرف فرمائی پھر مسئلہ امتناع نظیر ایک دینی مناظرہ کا اعلان بنام تاریخی اصلاح ذات البین ۱۲۹۳
۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ میں شائع فرمایا اور مسئلہ امتناع نظیر حضور نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

میں بہت زبردست کوشش فرمائی اور مخالفین کا رد فرمایا جس کا مفصل بیان رسالہ مبارکہ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ۱۲۹۴ھ میں تاجدار مارہرہ مطہرہ حضرت سیدنا شاہ آل رسول قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور جملہ سلاسل جدیدہ و قدیمہ و سند حدیث شریف اور خلافت سے معزز و ممتاز ہو کر ۱۲۹۵ھ میں زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے اور حضرت سیدی زین دحلان و دیگر علماء حرمین شریفین سے اجازت و سند حدیث حاصل فرمائی سلخ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا اور حیات شیریں جان آفرین کے سپرد فرمائی اور روضۂ رضوان میں آرام و اطمینان و سکون حاصل فرمایا۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اس کے بعد ان پچیس تصنیفات کا ذکر ہے جو اوپر مذکور ہوئیں اس لئے دوبارہ ذکر کرنا بے فائدہ ہے

مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی سلمہ اللہ تعالے بن مولوی نقی علی خاں بن مولوی رضا علیخاں متوطن بریلی روہیلکھنڈ نے بتاریخ دس ماہ دہم یعنی شوال بروز شنبہ ۱۲۷۲ھ عرصہ دنیا میں قدم مبارک رکھا حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز نے عقیقہ کے دن ایک خواب خوشگوار دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ یہ فرزند فاضل و عارف ہوگا چار سال کی عمر میں قرآن شریف ناظرہ ختم کیا اور چھ سال کی عمر میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں منبر پر بہت بڑے مجمع میں میلاد شریف پڑھا تمام علوم درسیہ معقول و منقول سب اپنے والد ماجد صاحب سے حاصل کر کے بتاریخ ۱۴ ماہ شعبان ۱۲۸۶ھ میں فاتحہ فراغ کیا اور اسی دن ایک رضاعت کا مسئلہ لکھ کر والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا والد ماجد صاحب نے ذہن نقاد و طبع وقاد دیکھ کر اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام انکے سپرد فرمایا ۱۲۹۴ھ میں سرکار مارہرہ مطہرہ میں حضرت ملحق الاصاغر بالاکابر وارث العلم کابراً عن کابر عالیجناب حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ العزیز کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور مثال خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث سے مشرف ہو کر ۱۲۹۵ھ میں حضرت والد ماجد صاحب کے ساتھ زیارت حرمین طیبین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے شرف افتخار و امتیاز حاصل فرمایا اور اکابر علمائے دیار مثل حضرت سید احمد دحلان مفتی شافعیہ و حضرت عبد الرحمن سراج مفتی حنفیہ سے سند حدیث و فقہ و اصول و تفسیر و دیگر علوم حاصل فرمائی ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم میں ادا کی کہ بعد نماز امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل نے بلا تعارف سابق آپ کا ہاتھ پکڑا اور لیتے ہوئے اپنے دولتکدہ تشریف لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑ کر

Marfat.com

فرمایا انی لاجد نور اللہ فی ھذا الجبین بیشک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں اور صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھکر عنایت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاءالدین احمد ہے اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری تک فقط گیارہ واسطے ہیں نیز حضور نے بایمائے حضرت شیخ جمل اللیل موصوف اُن کی تصنیف لطیف جوہرہ مضیہ مناسک حج شافعیہ کا اردو ترجمہ کیا اور ایک شرح دو دن میں تحریر فرمائی جس کا نام النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضیہ رکھا جس وقت اس ترجمہ اور شرح کو حضرت شیخ جمل اللیل کی خدمت میں پیش کیا حضرت شیخ بہت خوش ہوئے اور بہت تعریف فرمائی اور مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ یعنی صاحبزادہ مولانا محمد بن محمد بن عرب نے اعلیحضرت کی دعوت کی اثنائے طعام مسئلہ افضلیت مدفونین بقیع شریف پر گفتگو چھڑ گئی اعلیحضرت نے فرمایا کہ مدفونین بقیع میں سب سے افضل امیر المومنین عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور مولانا محمد صاحب فرماتے تھے کہ ان میں سب سے افضل حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں دونوں حضرات نے اپنے اپنے قول پر دلائل پیش کئے آخر مولانا نے فرمایا دونوں قول صحیح اور موجہ ہیں اعلیحضرت نے فرمایا ولکل وجھۃ ھو مولیھا عین اسی وقت عصر کی اذان حرم شریف میں ہوئی ختم اذان پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا فاستبقوا الخیرات غرض جلسہ برخاست ہوا اور سب لوگ نماز کے لئے حرم شریف میں پہنچے شب کے وقت اعلیحضرت نے تنہا مسجد خیف میں اقامت کی اور مغفرت کی بشارت سے مبشر ہوئے) آپ صاحب تصانیف کثیرہ وتالیف عزیزہ ہیں (اس جگہ مصنف تذکرہ علماء ہند نے اعلیحضرت کی پچاس تصنیفات کا ذکر کیا ہے. طوالت کے خیال سے اُن کو نہیں لکھا کہ تصنیفات کے بیان میں اُن کا مفصل ذکر آئے گا. ۱۲ سید ایوب علی) ماہ جمادی الاخری ۱۳۱۰ھ میں متصلہ بریلی بدایوں سنبھل رامپور وغیرہ نے متفقہ طریقہ سے مسئلہ تفضیل میں اعلیحضرت سے مناظرہ کا اعلان کیا اور سبھوں نے مولانا مولوی محمد حسن صاحب سنبھلی مصنف تنسیق النظام فی مسند الامام وحاشیہ ہدایہ وغیرہ کو امیر جماعت ومناظر مقرر کیا اور بریلی پہونچے اُس زمانہ میں اعلیحضرت منضج پی رہے تھے اور جلاب کے دن قریب تھے ایک نئے طبیب کے زیر علاج تھے. اُس کی سازش سے یہ مشورہ ہوا کہ مسہل کے ایک دن قبل دعوت مناظرہ دینی چاہیئے اعلیحضرت بوجہ مسہل خود ہی انکار کردیں گے اور اگر ہمت کی بھی تو طبیب

Marfat.com

کی حیثیت سے وہ معالج صاحب منع کر دیں گے۔ بات بن جائے گی۔ کہ مناظرہ سے فرار کیا لیکن جسے خداوند عالم سربلند کرے اُسے کون نیچا دکھا سکتا ہے۔ اعلیحضرت نے فوراً چیلنج مناظرہ منظور فرمایا معالج صاحب نے بہت منع کیا کہ کل مسہل کا دن ہے اعلیحضرت نے فرمایا مناظرہ کرتے ہوئے مجھے مرجانا منظور ہے اور مناظرہ سے انکار کر کے بچنا مقصود نہیں آخر اُسی حالت میں تیس سوال لکھ کر سرگروہ جماعت جناب مولانا محمد حسن صاحب سنبھلی کے پاس روانہ کر دیئے مولانا موصوف کی دیانت کہ بمجرد سوالات دیکھنے کے فرمایا ان سوالات کا جواب کوئی شخص تفضیلی عقیدہ رکھتے ہوئے نہیں دے سکتا ہے اور اسی وقت بہل میں سوار ہو کر مکان تشریف لے آئے اُس کے بعد شرح عقائد کا حاشیہ مسمی بہ نظم الفرائد تحریر فرمایا جس میں مذہب اہلسنت وجماعت کی حمایت وتائید کی دوسرے معاندین نے یہ حال دیکھکر من سکت سلم پر عمل کیا اور بالکل خاموشی اختیار کی جس کی قدرے تفصیل رسالہ فتح خیبر ۱۳۰۲ھ میں اُسی زمانہ میں مطبوع ہو چکی ہے۔ اُس کے بعد اعلیحضرت نے کئی مرتبہ اُن لوگوں کو دعوت مناظرہ دی مگر ادھر سے صدائے برنخاست ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اس وقت تک پچھہتر کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں جامع حالات فقیر ظفرالدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ یہ مصنف تذکرہ علمائے ہند کے علم کے مطابق اُس زمانہ کی تصانیف ہیں ۱۳۲۸ در حقیقت اعلیحضرت کی تصانیف چھ سو سے زیادہ ہیں جس کا مفصل بیان حیات اعلیحضرت جلد دوم میں آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

**شجرہ آباؤ اجداد واولاد واحفاد** عالیجاہ شجاعت جنگ بہادر جناب مستغنی عن الالقاب شاہ سعید اللہ خانصاحب قندھاری بزمانہ سلطان محمد شاہ نادرشاہ کے ہمراہ دہلی آئے اور منصب شش ہزاری پر فائز ہوئے اُن کو سلطان والاشان کے یہاں سے بہت سے مواضعات جو زیر ین ریاست رامپور میں معافی علی الدوام پر ملے تھے یہ مواضعات اُن کی اولاد کے پاس اب موجود نہیں ان کا ایک شیش محل لاہور میں تھا جس کا ابھی تک کچھ اثر باقی ہے اُن کے ایک صاحبزادہ تھے جو سلطان محمد شاہ کے یہاں وزیر دولت تھے جن کو سلطان سے کچھ مواضعات ضلع بدایوں کے معافی میں ملے تھے۔ وہ اب تک انہیں کی نسل میں موجود ہیں ان کا نام سعادت یارخاں تھا اُن کے نرینہ اولاد تین تھے۔ بڑے شاہزادہ والاتبار محمد اعظم خاں صاحب ہیں اور یہی اعلیحضرت

Marfat.com

امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے مورث اعلیٰ ہیں یہ اپنی وزارت کے عہدہ سے علیحدہ ہو کر زہد وریاضت میں مشغول ہو گئے تھے ان کا ایک مشہور واقعہ ہے جو ان کے صاحبزادہ حافظ قرآن جناب حافظ کاظم علی خاں صاحب وزیر آصف الدولہ سے مروی ہے کہ جب شاہزادہ موصوف ترک دنیا کر کے زہد وریاضت میں مشغول ہوئے صاحبزادہ صاحب خدمت والا میں حاضر ہوئے۔ تو شہزادہ والا تبار کو دھونی رمائے دیکھا اپنی قیمتی شال نذر کر دی حضرت نے اُسے آگ میں ڈال دیا جب وہ جلنے لگی تو حافظ صاحب نے دل میں خیال کیا کہ ناحق میں نے دی انہوں نے جلا دی اگر اپنے پاس نہ رکھنا تھا تو کسی کو دے دیتے اس کو فائدہ پہنچتا اس طرف ان کو یہ خیال آیا اُدھر شال کا آخری کنارہ کہ جلنے کو باقی تھا شاہزادہ صاحب نے وہ کونا پکڑ کر پوری شال آگ سے نکال کر حافظ صاحب کو دی اور فرمایا کہ یہ ایسی چیز نہیں تھی جس میں دھوکہ ہو۔ سعادت یار خانصاحب کے دو فرزند اور تھے ایک شاہزادہ معظم خانصاحب ان کی اولاد میں مولوی بخش اللہ خانصاحب وغیرہ ہیں۔ تیسرے صاحبزادہ مکرم خانصاحب ہیں اُن کی اولاد نرینہ اب نہیں ہے البتہ اُن کی نسل اُن کی نواسیوں کی اولاد ہے۔

سعید اللہ خاں صاحب

سعادت یار خانصاحب وزیر محمد شاہ

۱ اعظم خاں صاحب — ۲ معظم خاں صاحب — ۳ مکرم خاں صاحب

اعظم خاں صاحب نے دو عقد کئے پہلی زوجہ سے حافظ کاظم علی خانصاحب ہیں اور دوسری بیوی سے چار صاحبزادیاں ہوئیں حافظ کاظم علیخانصاحب آصف الدولہ کے یہاں وزیر تھے انہوں نے تین شادیاں کیں زوجہ اولیٰ سے تین اولادیں دو لڑکے اور ایک لڑکی زوجہ ثانیہ سے تین لڑکیاں اور تیسری بیوی جو حرم تھی اُس سے ایک لڑکا مسمی بہ جعفر علی خاں جس کی نسل ختم ہو گئی۔

اعظم خاں صاحب

۱ از زوجہ اولیٰ حافظ کاظم علیخانصاحب — ۲ ۳ ۴ ۵ از زوجہ ثانیہ چار صاحبزادیاں جنکے نام معلوم نہ ہوسکے۔

- از زوجہ اولیٰ
  - امام العلما مولانا رضا علیخانصاحب
  - رئیس الحکما حکیم تقی علیخانصاحب
  - زینت بیگم عرف ننھی بیگم
- از زوجہ ثانیہ
  - بدر النساء
  - صدر النساء
  - قمر النساء
- از زوجہ ثالثہ حرم
  - جعفر علی خاں

حضرت امام العلما مولانا رضا علی خانصاحب اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے جد

Marfat.com

مکرم میں یہ اپنے زمانہ کے مشاہیر علما میں سے تھے اُنہوں نے دو عقد کئے پہلی بیوی سے رئیس الاتقیا مولانا نقی علی خانصاحب والد ماجد اعلیحضرت اور ایک صاحبزادی جو رئیس الحکما کے بڑے فرزند مہدی علی خانصاحب کو منسوب تھیں دوسری بیوی سے دو صاحبزادیاں ایک بی جان ولایت حسین خانصاحب کو منسوب تھیں اور دوسری جن کا نام مستجاب بیگم تھا۔ وہاب علی خانصاحب مولوی سے بیاہی گئیں اور لاولد فوت ہوئیں۔

امام العلما مولانا رضا علیخاں صاحب

از زوجہ اولیٰ (۱)
- رئیس الاتقیا مولانا نقی علیخانصاحب
- (۲) زوجہ مہدی علی خانصاحب

از زوجہ ثانیہ
- (۱) بی جان زوجہ ولایت حسن خاں
- (۲) مستجاب بیگم زوجہ حکیم وہاب علی خانصاحب

رئیس الحکما حکیم محمد تقی علی خانصاحب یہ امام العلما کے حقیقی بھائی تھے بہت بڑے قوی ہیکل بہادر اور فن طب میں خاص مہارت رکھتے تھے انہوں نے دہلی کے خاندان اطبا کے سرپرست حکیم محمد واصل خانصاحب کی صاحبزادی سے عقد کیا تھا یہ مہاراجہ جے پور کے یہاں طبیب خاص تھے ابتداءً ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے سالے کے لڑکے حکیم محمد سلیم خانصاحب کو (جو جے پور کے مشہور اطبا سے ہیں اور بہرے حکیم کے نام سے مشہور خاص و عام ہیں) متبنیٰ کیا تھا ریاست جے پور سے تین لاکھ سالانہ منافع کی جائداد رئیس الحکما کو انعام میں ملی تھی۔ جو رئیس الحکما نے کمال فراخ دلی سے اپنے متبنیٰ حکیم محمد سلیم خانصاحب کو دیدی تھی حالانکہ اس وقت اپنی اولاد بھی تھی۔ چنانچہ اب تک وہ جائداد حکیم صاحب موصوف کے نواسوں کے پاس ہے اور وہ اس سے مستفید ہو رہے ہیں اُن کو حکیم واصل خانصاحب کی صاحبزادی کے بطن سے چار لڑکے ہوئے خانصاحب مہدی علی خانصاحب حکیم ہادی علیخانصاحب۔ خانصاحب فتح علی خانصاحب۔ خانصاحب فدا علیخانصاحب ان میں بڑے صاحبزادے مہدی علی خانصاحب کا عقد رئیس الاتقیا کی ہمشیرہ حقیقی سے ہوا ان کی اولاد میں احمد حسن خانصاحب تھے دوسرے فرزند حکیم ہادی علی خانصاحب کا عقد ریاست ٹونک میں جناب عبدالعلیم خانصاحب کی لڑکی سے ہوا اور چار اولادیں ہوئیں بدایت علیخاں سردار علی خاں محبوب علی خاں صدیق النسا بیگم اور تیسرے فرزند فتح علی خانصاحب کی اولاد تین لڑکے بالو حاجی

Marfat.com

فرحت علیخاں۔ امداد ولی خاں اصغر علیخاں اور چار لڑکیاں ہیں اور چوتھے فرزند فدا علیخاں کی اولاد فراست علی خاں اور مصاحب بیگم، قادری بیگم، حیدری بیگم ایک اور لڑکی پانچ افراد پر مشتمل ہے

رئیس الحکما تقی علی خانصاحب

۱ مہدی علی خاں صاحب ۲ حکیم ہادی علیخاں صاحب ۳ فتح علی خانصاحب ۴ فدا علی خانصاحب

احمد حسن خانصاحب

نورالحسن خانصاحب ابوالحسن خانصاحب

زبیدہ بیگم زوجہ اشفاق علیخاں ۲ محمد حسن عرف مچھن میاں زہرہ بیگم زوجہ اعجاز ولی خاں

حکیم ہادی علیخاں صاحب

۱ صدیق النسا زوجہ ثانیہ ۲ محبوب علیخاں ۳ سردار ولیخاں ۴ ہدایت علی خاں

احمد حسن خانصاحب لاولد ریاست علی خاں

۱ لاولد ۲ مولوی حاجی تقدس علیخاں ۳ اعجاز ولیخاں ۴ عبدالعلی خاں مقدس علیخاں ۵ محبوب فاطمہ زوجہ شریف محمد خاں ۶ حمیدہ فاطمہ

خلیف محمد خاں عرف مٹھن میاں

فتح علیخاں صاحب

فرحت علیخاں امداد ولی خاں اصغر علیخاں بنت بنت بنت بنت

حفاظت علی خاں

سردار علی خاں ۲ سرکار بیگم

۱ محمد ولی خاں ۲ شرافت علی خاں ۳ شہزادہ علی خاں ۴ فاروق علی خاں

۵ چار پسر یکدختر ۴ دو پسر دو دختر یک پسر ۲ یک دختر

فدا علیخاں صاحب

۱ فراست علی خاں ۲ مصاحب بیگم زوجہ ۳ قادری بیگم ۴ حیدری بیگم ۵ بنت

ریاست علیخاں بابو فرحت علی خاں ہادی حسن خاں بنت

ابن ابن لاولد ابن بنت ابن بنت

حافظ کاظم علی خاں کی صاحبزادی زینت جن کو موتی بیگم کہتے تھے ان کی شادی جب خانصاحب محمد حیات خاں سے ہوئی یہ یوسف زئی سے ہیں۔

Marfat.com

موتی بیگم زوجہ محمد حیات خاں

نعمت علی خاں عرف بزرگ علی خاں — کوچک علیخاں

حاجی وارث علیخاں

واجد علی خاں — شاہد علی خاں — کنیز خدیجہ زوجہ علی احمد خاں — کنیز عائشہ زوجہ مولانا حامد رضا خانصاحب — کنیز فاطمہ زوجہ سردار علیخاں

کنیز رسول زوجہ مظفر حسین بدایونی — مولوی سردار علیخاں عرف عزو میاں — ماجد علی خاں — حاجی ساجد علیخاں

افتخار علیخاں — ممتاز علی خاں — سرشار علی خاں — رئیس بیگم — زاہدہ — نجمہ

حاجی شاہد علی خاں صاحب کی دو شادی ہوئیں پہلا عقد اعلیحضرت امام اہلسنت کی بڑی صاحبزادی سے ان کے بطن سے صرف ایک صاحبزادی کنیز زہرہ عرف عزو صاحبہ پیدا ہوئیں جن کی شادی چچازاد بھائی مولوی سردار علیخاں عرف عزو میاں سے ہوئی دوسرا عقد عطاء اللہ خاں کی لڑکی سے ہوا جن کے بطن سے حسب ذیل اولادیں ہوئیں مشہود علی خاں، مشاہد علی خاں، مصطفٰے علیخاں۔ رفیق جان زوجہ ارشاد حسین خاں۔ فاطمہ زوجہ اسفندیار خاں۔ لیئق فاطمہ زوجہ محمد جان خاں۔ مستجاب زوجہ شوکت حسین۔ انتخاب بیگم۔ رفیق جان زوجہ ارشاد حسین خاں کی اولاد حسب ذیل ہیں فرحت بی بی۔ محسن بیگم۔ افتخار حسین۔ مشتاق حسین ایک اور لڑکی فاطمہ زوجہ اسفندیار خاں کے ایک لڑکا راشد یار خاں لیئق فاطمہ کی اولاد حسب ذیل ہے۔ سلطان میاں۔ شمیمہ نسیم

رئیس الاتقیا حضرت مولانا نقی علیخاں صاحب والد ماجد اعلیحضرت امام اہلسنت کی شادی اسفندیار بیگ کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

اسفندیار بیگ

حسینی خانم زوجہ رئیس الاتقیا[1] — جعفری بیگم — ابراہیم بیگ

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خانصاحب — مولانا حسن رضا خاں — مولانا محمد رضا خاں — حجاب بیگم زوجہ وارث علیخاں — احمدی بیگم زوجہ شاہ ایران خاں — محمدی بیگم زوجہ کفایت اللہ خاں لاولد

اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب قدس سرہ العزیز کی سات اولادیں ہوئیں دو شاہزادے حضرت مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب ملقب بلقب حجۃ الاسلام حضرت مولانا

[1] ان کا عقد رئیس الاتقیا کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جن کا نام حجاب بیگم تھا ۱۲ منہ

Marfat.com

شاہ مفتی مصطفےٰ رضا خانصاحب مفتی اعظم پانچ صاحبزادیاں بڑی مصطفائی بیگم ان کی شادی اعلیحضرت کے بھانجے جناب حاجی شاہد علی خانصاحب سے ہوئی ان کی صرف ایک لڑکی ہوئی عزہ بی بی جو مولوی نثار علی خان سے منسوب ہوئیں یہ صاحبزادی اعلیحضرت کی حیات میں فوت ہوگئیں دوسری صاحبزادی کنیز حسن جن کو منجھلی بیگم کہتے تھے ان کی شادی جناب حمید اللہ خانصاحب ولد حاجی احمد اللہ خانصاحب رئیس شہر کہنہ سے ہوئی ان کی دو اولادیں ہوئیں عتیق اللہ خاں اور ایک صاحبزادی رفعت جہاں بیگم تیسری صاحبزادی کنیز حسین جنکو سنجھلی بیگم کہتے تھے جناب حکیم حسین رضا خانصاحب بن مولانا حسن رضا خانصاحب سے منسوب ہوئیں ان کے تین لڑکے ہوئے مرتضیٰ رضا خاں مولوی ادریس رضا خاں جو حشیں خاں امام اہلسنت کے وصال سے ۱۲ دن بعد انکا انتقال ہوا چوتھی صاحبزادی کنیز حسنین عرف چھوٹی بیگم انکی شادی مولوی حسنین رضا خانصاحب سے ہوئی انکی صرف ایک لڑکی ہوئی رخیمہ بانو جو جمیس میاں کو منسوب ہوئیں۔ پانچویں صاحبزادی مرتضائی بیگم عرف چھوٹی منو مجید اللہ خاں پسر خورد جناب حاجی احمد اللہ خانصاحب رئیس شہر کہنہ سے منسوب ہوئیں ان کے تین لڑکے رئیس میاں سعید میاں فرید میاں اور دو لڑکیاں مجتبائی بیگم مقتدائی بیگم ہیں۔ حضرت حجۃ الاسلام کی شادی پھوپھی زاد بہن کنیز عائشہ ہمشیرہ جناب حاجی شاہد علی خاں صاحب سے ہوئی ان کے چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے مولوی ابراہیم رضا خانصاحب عرف جیلانی میاں مولوی حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں اور چار لڑکیاں ام کلثوم زوجہ ثانیہ حکیم حسین رضا خاں کنیز صغریٰ بیگم زوجہ تقدس علیخاں۔ رابعہ بیگم عرف نوری زوجہ مشہود علی خاں۔ سلمیٰ بیگم زوجہ شاہد علی خاں جیلانی میاں کا عقد مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب کی بڑی صاحبزادی سے ہوا نعمانی میاں کا نکاح جناب سید حسن صاحب محلہ ملوکپور کی صاحبزادی سے ہوا جیلانی میاں کی پانچ اولادیں ہیں اور نعمانی میاں کی تین۔ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب کی شادی چھوٹے چچا جناب مولانا محمد رضا خانصاحب کی اکلوتی صاحبزادی سے ہوئی اسی لیئے مولانا محمد رضا خانصاحب عرف ننھے میاں نے ان کو اپنی اولاد کی طرح رکھا اور شادی کے بعد ان کا رہنا سہنا سب چچا جان کے مکان پر رہا اور اس وقت تک وہیں قیام فرما ہیں ان کی سات صاحبزادیاں ہیں۔ ایک لڑکا ہوا تھا جو کمسنی ہی میں داغ مفارقت دے کر راہی ملک بقا ہوا جس کا نہ صرف والدین بلکہ پورے خاندان بلکہ جملہ متوسلین اور اہل قرابت کو صدمہ ہوا۔ اعلیحضرت کا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

(شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔)

Marfat.com

## اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ

مولانا حامد رضا خانصاحب — مصطفائی بیگم — کنیز حسن — کنیز حسین — کنیز حسنین — مولانا مصطفیٰ رضا خانصاحب — مرتضائی بیگم

ابراہیم رضا خاں — ام کلثوم — کنیز صغریٰ — حماد رضا خاں — رابعہ — سلمیٰ

سرفراز بیگم — سرتاج بیگم — دلشاد بیگم — رحمن رضا خاں — تنویر رضا خاں

### مصطفائی بیگم زوجہ شاہد علیخاں صاحب

عزرا بی بی زوجہ مولوی سردار علی خاں عرف عزو میاں

### کنیز حسن زوجہ حمید اللہ خاں

عتیق اللہ خاں — رفعت بیگم

### کنیز حسین زوجہ حکیم حسین رضا خاں

مرتضیٰ رضا خاں — ادریس رضا خاں — جرجیس رضا خاں

### کنیز حسنین زوجہ مولوی حسنین رضا خاں

نعیم بانو زوجہ جرجیس رضا خاں

### مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خانصاحب

نگار فاطمہ — انوار فاطمہ — برکاتی بیگم — رابعہ بیگم — ہاجرہ بیگم — شاکرہ بیگم

### مرتضائی بیگم زوجہ مجید اللہ خاں

رئیس میاں — سعید میاں — فرید میاں — مجتبائی بیگم — مقتدائی بیگم

### حماد رضا خاں عرف نعمانی خلف اصغر حضرت حجۃ الاسلام

مسرت بی بی — نصرت بی بی — حمید رضا خاں

### مولانا حسن رضا خانصاحب برادر اوسط اعلیحضرت

حکیم حسین رضا خانصاحب — مولوی حسنین رضا خاں صاحب — فاروق رضا خاں

از زوجہ اولیٰ صاحبزادی اعلیحضرت سہ پسر — از زوجہ ثانیہ صاحبزادی حضرت حجۃ الاسلام یک پسر یک دختر

مرتضیٰ رضا خاں — ادریس رضا خاں — جرجیس رضا خاں — خورشید بیگم زوجہ خلیق میاں — یونس رضا خاں

بلال رضا خاں — ادریس رضا خاں — بنت — بنت

Marfat.com

## مولوی حسنین رضا خانصاحب

اززوجہ اولٰی بنت اعلیحضرت
شمیم بانو زوجہ جرجیس میاں

اززوجہ ثانیہ اخت حکیم صاحب شہر کہنہ بریلی
تحسین رضا خاں — سبطین رضا خاں — حبیب رضا خاں — بنت

## مولانا محمد رضا خاں صاحب عرف ننھے میاں

فاطمہ بیگم زوجہ مولانا مصطفٰے رضا خانصاحب

حجاب بیگم زوجہ وارث علی خاں سلسلہ اولادش درضمن موتی بیگم زوجہ محمد حیات خاں مذکور شد

## احمدی بیگم زوجہ شاہ ایران خاں

علی احمد خاں — علی محمد خاں — محمودی جان زوجہ مولوی حشمت اللہ خانصاحب
لاولد — زکیہ سلطان عرف حمیدہ بیگم — محمد اسحاق عرف خسرو میاں بیرسٹر
پروفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز کی شادی ۱۲۹۱ھ میں شیخ فضل حسین صاحب کی بڑی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی شیخ صاحب موصوف شیخ عثمانی تھے۔ ان کے والد ماجد کا نام شیخ احمد حسین تھا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

شیخ فضل حسین — شیخ فرمان حسین — شیخ اولاد حسین — بنت

امجد حسین عرف امجد رضا — ارشاد بیگم زوجہ اعلیحضرت — قراءت اللہ بی بی — شمشاد بیگم — امداد بیگم — امجدی بیگم
معبد رضا — ناصرہ
سردری بیگم زوجہ نور الحسن خاں — چھٹن بیگم زوجہ سید عبد العزیز صاحب — قدرت اللہ خاں
زوجہ جمیل الرحمن خاں — زوجہ شبیر حسین

## چھٹن بی بی زوجہ سید عبد العزیز صاحب سہسوانی

سید عبد الحفیظ — سید طیب میاں — سید عبد اللطیف — سید طاہر میاں — رضیہ بی بی زوجہ سید اطہر حسین
عطیہ بانو — صفیہ بانو — سید ولی اللہ عرف منا میاں — سید عبد الرشید — سید محمد کاظم — نسیم اختر

شاہزادہ معظم خانصاحب کا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے

## شاہزادہ اعظم خانصاحب

علیم اللہ خاں — بنت زوجہ قطب الدین خاں

Marfat.com

علیم اللہ خاں

بخش اللہ خاں — عنایت اللہ خاں — حکیم خلیل اللہ خاں — احمد اللہ خاں — اصغری بیگم زوجہ مولانا حسن رضا خاں صاحب — پری خان

پری خان ← مسعود علی خاں

حکیم خلیل اللہ خاں ← جمیل اللہ خاں — عقیل میاں — نفیس بیگم — اسماء بیگم لاولد

جمیل اللہ خاں ← بنت — بنت

عقیل میاں ← لاولد

نفیس بیگم ← بانو بی بی زوجہ صدیق حسن خاں — امتہ حسین خاں

بانو بی بی ← ذکیہ بی بی

نفیس بیگم کی پہلی شادی جناب دلاور حسین خاں صاحب ساکن موضع جواہر پور عرف جواسے ہوئی تھی یہ اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے بہت چہیتے اور جاں نثار مرید تھے ان کے انتقال کے بعد ان سے چھوٹے بھائی مولوی تجمل حسین خاں صاحب سے دوسری شادی ہوئی۔

عنایت اللہ خاں ابن علیم اللہ خاں

عزیز اللہ خاں — حمایت اللہ خاں — رعایت اللہ خاں — کنیز فاطمہ زوجہ اولیٰ ابوالحسن خاں و ثانیہ محمد سعید خاں — اطاعت اللہ خاں

محمد حسن خاں — زہرہ بیگم — محمد وحید خاں — فاطمہ بی بی زوجہ عبدالمجید خاں — محمد رشید خاں

محمد حسن خاں ← محمد کمال خاں — ذکیہ بی بی

فاطمہ بی بی ← رفیع القدر خاں

شہزادہ اصغر مکرم خاں صاحب کی اولاد کا سلسلہ حسب ذیل ہے

غلام دستگیر خاں

غلام فرید خاں — قطب الدین — صاحبزادہ کا نام معلوم نہ ہو سکا

غلام فرید خاں ← یاقوتی جان زوجہ شیخ نفیس حسین خسر اعلیحضرت

قطب الدین ← نجمن زوجہ — آبادی بیگم زوجہ — محمد میاں

نجمن زوجہ محمد حسن خاں ← سردار بیگم زوجہ اسمٰعیل بیگ صاحب ← احمد بیگ — محمد بیگ — امتہ الحبیب

آبادی بیگم زوجہ قربان حسن ← زوجہ فیض عالم خاں ← عزیز عالم خاں — محبوب عالم عرف ننھو

## بزرگوں کی پیشین گوئیاں

جناب علی محمد خاں صاحب اعلیحضرت کے بھانجے فرماتے تھے کہ میری والدہ مرحومہ اعلیحضرت کی بڑی بہن تھیں وہ فرماتی تھیں۔

Marfat.com

کہ جب اعلیحضرت پیدا ہوئے تو میرے والدان کو جناب دادا صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گئے دیکھکر گود میں لیا اور فرمایا یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ اور جب منجھلے میاں مولوی حسن رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے اُن کو دیکھکر فرمایا یہ میرا بیٹا مستان ہوگا۔

انہیں کا بیان ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں ایک روز کسی نے دروازہ پر آواز دی اعلیحضرت (کہ اُن کی عمر اس وقت دس برس کی تھی) باہر تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک بزرگ فقیر منش کھڑے ہیں آپ کو دیکھتے ہی فرمایا آؤ آپ تشریف لے گئے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم بہت بڑے عالم ہو۔

جناب سید ایوب علی صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ محلہ سوداگراں کی مسجد کے قریب آپ کی طفولیت کے زمانہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی انہوں نے اعلیٰ حضرت کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور کئی بار دیکھا پھر فرمایا تم رضا علی خاں صاحب کے کون ہو حضور نے جواب دیا "میں اُن کا پوتا ہوں" فرمایا "جبھی" اور فوراً تشریف لے گئے۔

مولوی عرفان علی صاحب قادری رضوی بیسلپوری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا۔ اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے فصیح عربی میں اُن سے گفتگو کی اُس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت اعلیحضرت قبلہ بطن مادر میں تھے آپکے والد ماجد صاحب نے ایک بہت ہی عجیب خواب دیکھا جسکی وجہ سے کچھ پریشانی سی لاحق ہوئی رات بھر اس خواب کی فکر میں رہے اور صبح اٹھے تو بھی اسکی تشویش باقی تھی صبح حضرت سراپا فیض و برکت علامہ مولانا رضا علیخاں صاحب اور اپنے والد ماجد علیہا الرحمہ سے خواب بیان فرمایا حضرت ممدوح نے فرمایا بہت مبارک خواب ہے بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمہارے نطفہ سے ایک فرزند عطا فرمائے گا۔ جو علم کے دریا بہائے گا۔ جس کا شہرہ مشرق مغرب میں پھیلے گا۔

ملفوظات حصہ اول میں ہے اعلیحضرت نے فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے یہاں قریب دس بجے دن کے جا رہا تھا میری عمر اُس وقت جیلانی اعلیحضرت مدظلہٗ کے پوتے یعنی برخوردار ابراہیم رضا خاں سلمہ کے برابر تھی یعنی دس سال کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید

Marfat.com

ریش نہایت شکیل و وجیہہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا "سنتا ہے بچے آج کل عبدالعزیز ہے اس کے بعد عبدالحمید اُس کے بعد عبدالرشید (یعنی رشاد آفندی) اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے چنانچہ اس وقت تک اُن بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا۔

ملفوظات حصہ چہارم میں ہے بریلی میں ایک مجذوب بشیرالدین اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی اُن کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے مجھے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہ کی خوشی کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لئے نہ جانا ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا اُن کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے تھے۔ مجھکو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے آخر مجھ سے پوچھا تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو میں نے کہا میں اُن کا پوتا ہوں فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھکو اُٹھا کر لے گئے۔ اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا آپ یہاں تشریف رکھئے پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اُس کے لئے نہیں آیا ہوں میں تو صرف دعاء مغفرت کے لئے حاضر ہوا ہوں قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے اُن سے خود ہی پوچھا کیا مقدمہ کیلئے آئے ہو عرض کی "جی ہاں"، فرمایا مولوی صاحب سے کہنا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے نصرٌ من اللہِ و فتحٌ قریب۔ بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا۔

## واقعات طفولیت

جناب سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ حضور کی عمر شریف تقریباً ۵۔۶ سال ہو گی اس وقت صرف ایک بڑا کرتا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے کہ سامنے سے چند طوائف زنان بازاری گزریں آپنے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اُٹھا کر چہرہ مبارک کو چھپالیا یہ کیفیت دیکھکر اونمیں کی ایک طوائف بول اُٹھی واہ صاحب موںھ تو چھپالیا اور ستر کھولدیا آپنے برجستہ اوسکو جواب دیا جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے یہ جواب سنکر وہ سکتہ کے عالم میں ہو گئی۔

انہیں کا بیان ہے کہ کاشانۂ اقدس پر ایک مولوی صاحب چند بچوں کو پڑھایا کرتے ننھے حضور بھی اُن سے کلام اللہ شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیۂ کریمہ میں بار بار ایک لفظ حضور کو بتلاتے تھے مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا وہ زبر بتاتے تھے

Marfat.com

اور آپ زیر پڑھتے تھے یہ کیفیت حضور کے جدامجد حضرت مولانا رضا علی خانصاحب قطب الوقت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھکر حضور کو اپنے پاس بلایا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہو گئی تھی زیر کی جگہ زبر لکھدیا تھا اور اسی طرح بے تصیح طبع ہو گیا تھا یعنی جو حضور پر نور رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا وہی صحیح تھا حضور سے حضرت جدامجد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح تم کو بتاتے تھے اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے عرض کیا میں ارادہ کرتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا حضرت جدامجد قدس سرہ العزیز نے فرمایا خوب اور تبسم فرما کر سر پہ ہاتھ پھیرا اور دل سے دعا دی پھر اُن مولوی صاحب سے فرمایا یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا حقیقتاً کاتب نے غلط لکھدیا ہے پھر قلم فیض رقم سے اُس کی تصیح فرما دی۔

انہیں کا بیان ہے کہ اس قسم کے واقعات مولوی صاحب کو بارہا پیش آئے تو ایک روز تنہائی میں حضور سے کہنے لگے صاحبزادے سچ سچ بتادو میں کسی سے کہوں گا نہیں تم انسان ہو یا جن ہو آپ نے فرمایا خدا کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہے۔

انہیں کا بیان ہے ایک روز مولوی صاحب موصوف حسب معمول بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے سلام کیا مولوی صاحب نے جواب دیا جیتے رہو اس پر حضور نے عرض کیا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا وعلیکم السلام کہنا چاہیے تھا مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں۔

انہیں کا بیان ہے رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہے اور حضور پر نور اعلیحضرت کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب ہے کاشانہ اقدس میں جہاں افطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے ایک محفوظ کمرے میں فیرنی کے پیالے جمانے کے لئے چنے ہوئے تھے آفتاب نصف النہار پر ہے ٹھیک تمازت کا وقت ہے کہ حضور کے والد ماجد آپ کو اسی کمرے میں لیجاتے ہیں اور کواڑ دل کی جوڑیاں بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیتے ہیں کہ اسے کھالو عرض کرتے ہیں میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں ارشاد ہوتا ہے بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے لو کھالو میں نے کواڑ بند کر دیئے ہیں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے یہ سنتے ہی حضور کے والد ماجد کی چشمان مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔

Marfat.com

انہیں کا بیان ہے کہ ایک روز صبح کے وقت حاجی منتھن خانصاحب جن کا اسم گرامی حاجی محمد شاہ خانصاحب تھا محلہ سوداگراں میں حضور کے دولت خانہ سے کچھ فاصلہ پر اُتر جانب اُن کا مکان ہے، حضور کی نشستگاہ میں جاروب کشی فرما رہے تھے چونکہ ہم لوگوں کو یہ پہلا اتفاق دیکھنے کا ہوا برادرم قناعت علی صاحب کی غیرت نے یہ گوارا کیا کہ ایک بزرگ ہستی جو نہ صرف ایک معمر دیندار اہل علم ہیں بلکہ معقول زمینداری بھی رکھتے ہیں وہ جاروب کشی کریں اور میں کھڑا دیکھتا رہوں اس لئے بڑھکر اس خدمت کو خود انجام دینا چاہا مگر حاجی صاحب نہ مانے اور فرمانے لگے صاحبزادے یہ میرا فخر ہے کہ اپنے شیخ کے آستانہ عالیہ کی جاروب کشی کروں (ہم لوگوں کو اس سے پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ بھی شرف بیعت سے مشرف ہیں بس یہ جانتے تھے کہ حضور کے پڑوسی اور برادری کے آدمی اور ایک زمیندار ہیں) میں عمر میں حضور سے بڑا ہوں ان کا بچپن دیکھا جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں ہر حالت میں یکتائے زمانہ پایا تب ہاتھ میں ہاتھ دیا بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے۔ انہیں بچپن میں ضرب المثل اور یکتائے روزگار دیکھا۔

## عام حالات

جناب ذکاء اللہ خانصاحب رضوی تحریر کرتے ہیں۔ کہ خادم نے حضرت کی حیات ظاہری میں اندازاً بارہ یا چودہ سال خدمت کی یا اس سے زائد حضرت کی عادت کریمہ تھی کہ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ پھاٹک میں تشریف رکھتے تھے۔ بعد نماز مغرب مکان میں تشریف لیجاتے اور روزانہ عصر کی نماز پڑھکر پھاٹک میں تشریف رکھتے علوم و فیوض و برکات کے دریا جاری ہوتے اور حضار آستانہ عوام اہلسنت و علمائے اہلسنت مستفیض ہوا کرتے البتہ موسم سرما میں عصر مغرب کے درمیان مسجد ہی رہتے تمام حاضرین بھی اعتکاف کے ساتھ مسجد شریف ہی حاضر خدمت رہتے اور وہاں تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رہا کرتا مغرب کی نماز پڑھکر زنانہ مکان میں تشریف لے جاتے یہ حضرت کا معمول تھا۔ علاوہ اس کے حضرت پانچوں وقت نماز میں تشریف لاتے اور ہمیشہ نماز با جماعت مسجد میں ادا فرماتے۔ اگر کوئی صاحب کسی کام کے لئے شہر سے آتے یا کسی دوسرے شہر سے حضرت کی ملاقات کو تشریف لاتے اطلاع ہونے ہی حضرت باہر تشریف لے آتے ایک صاحب جن کا نام حاجی کفایت اللہ صاحب ہے وہ حضرت کے خاص خادم تھے اور حضر سفر میں برابر سایہ کی طرح ساتھ رہتے ایک سید صاحب مدنی

Marfat.com

حضرت سے علم جفر سیکھنے کی غرض سے مدینہ شریف سے تشریف لائے تھے اور بہت عرصہ تک قیام کر کے علم جفر حاصل کیا جب مدنی صاحب کلکتہ جانے لگے تو حضرت سے فرمایا میرے ساتھ کوئی شخص ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت نے حاجی کفایت اللہ صاحب کو ہمراہ کیا اور حاجی صاحب نے مجھ خادم سے کہا کہ میں کلکتہ جاتا ہوں اور اعلیٰحضرت کی خدمت تمہارے سپرد کرتا ہوں اور حضرت سے بھی یہی عرض کیا حضرت نے مجھے خدمت کے لئے قبول فرمایا۔

جناب علی محمد خانصاحب اعلیٰحضرت کے بھانجے فرماتے تھے کہ جناب والدہ ماجدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اعلیٰحضرت نے کبھی پڑھنے میں ضد نہیں کی خود سے برابر پڑھنے کو تشریف لے جایا کرتے جمعہ کے دن بھی جانا چاہا کہ پڑھنے کو جائیں مگر والد ماجد صاحب کے منع فرمانے سے رک گئے اور سمجھ لیا کہ ہفتہ میں جمعہ کے دن کی بہت اہمیت کی وجہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ باقی چھ دن پڑھنے کے ہیں۔

حاجی کفایت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰحضرت حاجی خدا بخش صاحب کے یہاں تشریف لے گئے۔ جب اعلیٰ حضرت اُس مکان میں تشریف لیجا کر بیٹھے تو لڑکے نے مٹھائی لا کر رکھی کہ گیارہویں شریف کی فاتحہ کر دیجئے حضرت نے اُس پر فاتحہ دی اور سر جھکا کر خاموش بیٹھے رہے اُس کے بعد اُس لڑکے کی بیوی بھی سامنے سر سے پاؤں تک چادر سے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے آکر کھڑی ہو گئی۔ کہ اعلیٰحضرت سر اُٹھائیں تو میں سلام کروں حضرت نے سر اُٹھایا تو اُس نے سلام کیا حضرت نے اُس کا نام لے کر فرمایا کہ تم یہاں پر بیاہی ہو؟ وہ عورت حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہری قدس سرہ العزیز سے بیعت تھی۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ توسیع مسجد شریف کے لئے غسلخانہ کنواں طہارت خانہ مسقف کرنا تھا۔ چنانچہ مستری علی حسین قادری رضوی مرحوم نے ستونوں کی تعمیر شروع کی ہی تھی کہ ظہر کے وقت حضور نے دیکھ کر فرمایا بھائی علی حسین یہ ستون تو کچھ اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں خوبصورت بنا دیجئے پھر فرمایا میں نے اپنے مکان کی تعمیر کے وقت کبھی دخل نہیں دیا۔ البتہ الماریوں کے لئے ضرور کہا تھا۔ اور وہ بھی اس لئے کہ کتابیں محفوظ رہیں۔

انہیں کا بیان ہے کہ سبک خرامی کا یہ حال تھا کہ کبھی حضور کے چلنے میں پائے مبارک کی چاپ سننے میں نہ آئی اکثر اوقات ایسا ہوا کہ میں اور برادرم قناعت علی پھاٹک میں سہ دری کے

Marfat.com

اندر کام کر رہے ہیں اور حضور پرنور کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لے گئے اور پورا صحن بیرونی نشستگاہ طے فرماکر خود تقدیم سلام فرمائی تب خبردار ہوئے ۔

انہیںؒ کا بیان ہے کہ کوہ بھوالی سے میری طلبی فرمائی جاتی ہے ۔ میں بہمراہی شاہزادہ اصغر حضرت مولانا مولوی شاہ محمد آل الرحمٰن مصطفےٰ رضا خانصاحب مدظلہ الاقدس بعد مغرب وہاں پہنچتا ہوں ۔ شاہزادہ ممدوح اندر مکان میں جاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں ابھی حضور کو آپ کے آنے کی اطلاع کرتا ہوں مگر باوجود اس آگاہی کے کہ حضور تشریف لانے والے ہیں تقدیم سلام سرکار ہی فرماتے ہیں اس وقت دیکھتا ہوں کہ حضور بالکل میرے قریب جلوہ فرما ہیں ۔

انہیںؒ کا بیان ہے کہ حضور کی غذا زیادہ سے زیادہ ایک پیالی شوربا بکری کا بغیر مرچ کا اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ سوجی کا اور وہ بھی روزانہ نہیں بلکہ بسا اوقات ناغہ بھی ہوتا تھا ۔

انہیںؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور کی چشمان مبارک دکھنے آگئیں اس دوران میں ہر وقت حاضری مسجد متعدد بار ایسا اتفاق ہوا کہ کبھی قبل نماز اور کبھی بعد نماز مجھے پاس بلایا اور فرمایا سید صاحب دیکھیے تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آیا ہے ورنہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کرنا ہوگا ۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا کہ ایک روز حکیم عبد السبحان صاحب جو بمبئی سے علم جفر سیکھنے کے لیے آئے تھے اور مقیم آستانہ شریف تھے ایک چھوٹی سی شیشی میں رقیق دوا آنکھوں میں ڈالنے کے واسطے پیش کرتے ہیں حضور نے اس کے اجزا دریافت فرمائے حکیم صاحب نے عرض کیا حضور استعمال تو فرمائیں اور بہت کچھ تعریف کی حضور نے فرمایا میں بغیر تحقیق اجزا کوئی دوا استعمال نہیں کرتا ہوں حکیم صاحب نے اطمینان دلاتے ہوئے یہی کہا کہ اس میں کوئی شے مضر نہیں ہے انشاء اللہ ایک بار کے استعمال سے حضور فائدہ محسوس فرمائیں گے اسی وقت اجزا ابھی بتا دوں گا ۔ غرض حکیم صاحب کے اطمینانی الفاظ کو باور کرتے ہوئے مکان میں جاکر جس وقت دوا کے قطرات آنکھوں میں ٹپکائے ناقابل برداشت تکلیف پیدا ہوگئی حضور دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھے ہوئے باہر تشریف لائے اور بیتابانہ حکیم صاحب سے فرمایا اب تو اجزا بتا دیجیے مجھے سخت تکلیف ہے حکیم صاحب نے منجملہ دیگر ادویات کے عرق لیموں کا بھی نام لیا جسے سن کر حاضرین چونک پڑے حضور نے فرمایا آنکھ میں اور لیمو کا عرق ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ پھر فرمایا حکیم صاحب آنکھ جیسی نازک چیز اور ایسا تیز عرق جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان

Marfat.com

ہے کہ حضور ہفتہ میں دو بار جمعہ اور سہ شنبہ کو ملبوسات شریف تبدیل فرمایا کرتے تھے ہاں اگر پنجشنبہ کو یوم عیدین یا یوم النبی آکر پڑے تو دونوں دن لباس تبدیل فرماتے یا شنبہ کے دن یہ مبارک تقریبیں آتیں تب بھی دونوں دن تبدیل فرماتے ان دونوں تقریبوں کے علاوہ سوا یوم معین کے اور کسی وجہ سے لباس تبدیل نہ فرماتے حتیٰ کہ جیلانی میاں سلمہ کے ختنہ کی تقریب ایسے روز ہوئی کہ تبدیل لباس کا دن نہ تھا وہی لباس زیب تن رکھا تبدیل نہ فرمایا اگرچہ بعض اقرباء اعزاء اور رؤسائے شہر مکلف لباس پہن کر آئے تھے۔ مگر حضور اپنا لباس سابق پہنے ہوئے شریک تقریب رہے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ اعلیحضرت کی عادت کریمہ تھی کہ امام کو نماز میں سہو سے مطلع کرنے کے لئے اللہ اکبر نہ فرماتے خلاً تیسری رکعت میں قعدہ کرنا چاہتا ہے تو سبحٰن اللہ فرمایا کرتے۔ کتب احادیث پر دوسری کتاب نہ رکھتے۔ اگر کسی حدیث کی ترجمانی فرمارہے ہیں اور درمیان میں کوئی شخص بات کاٹتا تو سخت کبیدہ اور ناراض ہوتے ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے زانو پر رکھکر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور پرنور کے طریقہ نشست عرض کردوں چونکہ کمر میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا اس لیے گاؤتکیہ پشت مبارک کے پیچھے رکھا کرتے تھے اس سے پیشتر کہ یہ مرض نہ تھا کبھی گاؤتکیہ استعمال نہ فرمایا کتب بینی یا لکھتے وقت پاؤں مبارک سمیٹ کر دونوں زانو اوٹھائے رہتے ورنہ سیدھا زانو مبارک اکثر اوٹھا رہتا اور دوسرا بچھا رہتا اور کبھی بایاں زانو ضرورۃً اُٹھاتے تو دہنا بچھا لیا کرتے تھے ذکر میلاد مبارک میں ابتدا تا انتہا تک ادباً دوزانو رہا کرتے یونہیں وعظ فرماتے چار پانچ گھنٹے کامل دوزانو ہی منبر شریف پر رہتے اخیر عمر شریف میں پان چھوڑ دیا تھا ورنہ پہلے پان بہت کثرت سے بغیر زردہ کے استعمال فرماتے مگر بوقت وعظ پان مطلق ملاحظہ نہ فرماتے بلکہ ایک چھوٹی مراحی شیشہ کی پاس رکھی جاتی اُس سے خشکی رفع فرمانے کے لئے غرارہ کرلیا کرتے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض عادات کریمہ یہ تھے بشکل نام اقدس (محمد) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرمانا ٹھٹھا نہ لگانا۔ جمائی آنے پر انگلی دانتوں میں دبا لینا اور کوئی آواز نہ ہونا کلی کرتے وقت دست چپ ریش مبارک پر رکھکر خمیدہ سر ہوکر پانی منھ سے گرانا۔ قبلہ کی طرف رخ کرکے کبھی نہ تھوکنا نہ قبلہ کی طرف پائے مبارک دراز کرنا نماز پنجگانہ مسجد میں باجماعت ادا کرنا فرض نماز با عمامہ پڑھنا۔ بغیر صوف پڑی

Marfat.com

عدات سے نفرت کرتا رہیں رہے کے قلم سے اجتناب کرتا خط بنواتے وقت اپنا کنگھا و شیشہ استعمال فرمانا مسواک کرنا سر مبارک میں چنبیلی ڈلوانا۔

اُنہیںؒ کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے بدایونی پیڑوں کی ایک کوری ہانڈی پیش کی حضور نے فرمایا کیسی تکلیف فرمائی اُنہوں نے کہا کہ حضور کو سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں حضور جواب سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دریافت فرمایا کوئی کام ہے اُنہوں نے عرض کیا کچھ نہیں حضور محض مزاج پرسی کے لئے آیا تھا ارشاد فرمایا عنایت و نوازش اور قدرے سکوت کے بعد حضور نے پھر بایں الفاظ مخاطب فرمایا کچھ فرمایئے گا۔ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا اس کے بعد حضور نے وہ شیرینی مکان میں بھجوادی اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک تعویذ کی درخواست کرتے ہیں ارشاد فرمایا کہ میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا مگر آپ نے کچھ نہ بتایا اچھا تشریف رکھیے اور اپنے بھانجے علی احمد خانصاحب مرحوم کے پاس سے تعویذ منگا کر (یہ کام اُنہیں کے متعلق تھا) ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ صاحب نے حضور کا اشارہ پاتے ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھدی جسے حضور نے بایں الفاظ واپس فرمایا اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جایئے میرے یہاں تعویذ بکتا نہیں ہے اُنہوں نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ فرمایا بالآخر وہ بیچارے اپنی شیرینی واپس لیتے گئے۔

اُنہیںؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے جہانگیر خانصاحب قادری رضوی ساکن محلہ جھیپی ٹولہ قلعہ سے فرمایا کہ مجھے ایک پیپا مٹی کے تیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ تیل فروخت کیا کرتے تھے چنانچہ وہ ایک پیپا تیل لے کر حاضر ہوئے حضور نے قیمت دریافت فرمائی انہوں نے اس وقت جو قیمت تھی اس کا اظہار بایں الفاظ فرمایا ویسے تو اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کر کے اتنی دیدیں اس پر حضور نے فرمایا مجھ سے وہی قیمت لیجیے جو سب سے لیتے ہیں اُنہوں نے عرض کیا نہیں حضور آپ میرے بزرگ ہیں عالم ہیں آپ سے عام بکری کے دام کیسے لے سکتا ہوں حضور نے فرمایا میں علم نہیں بیچتا ہوں اور وہی عام بکری کے دام خانصاحب کو دیئے۔

اُنہیںؒ کا بیان ہے کہ حضور کے ایک مرید ممن نامی فٹن چلایا کرتے تھے ریلوے اسٹیشن بریلی جنکشن پر رہتے تھے اُنہوں نے نئی گاڑی بنوائی تھی اُسے قبل ظہر حضور کے پھاٹک پر لا کر کھڑا کیا تھوڑی دیر

Marfat.com

میں حضور نماز کے لئے تشریف لائے انہوں نے دست بوسی کی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور میں نے یہ نئی گاڑی بنوائی ہے اس پر ابھی کوئی سوار نہیں ہوا ہے میری تمنا ہے کہ پہلے حضور اس میں تشریف رکھیں چنانچہ حضور نے کچھ پڑھا اور گاڑی میں بیٹھکر دروازہ مسجد شریف پر جو ۳۰۔۔۴۰ قدم کے فاصلہ پر تھا اترے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔

نبیرۂ حضرت محدث سورتی مولانا قاری احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ ماما میاں صاحب سجادہ نشین حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ جب مسجد سے فارغ ہو کر پھاٹک کی طرف تشریف لے جاتے تو اپنا عمامہ اتار کر بغل میں دبالیا کرتے تھے۔ اور نہایت آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے چلتے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ ہر قدم پر کچھ پڑھتے ہوئے جارہے ہیں نگاہیں اکثر نیچی رہا کرتی تھیں مگر کبھی سامنے بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔

مولوی محمد حسین صاحب چشتی نظامی فخری بریلوی بانی عید میلاد مبارک و موجد طلسمی پریس میرٹھی ثم الاجمیری تحریر فرماتے ہیں آج ۱۲ شوال ۱۳۶۶ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کو میری عمر دو ماہ کم چوہتر سال کی ہے میں نے ابتدائی عمر میں اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل فتاویٰ کی خدمت چند سال ۱۳۱۲ھ میں انجام دی ہے پھر مجھے ۲۰ سال کی عمر میں عملاً میرٹھ بھیجا گیا اس وقت میرٹھ میں وہابیت بہت زیادہ تھی اعلیحضرت ضعیف الجثہ اور نہایت قلیل الغذا بزرگ تھے اپنا وقت کبھی بیکار صرف نہیں فرماتے تھے ہمہ وقت تالیف و تصنیف و فتاویٰ نویسی کا شغلہ تھا اسی وجہ سے زنانخانہ میں تشریف رکھتے تھے کہ عوام کی باتوں میں کام نہیں ہوگا یا بہت ہی کم ہوگا۔ صرف پنجگانہ نماز کے لئے باہر تشریف لاتے تاکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں یا اتفاقیہ کسی مہمان سے ملنے کو کسی وقت البتہ عصر کی نماز کے بعد باہر ہی پھاٹک میں تشریف رکھتے اور وہی وقت عام لوگوں کی ملاقات کا تھا تمام عمر جماعت سے نماز التزاماً پڑھی اور باوجود یکہ بیحد حار مزاج تھے مگر کیسی ہی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ دستار اور انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے خصوصاً فرض تو کبھی صرف ٹوپی اور کرتے کے ساتھ ادا نہ کیا اعلیحضرت جس قدر احتیاط سے نماز پڑھتے تھے آج کل یہ بات نظر نہ آئی ہمیشہ میری دو رکعت اُن کی ایک رکعت میں ہوتی تھیں اور دوسرے

Marfat.com

لوگ میری چار رکعت ہیں کم سے کم چھ رکعت بلکہ آٹھ رکعت پڑھا کرتے ہر شخص حتیٰ کہ چھوٹی
عمر والے سے بھی نہایت ہی خلق سے ملتے آپ اور جناب سے مخاطب فرماتے اور حسب حیثیت
اس کی توقیر و تعظیم فرماتے۔

**بسم اللہ خوانی وسلسلہ تعلیم**

صحیح طور پر نہ معلوم ہو سکا کہ حضور کی بسم اللہ خوانی کس عمر میں ہوئی مگر
وقت بسم اللہ خوانی عجیب واقعہ پیش آیا حضور کے استاد محترم
نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد الف با تا ثا جس طرح پڑھایا جاتا ہے پڑھایا حضور
ان کے بتانے کے مطابق پڑھتے رہے جب لام الف کی نوبت آئی استاذ نے فرمایا کہو لام الف پڑھانے
حضور خاموش ہو گئے اور نہیں کہا استاذ نے دوبارہ کہا کہو میاں لام الف حضور نے فرمایا کہ یہ دونوں
تو پڑھ چکے ہیں لام بھی پڑھ چکے ہیں الف بھی پڑھ چکے ہیں۔ یہ دوبارہ کیسا اس وقت حضور کے
جد امجد اعلیحضرت مولانا رضا علی خانصاحب قدس سرہ العزیز نے کہ جامع کمالات ظاہری و باطنی
تھے فرمایا بیٹا استاذ کا کہا مانو جو کہتے ہیں پڑھو حضور نے اپنے جد امجد کی تعمیل حکم کی اور اپنے
جد امجد کے چہرہ کی طرف نظر کی حضور نے اپنے فراست ایمانی سے سمجھا کہ اس بچے کو شبہ یہ ہو رہا
ہے کہ یہ حروف مفردہ کا بیان ہے اب اسمیں ایک مرکب لفظ کیسے آیا اور نہ یہ دونوں حرف
الگ الگ تو پڑھ ہی چکے ہیں اگرچہ بچے کی عمر کے اعتبار سے اس راز کو ظاہر کرنا مناسب
نہ تھا اور سمجھ سے بالا خیال کیا جاتا مگر ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات حضرت جد امجد نے
نور باطنی سے سمجھا کہ یہ لڑکا کچھ ہونے والا ہے اس لئے ابھی سے اسرار و نکات کا ذکر ان کے
سامنے مناسب جانا اور فرمایا بیٹا تمہارا خیال درست اور سمجھنا بجا ہے مگر بات یہ ہے۔ کہ
شروع میں تم نے جس کو الف پڑھا حقیقتہً وہ ہمزہ ہے۔ اور یہ در حقیقت الف ہے۔ لیکن
الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن اس لئے ایک حرف یعنی لام اول
میں لا کر اس کا تلفظ بتانا مقصود ہے حضور نے فرمایا تو کوئی ایک حرف ملا دینا کافی تھا اتنے
دور کے بعد لام کی کیا خصوصیت ہے با تا دال سین بھی اول لا سکتے تھے۔ حضرت جد امجد
نے غایت محبت و جوش میں گلے لگا لیا اور دل سے بہت دعائیں دیں اور پھر فرمایا کہ لام اور الف
میں صورۃً سیرۃً مناسبت خاص ہے ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک سی ہوتی ہے

Marfat.com

لا بالا اور سیرۃً اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے یعنی یہ اس کے بیچ میں ہے وہ اس کے بیچ میں گویا ہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی ۔ تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری !

کہنے کو حضور کے جدِ امجد نے اس لام الف کو مرکب لانے کی وجہ بیان فرمائی مگر باتوں بات میں سب کچھ بتا دیا اور اسرار و حقائق کے رموز و اشارات کے دریافت و ادراک کی صلاحیت و قابلیت اُسی وقت سے پیدا کر دی جس کا اثر سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت میں وہ اگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نائب اکرم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اعلیحضرت خود فرماتے تھے کہ میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظاً بہ لفظاً سنا دیتا روزانہ یہ حالت دیکھکر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔ فرشتہ

ابتدائی کتابیں اُن مولوی صاحب سے جب حضور نے پڑھ لیں تو میزان منشعب وغیرہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب سے پڑھنا شروع کیا میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم مغفور کو دیکھا تھا گورا چٹا رنگ عمر تقریباً اسی سال داڑھی سر کے بال ایک ایک کر کے سفید عمامہ باندھے رہتے جب کبھی اعلیحضرت کے پاس تشریف لاتے اعلیحضرت بہت ہی عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے۔ ایک زمانہ میں جناب مرزا صاحب کا قیام کلکتہ امرتلالین میں تھا وہاں سے اکثر سوالات جواب طلب بھیجا کرتے فتاوی میں اکثر استفتا اُن کے ہیں اُنہیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیحضرت نے رسالہ مباحکہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین۔ تحریر فرمایا ہے اعلیحضرت اُن کی بات بہت مانا کرتے جب کوئی اہم کام سمجھا جاتا لوگ حضرت مرزا صاحب مرحوم کو سفارشی لاتے اُن کی سفارش کبھی رائیگاں نہیں جاتی اعلیحضرت ان کا بہت زیادہ خیال فرماتے اور وہ جو کچھ عرض کرتے ان کی عرض قبول فرماتے۔ بڑے صاحب تقویٰ اور اعلیحضرت کے فدائی اور جاں نثار تھے۔ خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں ایک صاحبزادہ جن کا

Marfat.com

بنامی مرزا عبد العزیز بیگ صاحب ہے دینیات سے واقف اور طبیب ہیں اگرچہ آج کل ان کی صحت اچھی نہیں ہے مگر بہت خوبیوں کے آدمی ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولی تعالی انہیں صحت عطا فرمائے کہ اعلیحضرت کے اوستاد کی یادگار ہیں بریلی جامع مسجد کے قریب مکان ہے پنجوقتہ نماز جامع مسجد میں ادا کیا کرتے ہیں۔ الغرض جب عربی کی ابتدائی کتابوں سے حضور فارغ ہوئے تو تمام دینیات کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت مولانا مولوی نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی متولد ۱۲۴۷ھ متوفی ۱۲۹۷ھ سے تمام فرمائی اور تیرہ سال دس مہینہ کی عمر شریف میں ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات سے فراغ پایا زیر دینیات سے تعویذ ۱۲۸۶ تاریخ فراغت ہے اور اس میں صاحب بشارت ہے کہ اللہ تعالی ہمیشہ ہمیشہ حضور کو دشمنوں کے شر سے پناہ میں رکھے گا۔ اور دوسرا مادہ تاریخ غفور ۱۲۸۶ ہے اس میں خوشخبری ہے کہ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے حضور اور حضور کے وابستگان دامن کے لئے غفور ہے ؎

دنیا مزار حشر جہاں میں غفور ہیں ۔۔۔ ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے

اعلیحضرت ایک مرتبہ کسی ضرورت سے رامپور تشریف لے گئے وہاں جناب مولانا عبد العلی صاحب ہیات کے مشہور فاضل تھے چند روز ان کی خدمت میں رہ کر شرح چغمینی کے اسباق لیے تھے دوسری مرتبہ بعض خاص رشتہ داروں کے یہاں رامپور تشریف لیجانے کا اتفاق ہوا حضرت کے خسر جناب شیخ فضل حسین صاحب مرحوم حضور نواب رامپور نواب کلب علیخاں صاحب بہادر مغفور کے یہاں بہت ہی اعلی عہدہ پر تھے نواب صاحب کے دربار میں اعلیحضرت کا تذکرہ ہوا نواب صاحب مشتاق ملاقات ہوئے حسب طلب اپنے خسر صاحب قبلہ رامپور تشریف لے گئے نواب صاحب نے خاص اپنے پلنگ پر بیٹھنے کیلیے فرمایا اور کچھ علمی باتیں پوچھتے رہے اتنے میں فرمایا کہ یہاں مولانا عبد الحق صاحب خیر آبادی مشہور منطقی ہیں۔ آپ ان سے کچھ منطق کی کتابیں قدماء کی تصنیفات سے پڑھ لیجیے اعلیحضرت نے فرمایا اگر والد ماجد صاحب کی اجازت ہوگی تو کچھ دن یہاں ٹھہر سکتا ہوں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتفاق وقت جناب مولانا عبد الحق صاحب خیر آبادی مرحوم بھی تشریف لے آئے جناب نواب صاحب نے اعلیحضرت کا ان سے تعارف کیا اور فرمایا باوجود کم سنی ان کی کتابیں سب ختم ہیں اور اپنے مشورہ کا ذکر فرمایا مولانا عبد الحق صاحب مرحوم کا عقیدہ تھا کہ دنیا میں صرف ڈھائی عالم ہوئے ایک مولانا بحر العلوم دوسرے والد مرحوم اور نصف بندہ معصوم و بلکہ ایک کم عمر شخص کو عالم مان سکتے تھے اعلیحضرت سے دریافت فرمایا کہ منطق میں انتہائی

Marfat.com

کون کتاب آپ نے پڑھی ہے اعلیحضرت نے فرمایا "قاضی مبارک" یہ سنکر دریافت فرمایا کہ شرح تہذیب پڑھ چکے ہیں یہ طعن آمیز سوال سن کر اعلیحضرت نے فرمایا کہ کیا جناب کے یہاں قاضی مبارک کے بعد شرح تہذیب پڑھائی جاتی ہے یہ سوال سیر کا سوا سیر پاکر جناب مولانا عبدالحق صاحب نے سوال کا رخ دوسری جانب پھیرا اور پوچھا اب کیا مشغلہ ہے فرمایا تدریس افتا تصنیف فرمایا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں فرمایا مسائل دینیہ ورد وہابیہ اس کو سن کر فرمایا رد وہابیہ ؟ ایک ہمارا وہ بدایونی خبطی ہے کہ ہمیشہ اسی خبط میں رہتا ہے اور رد وہابیہ کیا کرتا ہے۔ (یہ اشارہ حضرت مقتدائے ملت تاج الفحول محب الرسول عالیجناب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی طرف ہے اور میرا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت تاج الفحول جناب مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے) اعلیحضرت نے سنتے ہی فرمایا جناب کو معلوم ہوگا کہ وہابیہ کا رد سب سے پہلے جناب مولانا فضل حق جناب کے والد ماجد ہی نے کیا اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کو بھرے مجمع میں مناظرہ کرکے ساکت کیا اور ان کے رد میں ایک مستقل رسالہ بنام تحقیق الفتوی لسلب الطغوی تحریر فرمایا ہے اس پر مولانا عبدالحق صاحب خاموش ہو گئے۔ اور کچھ جواب نہ دیا اعلیحضرت فرمایا کرتے تھے جب تک حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہ عالم حیات میں تھے جو کچھ میں لکھتا والد ماجد صاحب کو دکھا لیا کرتا تھا کبھی کبھی ضرورت دیکھتے اصلاح فرما دیتے۔ علمی مضامین اور تحقیقات مسائل کو ملاحظہ فرما کر مسرور ہوتے اور جلیل دعاؤں سے سرفراز فرماتے انہی مستجاب دعاؤں کا اثر ہے کہ اس وقت سے آج تک دینی خدمات کی ادا میں بدمذہبوں کے کیادی وعیاری کے پردے چاک کرنے ۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑوں کو عیار بھیڑوں سے بچانے میں مشغول ہوں ۔ اور بفضلہ تعالےٰ ان تمام بے دینوں کے مقابل غالب و منصور اور بدمذہب خائب و خاسر اس دینی خدمت پر مولا تعالےٰ کا شکر بجا لاتا ہوں

(حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب قبلہ کا فرمانا ہے کہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارتوں کی اصلاح سوائے جد امجد علیہ الرحمۃ کے کسی نے بھی نہیں کی ہے۔ محمد ظفر علی ناظم دارالعلوم امجدیہ کراچی)

اعلیحضرت فرماتے تھے کہ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ میں شرف بیعت سے مشرف ہوا تعلیم طریقت حضور پر نور پیر و مرشد برحق سے حاصل کیا ۱۲۹۶ھ میں حضرت کا وصال ہوا تو قبل وصال سے مجھے

Marfat.com

حضرت سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری اپنے ابن الابن ولیعہد و سجادہ نشین کے سپرد فرمایا حضرت نوری میاں صاحب سے بعض تعلیم طریقت و علم تکسیر علم جفر وغیرہ علوم میں نے حاصل کئے الغرض اعلیحضرت کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز کے علاوہ پنجتن پاک کے عشاق صرف یہ پنج نفوس قدسیہ ہیں (۱) اعلیحضرت کے وہ استاذ جنہوں نے ابتدائی کتابیں پڑھائیں (۲) جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۳) جناب مولانا عبدالعلی صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (۴) حضرت سلالہ خاندان برکاتیہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ العزیز اور والد ماجد و پیر و مرشد قدس اسرارہما کو شامل کرکے چھ نفوس قدسیہ ہوتے ہیں۔ ان چھ حضرات کے علاوہ حضور نے کسی کے سامنے زانوے ادب طے نہیں کیا مگر خداوند عالم نے محض اپنے فضل و کرم اور آپ کی محنت و خداداد ذہانت کی وجہ سے اتنے علوم و فنون کا جامع بنایا کہ پچاس فنون میں حضور نے تصنیفات فرمائیں اور علوم و معارف کے وہ دریا بہائے کہ خدام و معتقدین کا تو کہنا کیا مخالفین مخالفتیں کرتے اپنی سیاہ قلبی کی وجہ سے برائیاں کرتے مگر ساتھ ساتھ ٹیپ کا بند یہ ضرور کہنے پر مجبور ہوتے کہ یہ سب کچھ ہے مگر مولانا احمد رضا خانصاحب قلم کے بادشاہ ہیں جس مسئلہ پہ قلم اٹھایا نہ موافق کو ضرورت افزائش نہ مخالف کو دم زدن کی گنجائش ہوتی ہے۔

نواب وسید احمد خانصاحب رضوی بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی احسان حسین صاحب مرحوم جو نہایت نیک خلیق بے لوث اور حد درجہ دیندار تھے جامع مسجد بریلی میں محض لوجہ اللہ درس حدیث بعد نماز ظہر دیتے تھے اور اپنا زیادہ وقت جامع مسجد ہی میں مطالعہ حدیث شریف و ورد وظائف میں گذارتے تھے انہوں نے فقیر کو جامع مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی نہ صرف تلقین کی بلکہ شوق دلایا چنانچہ بفضلہ تعالےٰ فقیر جامع مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرنے لگا۔ یہ فقیر انگریزی اسکول کی جماعت ششم میں پڑھتا تھا تو یہی مولوی صاحب فارسی زبان کی تعلیم کے لئے مقرر کئے گئے تھے مولوی صاحب موصوف سے ایک مرتبہ فقیر نے اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خانصاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بابت استفسار کیا تو مولوی صاحب موصوف نے اعلیحضرت کے علم و فضل کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ میں اعلیحضرت قبلہ کا ابتدائی تعلیم عربی میں ہم سبق رہا ہوں شروع ہی سے اعلیحضرت کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ

Marfat.com

استاد سے کبھی ربع کتاب سے زائد نہیں پڑھی ایک ربع کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب از خود پڑھکر اور یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔

## قوت حافظہ و حفظ قرآن شریف

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ لکھدیا کرتے ہیں حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا کوئی رکوع ایکبار پڑھکر مجھے سنادیں دوبارہ مجھ سے سن لیں بس ایک ترتیب ذہن نشین کرلینا ہے اور اسی روز سے دور شروع فرمادیا جس کا وقت غالبا عشا کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا اس لئے کہ پہلے روز کا شانہ اقدس سے آتے وقت سورہ بقرہ شریف تلاوت میں تھی اور تیسرے روز تیسرا پارہ قراءت میں تھا جس سے پتہ چلا کہ روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ سننے میں آیا چنانچہ آئندہ ایک موقع پر اس کی تصدیق بھی ہوگئی الفاظ ارشاد عالی کے یاد نہیں ہیں مگر کچھ اسی طرح فرمایا کہ بحمد اللہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کرلیا اور یہ اس لئے کہ ان بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ثابت ہو۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان ہے کہ ایک سال ماہ رمضان شریف میں اعلیحضرت کی مسجد میں اعتکاف کیا میں نے سحر کے وقت قرآن شریف پڑھنے میں غلطی کی حضرت آرام فرمارہے تھے مگر بیدار تھے مجھے وہ غلطی بتائی میں نے دوبارہ پڑھا فرمایا اب مجھ سے سنو وہی رکوع پڑھا پھر کے بعد صبح کی نماز میں بے تکلف وہی رکوع پڑھ دیا۔

انہیں کا بیان ہے میں ایک مرتبہ میرٹھ سے بریلی گیا معلوم ہوا طبیعت ناساز ہے ڈاکٹروں نے ملنے اور باتیں کرنے کو منع کردیا ہے اس وجہ سے شہر سے باہر ایک کوٹھی میں مقیم ہیں اور وہاں عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے مگر چونکہ مجھسے لوگ واقف تھے مجھے پتہ بتادیا جب میں پہنچا تو دیکھا کہ کوٹھی کا دروازہ بند ہے دستک دینے پر ایک صاحب آئے اور نام لیکر اندر اطلاع کو گئے جب وہاں سے اجازت ملی تب آکر دروازہ کھولا دیکھا بڑا مکان ہے اور صرف دو ایک آدمی ہیں نماز مغرب پڑھکر حضرت اپنے پلنگ پر رونق افروز ہوئے ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھے بعد

Marfat.com

چار صاحب پہنچے مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی صاحب ۔ جناب مولوی حشمت علی خاں صاحب ایک اور کوئی صاحب یہ چاروں صاحب حضرت کے پلنگ کے پاس جو کرسیاں تھیں اُن پر بیٹھ گئے اعلیحضرت نے ایک گڈی خطوط کی مولانا امجد علیصاحب کو دیکر فرمایا آج تیس خط آئے تھے ایک میں نے کھول لیا ہے یہ ۲۹ گن لیجیے اُنہوں نے ۲۹ گن کر ایک لفافہ کھولا جس میں کئی ورق پر چند سوالات تھے ۔ وہ سب سنائے حضرت نے پہلے سوال کے جواب میں ایک فقرہ فرمادیا وہ لکھنے لگے اور لکھکر عرض کی حضور حضرت نے اُس کے آگے کا ایک فقرہ فرمایا ۔ وہ لکھکر پھر حضور کہتے وہ سلسلہ وار اُس کے آگے کا فقرہ فرمادیا کرتے اور دوسرے صاحب نے حضور کہنے کے درمیان میں اپنا خط سنانا شروع کیا جب یہ حضور کہتے وہ رک جاتے اور جب یہ فقرہ سن کر لکھنے لگتے تو وہ اپنا خط سنانے لگتے اسی طرح اُنہوں نے اپنا خط ختم کیا اور اُن کو ہی اُن کے پہلے سوال کے متعلق جو فقرہ مناسب تھا وہ ارشاد فرمادیا ۔ اب دونوں صاحب اپنا اپنا فقرہ ختم کرنے کے بعد حضور کہتے اور جواب ملنے پر لکھنا شروع کرتے اسی حالت میں ان دو حضور حضور سے جتنا وقت بچا اس میں تیسرے صاحب نے اپنا خط سنانا شروع کیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب لکھنا شروع کیا اب چوتھے صاحب نے ان تین حضور حضور حضور کے درمیان جو وقت بچا اپنا خط سنانا شروع کیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب لکھنا شروع کیا یہ دیکھکر مجھے حقیقۃً پسینہ آگیا اور ایک صاحب جو میرے قریب بیٹھے تھے اسی حالت میں کچھ مسئلے پوچھے جنہیں سن کر مجھے بہت ملال اور غصہ ہوا کہ اس شخص کو ایسی حالت میں سوال کرنے کا کچھ خیال نہیں مگر اعلیحضرت نے ذرہ بھر بھی ملال نہ فرمایا اور بہت اطمینان سے اُس کو بھی برابر جواب دیے (میں نے اپنے عمر میں ایسے حافظہ کا کوئی شخص نہیں دیکھا) اسی طرح وہ ۲۹ خط پورے کئے گئے اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں کے کام اور بات کرنے کو منع کرنے کے جواب میں حضرت نے صرف یہ مان لیا تھا ۔ کہ شب کو اپنے ہاتھ سے تحریر نہ فرمائیں گے اُس کا یہ اہتمام تھا اور دن بھر خود تحریر فرمایا کرتے تھے اور اس قدر جلد تحریر فرماتے تھے کہ کئی شخصوں کو اعلیحضرت کے ایک دن کے لکھے کی نقل کرنا دشوار ہوتا اور شب کو اسی طرح کام کیا جاتا تھا ۔

اُنہیں کا بیان ہے میرے بریلی قیام کے زمانہ میں حضرت کا ملا الجبلین ہوا جس میں ۲۰ مسہل ہوتے ہیں مگر کام مسلسل جاری رہا حریف نے یہ دیکھکر منع کیا مگر نہ مانے اُنہوں نے طبیب صاحب سے

Marfat.com

کہا کہ مسہل کے دن بھی برابر لکھتے ہیں اور قریب ۲۰ مسہل ہوں گے۔ آنکھوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے طبیب صاحب نے بہت سمجھایا تو یہ ارشاد فرمایا اچھا مسہل کے دن میں خود نہیں لکھوں گا۔ دوسروں سے لکھوا دیا کروں گا۔ اور غیر مسہل کے دن میں خود لکھوں گا۔ طبیب صاحب نے کہا اس کو غنیمت سمجھو اُس کا یہ انتظام کیا گیا کہ ایک مکان میں چند الماریاں لگا کر اُس میں کتابیں رکھدی گئیں مسہل کے دن حضرت اُس مکان میں تشریف لے گئے اور صرف میں۔ دروازہ بند کردیا گیا۔ اب جو فتوی لکھنا ہوتا اُس کا کچھ مضمون لکھا کر مجھ سے فرماتے کہ الماری میں سے فلاں جلد نکال لو اکثر کتابیں سرکار آپ کی کئی کئی جلدوں میں تھیں مجھ سے فرماتے اتنے صفحے لوٹ لو اور فلاں صفحہ پر اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون شروع ہوا ہے اُسے نقل کر دو میں وہ فقرہ دیکھکر پورا مضمون لکھتا اور سخت متحیر ہوتا کہ وہ کونسا وقت ملا تھا کہ جس میں صفحہ اور سطر گن کر رکھے گئے تھے غرضیکہ اُن کا حافظہ اور دماغی باتیں ہم لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔

جامع حالات حقیر ظفرالدین قادری رضوی غفرلہٗ کہتا ہے کہ اعلیحضرت ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت استاذی مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہٗ کے مہمان ہوئے اثنائے گفتگو میں عقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ کا ذکر نکلا حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا کہ میرے کتبخانہ میں ہے اتفاق وقت باوجودیکہ اعلیحضرت کے کتبخانہ میں کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا اور ہر سال معقول رقم کی نئی نئی کتابیں آیا کرتی تھیں۔ مگر اس وقت تک عقود الدریہ منگوانے کا اتفاق نہ ہوا تھا اعلیحضرت نے فرمایا میں نے نہیں دیکھی ہے۔ جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجئے گا۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے بخوشی قبول کیا اور کتاب لاکر حاضر کر دی مگر ساتھ ساتھ فرمایا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیجدیجئے گا۔ اس لئے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں جن سے فتوی دیا کرتا ہوں اعلیحضرت نے فرمایا اچھا اعلیحضرت کا قصد اُسی دن واپسی کا تھا مگر اعلیحضرت کے ایک جان نثار مرید نے حضرت کی دعوت کی اس وجہ سے رک جانا پڑا شب کو اعلیحضرت نے عقود الدریہ کو جو ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تھی ملاحظہ فرمایا دوسرے دن دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھکر گاڑی کا وقت تھا بریلی شریف روانگی کا قصد فرمایا جب اسباب درست کیا جانے لگا۔ تو عقود الدریہ کو بجائے سامان میں رکھنے کے

Marfat.com

فرمایا کہ محدث صاحب کو دے آؤ مجھے تعجب ہوا کہ قصد لیجانے کا تھا واپس کیوں فرماتے ہیں لیکن
کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی حضرت محدث صاحب کی خدمت میں میں نے حاضر کیا وہ اعلیحضرت سے
ملنے اور اسٹیشن تک ساتھ جانے کے لئے زنانہ مکان سے تشریف لا رہے تھے۔ کہ میں نے اعلیحضرت
کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا فرمایا میں اس کتاب کو لئے ہوئے حضرت محدث صاحب کے ساتھ
واپس ہوا حضرت محدث صاحب نے فرمایا کہ میرے اس کہنے کا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیجد یجئے
گا۔ ملال ہوا کہ اس کتاب کو واپس کیا فرمایا قصد بریلی ساتھ لے جانے کا تھا اور اگر کل ہی جاتا تو
اس کتاب کو ساتھ لیتا جاتا لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ
لی اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا بس ایک مرتبہ دیکھ
لینا کافی ہوگیا اعلیحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو
جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی فتاویٰ میں لکھدوں گا اور مضمون تو انشاء اللہ عمر بھر کے
لئے محفوظ ہوگیا

**مزاح و ظرافت**

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہری کا بیان ہے کہ ایک
مرتبہ حضرت جدی سیدنا سید شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز
کے عرس میں مولانا احمد رضا خانصاحب تشریف لائے اُس سفر میں اُن کے بہنوئی بھی اُن کے
ساتھ تھے اُنہوں نے میرے خادم غلام نبی سے اُس کی ذات پوچھی اُس نے جواب دیا ہم پٹھان
ہیں اس پر انہوں نے کہا تو تم ہمارے بھائی ہو اُنہوں نے غلام نبی سے دریافت کیا تم کون سے پٹھان
ہو۔ چونکہ وہ بوجہ لڑکپن و ناواقفی جواب نہ دے سکتا تھا اور بار بار کے سوال سے چڑھ گیا
اس نے کہا میں کون پٹھان چمر پٹھان ہیں اس پر مولانا نے ازراہ مزاح اپنے بہنوئی سے فرمایا
کہ یہ آپ کے بھائی ہیں اور اپنے کو چمر پٹھان بتاتے ہیں تو یہ آپ کی اصل آج معلوم ہوئی کہ آپ
چمر پٹھان ہیں

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور مسجد سے تشریف لا رہے تھے
دیکھا کہ ایک بازیگر کے پاس لوگوں کا مجمع ہے اور پانی کا بھرا ہوا کٹورا ایک ڈورے کا سرا ڈال کر
اُسے اُٹھا رہا ہے حضور نے اپنے پائے مبارک سے اپنا جوتہ اتار کر اُس کے سامنے ڈالدیا

Marfat.com

اور فرمایا کہ تو اُسے تو لوٹ دے بجلا دہ کیا بُس ہے کرتا آخر پہن کر کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ جیلانی میاں سلمہ کی تقریب ختنہ بہت دھوم دھام سے منائی گئی تھی اعزہ واقربا اور شہر کے رؤسا و عام و خاص سب شریک تقریب تھے جس مکان میں ختنہ ہونے والا تھا سب کو وہاں چلنے کے لئے کہا گیا سب لوگ روانہ ہوئے تو کسی نے حضور سے بھی تشریف لے چلنے کے لئے عرض کیا ارشاد فرمایا میں تو اس موقع پر کبھی جاتا نہیں ہوں اپنی دفعہ میں مجبوری تھی۔

**مساوات اسلامی**

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیحضرت بھی کبھی کبھی اُن کے یہاں تشریف لیجایا کرتے تھے ایک مرتبہ حضور اُن کے یہاں تشریف فرما تھے کہ اُن کے محلہ کا ایک بیچارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر جو صحن کے کنارے پڑی تھی جھکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اُوس کی طرف دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے اُٹھکر چلا گیا۔ حضور کو صاحب خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں کچھ دنوں کے بعد وہ حضور کے یہاں آئے حضور نے اپنی چارپائی پر جگہ دی وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور کا خط بنانے کے لئے آئے وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں حضور نے فرمایا کہ بھائی کریم بخش کیوں کھڑے ہو مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اُن صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا وہ بیٹھ گئے پھر تو اُن صاحب کے غصہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکاریں مارتا ہے اور فوراً اُٹھ کر چلے گئے۔ پھر کبھی نہ آئے خلاف معمول جب عرصہ گزر گیا تو حضور نے فرمایا اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے ہیں پھر خود ہی فرمایا میں بھی ایسے متکبر مغرور شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔

**تواضع و انکسار**

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہری کا بیان ہے کہ حضرت جد امجد سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کا عرس شریف ایک زمانہ میں میرے والد ماجد صاحب قدس سرہ نہایت اہتمام و انتظام اور اعلیٰ پیمانہ پر کیا کرتے تھے اس میں بار ہا حضرت مولانا بھی تشریف لائے اور میرے اصرار سے بیان بھی فرمایا۔

Marfat.com

مگر اس طرح کہ حاضرین مجلس سے فرماتے ہیں ابھی اپنے نفس کو وعظ نہیں کہہ پایا دوسروں کو وعظ کے کیا لائق ہوں آپ حضرات مجھ سے مسائل شرعیہ دریافت فرمائیں ان کے بارے میں جو حکم شرعی میرے علم میں ہوگا۔ چونکہ بعد سوال اسے ظاہر کردینا حکم شریعت ہے میں ظاہر کردوں گا۔ فقیر قادری غفرلہ عرض کرتا ہے اتنا سن کر حاضرین میں سے کوئی صاحب حسب حال سوال کردیتے حضور پرنور اپنی تقریر دلپذیر سے ایک موثر بیان اس مسئلہ پر فرمادیتے۔

حضرت سید صاحب موصوف قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک بار میرے اصرار سے مولانا نے مزار صاحب البرکات قدس سرہ پر اپنے والد ماجد قبلہ کا مؤلفہ مولود شریف سرور القلوب فی ذکر مولد المحبوب ابھی پڑھا ہے جامع حالات غفرلہ کہتا ہے۔ تواضع وانکسار کی یہ حد ہے اس لئے کہ کتاب دیکھکر مجلس میں ایک معمولی مولوی بھی پڑھنا پسند نہیں کرتا بلکہ اس کو لوگ شان علم کے خلاف سمجھتے ہیں میں نے بہتیروں کو دیکھا ہے کہ مبلغ علم ان کا اردو میں میلاد کی چند کتابیں مگر ان کو دیکھکر نہیں پڑھا کرتے بلکہ ایک مسلسل مضمون یاد کرلیا اور اسی کو زبانی جا بجا پڑھا کرتے ہیں۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیلی بھیت شریف حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہ العزیز کے عرس سراپا قدس سے واپسی صبح کی گاڑی سے ہوئی حضور نے اس وقت اسٹیشن پر آکر وظیفہ کی مسند قیمی حاجی کفایت اللہ صاحب سے طلب فرمائی کسی نے جلدی سے آرام کرسی ویٹنگ روم سے لاکر بچھادی ارشاد فرمایا یہ تو بڑی تکبرانہ کرسی ہے جتنی دیر تک وظیفہ پڑھا آرام کرسی کے تکیہ سے پشت مبارک نہ لگائی۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ ایک سال بریلی میں رمضان المبارک کی ۲۰ تاریخ سے اعتکاف کیا اعلیحضرت مسجد میں آتے تو فرماتے جی بہت چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف کردوں مگر فرصت نہیں ملتی آخر ۲۶ ماہ مبارک کو فرمایا آج سے میں بھی معتکف ہی ہو جاؤں اعلیحضرت بعد افطار پان نوش فراتے شام کو کھانا کھاتے میں نے کسی دن نہیں دیکھا سحر کو صرف ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرنی اور ایک پیالے میں چٹنی آیا کرتی تھی وہ نوش فرمایا کرتے ایک دن میں نے دریافت کیا حضور فیرنی اور چٹنی کا کیا جوڑ فرمایا نمک سے کھانا شروع کرنا اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے اسلئے یہ چٹنی آتی ہے ایک دن شام کو پان نہیں آئے اور یہ بہت پختہ عادت تھی کہ کھانے کی کوئی چیز طلب نہیں فرماتے خاموش رہے مگر چونکہ پان کے از حد عادی تھے ناگواری ضرور پیدا

Marfat.com

ہوئی مغرب سے تقریباً دو گھنٹہ بعد گھر کا ملازم ایک بچہ پان لایا حضرت نے اُسے ایک چپت مار کر
کہ اتنی دیر میں لایا بعدہٗ سحر کے وقت سحری کھا کر مسجد کے باہر دروازہ پر تشریف لائے اس وقت
رحیم اللہ خاں ملازم اور میں دو شخص مسجد میں تھے فرمایا آپ صاحبان میرے کام میں مخل نہیں ہیں گھبرایا اور عرض
حضور ہم تو خدام ہیں مخل ہونا کیا معنی بعدہٗ اُس بچے کو بلوایا جو شام کو پان دیر میں لایا تھا اور فرمایا کہ شام کو میں
غلطی کی جو تمہارے چپت ماری دیر سے بھیجنے والے کا قصور تھا۔ لہٰذا تم میرے سر پر چپت مارو اور ٹوپی اتا
کر اصرار فرما رہے ہیں ہم دونوں بہت مضطرب اور دم بخود پریشان اور وہ بچہ بھی بہت پریشان اور
کانپنے لگا اُس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور میں نے معاف کیا فرمایا تم نابالغ ہو تمہیں معاف
کرنے کا حق نہیں تم چپت مارو مگر وہ نہ مار سکا بعدہ اپنا بکس منگوا کر مٹھی بھر پیسے نکالے وہ پیسے دکھا
کر فرمایا میں تم کو یہ دوں گا تم چپت مارو مگر وہ بیچارہ یہی کہتا رہا۔ حضور میں نے معاف کیا آخر کار اعلیٰحضرت
نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر بہت سی چپتیں اپنے سر مبارک پر اس کے ہاتھ سے لگائیں اور پھر اُس کو
پیسے دے کر رخصت کیا۔

## برِ اطاعتِ والدین

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب قدس سرہ کا بیان ہے کہ
مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جامع کمالات ظاہری
و باطنی صوری و معنوی بنایا تھا۔ اوصاف و کمالات میں جس کو لے کر دیکھئے مولانا کی ذات میں
بدرجہ کمال اُس کا ظہور تھا والدین کی اتباع کا یہ حال تھا کہ جب مولانا کے والد ماجد جناب مولانا
نقی علی خاں صاحب کا انتقال ہوا اپنے حصہ جائداد کے خود مالک تھے مگر سب اختیار والدہ ماجدہ کے
سپرد تھا وہ پوری مالکہ و متصرفہ تھیں جس طرح چاہتیں صرف کرتیں جب مولانا کو کتابوں کی خریداری
کے لئے کسی غیر معمولی رقم کی ضرورت پڑتی تو والدہ ماجدہ صاحبہ کی خدمت میں درخواست کرتے
اور اپنی ضرورت ظاہر کرتے جب وہ اجازت دیتیں اور درخواست منظور کرتیں تو کتابیں منگواتے۔
جامع حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہٗ عرض کرتا ہے کہ میرے سامنے کا واقعہ
ہے کہ حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب برادر اصغر اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا
خاں صاحب خلف اکبر اور حضور کی اہلیہ محترمہ ۱۳۲۳ھ حج و زیارت کے لئے روانہ ہوئیں تو
حضور جھانسی تک اُن کو پہنچانے تشریف لے گئے کہ وہاں سے بمبئی میل پر وہ لوگ روانہ

Marfat.com

ہوں گے جو سید صاحب بمبئی جائے گا۔ اور کہیں بدلنا نہ ہوگا۔ اس وقت تک اعلیٰحضرت کا قصد حج و زیارت کے لئے سفر کا بالکل نہ تھا۔ کہ حج فرض ادا ہو چکا تھا۔ زیارت سے مشرف ہو چکے تھے صرف اُن کی مشایعت مقصود تھی۔ اسی درمیان میں اعلیٰحضرت کو اپنی نعتیہ غزل یاد آگئی جس کا مطلع ہے ؎

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر　　　رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

اس کا ایک شعر یہ ہے ؎

وائے محرومیٔ قسمت کہ میں پھر اب کی برس　　　رہ گیا ہمرہ زوّار مدینہ ہو کر

اس کا یاد آنا تھا۔ کہ دل بے چین ہو گیا اور وہی ہوا جس کو حضور نے دوسری غزل میں فرمایا ہے ؎

پھر اٹھا ولولۂ یاد مغیلان عرب　　　پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

اسی وقت حج و زیارت بلکہ خاص زیارت سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد مصمم فرمایا لیکن والدہ ماجدہ کی بغیر اجازت سفر مناسب نہ جانا اس لئے اُن کی گاڑی چھوٹنے کے بعد بریلی واپس تشریف لائے اور والدہ ماجدہ سے اجازت کے لئے حاضر خدمت ہوئے جب اجازت مل گئی مطمئن ہوئے ورنہ جھانسی سے واپسی کے بعد بہت پریشان نظر آتے تھے۔ اجازت ملجانے کے بعد سامان سفر مکمل فرمایا اور روانہ ہوئے حسن اتفاق کہ اعلیٰحضرت کے پہنچنے تک وہ جہاز روانہ نہ ہوا تھا سب لوگ ایک ہی جہاز میں روانہ ہوئے اور یہ سفر مبارک بخیر و خوبی انجام پایا اسی سفر کے متعلق اعلیٰحضرت کا شعر ہے ؎

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا　　　پوچھا تھا ہم نے تجھ سے کہ نہضت کدھر کی ہے

حدیث شریف میں ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی عام طور پر بھی زبان زد ہے جیسی نیت ویسی برکت یہ سفر اعلیٰحضرت کا چونکہ خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت پاک کے لئے تھا اس لئے ویسا ہی ہوا۔

مولوی سید شاہ جعفر میاں صاحب خطیب جامع مسجد کمپود تھلہ نے اپنے والد صاحب کے عرس کے موقع پر اس واقعہ کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا تھا کہ جب جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ دوسری مرتبہ زیارت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے شوق دیدار

Marfat.com

میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرار صلی
تعالیٰ علیہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ لیکن
پہلی شب ایسا نہ ہوا تو کچھ کبیدہ خاطر ہو کر ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
ترے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس غزل کے مقطع میں اسی کی طرف اشارہ کیا فرماتے ہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجہہ میں عرض کر کے انتظار میں مؤدب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور
چشم سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے رزق
اللہ وجمیع المسلمین زیارۃ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم
ببرکتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع علماء الاسلام والمشائخ الکرام والمنتمین
الیہ الی یوم القیام آمین۔

**تعظیم و توقیر اکابر** اعلیحضرت امام اہلسنت جس طرح اشداء علی الکفار کے مصداق تھے اسی
طرح رحماء بینھم کی بھی زندہ تصویر تھے۔ علمائے اہلسنت کی عزت
و قدر ایسی کرتے کہ بادشاہ خصوصاً حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب
بدایونی قدس سرہ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے قصیدہ آمال الابرار و آلام الاشرار
میں علمائے اہلسنت کی تعریف میں فرمایا ہے۔

اذا حلوا تمصرت البوادی
اذا راحوا فصار المصر بید

یہ علماء کرام ایسے ہیں جب کسی ویرانہ میں اترتے ہیں تو اون کے دم قدم سے وہ پر رونق شہر
ہو جاتا ہے اور وہ جب کسی شہر سے روانہ ہوتے ہیں تو شہر ویران ہو جاتا ہے۔ جس زمانہ میں
میں محض برکت کے لئے یہ قصیدہ اعلیحضرت سے پڑھا کرتا تھا ورنہ عربی اشعار کے زیر
دیئے ہوئے ہیں ہر شعر کے نیچے اس کا ترجمہ کیا ہوا خاص خاص باتیں حاشیہ میں چھپی ہوئی ہیں
اس میں پڑھنے کی کیا حاجت) جب اس شعر پر پہنچا میں نے کہا یہ تو محض مبالغہ شاعرانہ معلوم
ہوتا ہے اعلیحضرت نے فرمایا نہیں بلکہ بالکل واقعہ ہے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان تھی کہ جب تشریف لایا کرتے تو شہر کی حالت بدل جایا کرتی عجیب رونق چہل پہل ہوجاتی اور جب تشریف لے جاتے تو باوجودیکہ سب لوگ موجود رہتے مگر ایک ویرانگی اور اداسی چھا جاتی باہمی عزت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسئلوں میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ اور بعض اختلافی مسائل میں گفتگو ہو کر پھر اتفاق بھی ہو جاتا تھا حضرت مولانا سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز کا بیان ہے کہ ایک بار ان دونوں حضرات میں مسئلہ عینیت و غیریت صفات باری تعالیٰ پر بحث ہوئی مولانا عبدالقادر صاحب فرماتے کہ صوفیہ کے صفات کو عین ذات مانتے اور فلاسفہ کے عین ذات ماننے میں فرق ہے اور مولانا احمد رضا خاں صاحب اس فرق کے ماننے میں اپنا تامل ظاہر فرماتے تھے آخر یہ ٹھہری کہ سیتاپور چلئے اور وہاں حضور جد امجد سیدنا شاہ اچھے میاں صاحب قدس سرہ العزیز کی مؤلفہ کتاب آئین احمدی کی جلد عقائد میرے کتب خانہ میں ہے۔ اور دیگر کتب صوفیہ بھی موجود ہیں ان میں فرق کو دیکھ لیجئے دونوں حضرات تشریف لائے اور اولاً آئین احمدی کی جلد عقائد سے کتاب زبدۃ العقائد مؤلفہ حضرت سید احمد صاحب کالپوی قدس سرہ جو ہمارے پیران سلسلہ سے ہیں مولانا عبدالقادر صاحب نے نکال کر دکھائی اُسے دیکھ کر حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فرمایا میں بغیر دلیل تسلیم کئے لیتا ہوں کہ صوفیہ کے قول عینیت اور فلاسفہ کے قول عینیت میں فرق ہے اس لئے کہ میرے مرشدان عظام فرماتے ہیں کہ ہم جو صفات کو عین ذات مانتے ہیں وہ اس طرح نہیں جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں اگرچہ دلیل سے یہ فرق میرے ذہن میں اب تک نہیں آیا ہے لیکن چونکہ میرے مرشدان عظام یہ فرماتے ہیں اس لئے اپنے مرشدان عظام کے ارشاد پر سر تسلیم خم کئے دیتا ہوں۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا کہ میں جب بریلی آتا تو اعلیٰحضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے حسب دستور ایک بار ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا حضرت شاہزادہ صاحب انگوٹھی اور چھلے مجھے دیدیجئے۔ میں نے اُتار کر دیدیئے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا بمبئی سے مارہرہ واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا ابا بریلی کے مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے (یہ دونوں طلائی تھے) اور خط نامہ میں مذکور تھا شاہزادی صاحبہ کو دونوں طلائی اشیا

Marfat.com

آپ کی ہیں،، یہ تھا اعلیحضرت کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر فقیر رضوی کہتا ہے اور ساتھ ساتھ اکابر و مشائخ کی تعظیم و توقیر۔

**شفقت و رحمت بر اصاغر**

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مسلمان ساکن محلہ قرولان حلوہ سوہن فروخت کیا کرتے تھے اُن سے حضور نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا اور یہ واقعہ پہلی کوٹھی میں قیام کے زمانہ کا ہے میں اور برادرم قناعت علی شب کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو حضور نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں جو بندھا ہوا رکھا ہے اُٹھا لایئے یہ دو پوٹلیاں اُٹھا لائے حضور ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے میں پیچھے ہٹا حضور آگے بڑھے میں اور ہٹا اور آگے بڑھے یہاں تک کہ میں دالان کے گوشہ میں پہنچ گیا حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی میں نے کہا حضور یہ کیا ارشاد فرمایا حلوہ سوہن ہے میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کیے ہوئے عرض کیا۔ حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے فرمایا شرم کی کیا بات ہے میں مصطفےٰ دیسے تم سب بچوں کو حصہ دیا گیا آپ دونوں کے لیئے بھی میں نے دو حصے رکھ لیے یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے بڑھکر حضور کے ہاتھ سے اپنا حصہ خود لے لیا اور دست بستہ عرض کیا حضور میں نے یہ جسارت اس لیے کی کہ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں میں چیز دیکھکر بچے اسی طرح لے لیا کرتے ہیں۔ حضور نے تبسم فرمایا بعدہ ہم لوگ دست بوسی کر کے مکان چلے آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے ہم لوگوں کو بہت نوازا اور ہم نابکار کچھ خدمت نہ کر سکے۔

جامع حالات فقیر محمد ظفرالدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ ۱۳۱۲ھ میں سب سے پہلے جو فتویٰ میں نے لکھا اور اعلیحضرت کی خدمت میں اصلاح کے لیے پیش کیا حسن اتفاق سے بالکل صحیح نکلا اعلیحضرت قدس سرہ العزیز اُس فتویٰ کو لیے ہوئے خود تشریف لائے اور ایک روپیہ دست مبارک سے فقیر کو عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ مولانا! سب سے پہلے جو فتویٰ میں نے لکھا اعلیحضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز نے مجھے شیرینی کھانے کے لئے ایک روپیہ عنایت فرمایا تھا آج آپ نے جو فتویٰ لکھا پہلا فتویٰ ہے اور ماشاءاللہ بالکل صحیح ہے اس لئے اُسی اتباع میں ایک روپیہ آپ کو شیرینی کھانے کے لئے دیتا ہوں غایت مسرت کی وجہ سے میری زبان بند ہو گئی۔ اور میں کچھ بول نہ سکا

Marfat.com

اس لئے کہ فتویٰ پیش کرتے وقت میں خیال کرتا تھا کہ خدا جانے جواب صحیح لکھا ہے یا غلط مگر خدا کے فضل سے وہ صحیح اور مسائل صحیح نکلا اور پھر اس پر انعام اور وہ بھی ان الفاظ کریمہ سے کہ میرے والد ماجد صاحب نے مجھے اول فتویٰ صحیح پر انعام دیا تھا اس لئے میں بھی اول فتویٰ صحیح پر انعام دیتا ہوں حق یہ ہے کہ ایک خادم کی وہ عزت افزائی ہے جس کی حد نہیں اور اس کے بعد اس کو ہمیشہ برقرار رکھا میرے پاس چالیس سے زیادہ مکاتیب ہیں جو وقتاً فوقتاً بریلی شریف سے عطا فرمائے۔ اس میں برابر ولدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین سے شروع فرمایا فتاوی شریف جلد اول ص میں میرا نام انہیں لفظوں سے تحریر فرمایا ہے جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

اسی سلسلہ میں یہ بات بھی مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں جب کبھی ماہ مبارک رمضان شریف میں بریلی شریف رہتا ہوا اور اس تعطیل میں مکان نہ آیا تو عید الفطر کے دن جس طرح تمام عزیزوں کو عیدی تقسیم فرماتے مجھے اور دوسرے خاص طلبہ مثلاً مولوی سید عبد الرشید صاحب کو بادی عظیم آبادی مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب درگاہ کلاں بہار شریف مولوی محمد ابراہیم صاحب اوگانوانی مولانا مولوی محمد تدبیر الحق صاحب رمضان پوری مولوی اسمٰعیل صاحب بہاری سب کو علی قدر مراتب تہواری عطا فرماتے۔

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب کے برابر لڑکیاں ہی پیدا ہوئیں۔ اسی لئے سب لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ کوئی لڑکا ہوتا تاکہ اس کے ذریعہ اعلیحضرت کا نسب و حسب و فضل و کمالات کا سلسلہ جاری رہتا خداوند عالم کی شان کہ ۱۳۲۵ھ میں مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب سلمہ کی ولادت ہوئی نہ صرف والدین اور اعلیحضرت بلکہ تمام خاندان بلکہ جملہ متوسلین کو از حد خوشی ہوئی اس خوشی میں منجملہ دعوتوں کے اعلیحضرت نے جملہ طلبائے مدرسہ اہلسنت و جماعت منظر اسلام (۱۳۲۲) کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی بنگالی طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا مچھلی بھات چنانچہ رہو مچھلی بہت وافر طریقہ پر منگائی گئی اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی بہاری طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے ہم لوگوں نے کہا بریانی زردہ فیرنی کباب میٹھا ٹکڑا وغیرہ بہاریوں کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرایا گیا پنجابی اور ولایتی طلبہ کی خواہش ہوئی دنبہ کا خوب چرب گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں غرض ان لوگوں کے لئے وافر طور بہاری کا

Marfat.com

انتظام ہوا اس وقت خاص عزیزوں مریدوں کے لئے جوڑا بھی تیار کیا گیا تھا۔ نہایت ہی مسرت سے لکھتا ہوں کہ میں بھی انہیں خاص لوگوں میں ہوں جن کے لئے جوڑا بھی تیار کرایا گیا تھا۔ وہ کرتا پائجامہ ہو تا ٹوپی تو اسی زمانہ میں پہن لیا تھا۔ مگر انگرکھا بہت قیمتی کپڑے کا تھا گاہے گاہے اس کو پہنا کرتا تھا وہ بہت دنوں تک رہا یہاں تک کہ چھوٹا ہو گیا تو اس کو تبرکاً رکھدیا جب مدرسہ خانقاہ سہسرام میں مدرس ہوا اور مخلص قدیم مولوی سید غیاث الدین صاحب چشتی ابو العلائی رہجہتی بہاری کو حسب طلب مخلص محترم حاجی دین متین جناب حاجی محمد لعل خانصاحب کلکتہ بھیجنے لگا اُس وقت میں نے وہ انگرکھا مولوی صاحب موصوف کے نذر کر دیا جو مجھ سے دبلے پتلے تھے۔ اور ان کے ٹھیک آگیا۔ اُس وقت ان کے بڑے بھائی مولوی محمد یونس صاحب نے کہا کہ تم کو لینا نہ چاہئے تھا۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ اول تو مولانا کے میرے تعلقات دوستانہ قدیم زمانہ طالب العلمی کے ہیں ثانیاً یہ انگرکھا تاریخی تبرک ہے یہ اعلیحضرت کا عطیہ ہے یہ مولانا ظفر الدین صاحب کی محبت و خلوص ہے جو انہوں نے مجھے عنایت فرمایا جو قیمتی ہونے کے علاوہ تبرک اور عزیزی مولوی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں کی پیدائش کی یادگار ہے۔

۱۳۳۴ھ میں جب میں مدرسہ اسلامیہ شمس الھدیٰ میں مدرس اول تھا رمضان شریف کی تعطیل میں اعلیحضرت کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا اُس زمانہ میں اعلیحضرت علم ہیأت میں ایک کتاب تصنیف فرما رہے تھے۔ اور میں اُسے صاف کر رہا تھا۔ ارادہ تھا کہ ماہ رمضان المبارک تمام کر کے بعد ششش عید کے جب مدرسہ کھلے گا۔ پٹنہ واپس ہوں گا۔ لیکن اواخر رمضان شریف میں جناب حاجی لعل خانصاحب مرحوم کا خط پہنچا کہ یہاں ولی اللہ نامی ایک دہانی آیا ہوا ہے اور جگہ جگہ مناظرہ کا چیلنج دیتا ہے۔ حضور والا مولانا محمد ظفر الدین صاحب کو روانہ فرمادیں اس وقت وہ کتاب قریب ختم کے تھی اعلیحضرت نے دو دن میں اس کو تمام کر دیا لیکن مجھے نقل کرنا اور صاف کرنا بہت باقی تھا اس لئے حضرت نے فرمایا کہ آپ اس کو اپنے ساتھ لیتے جائیے اور نقل کرنے کے بعد اصل اور نقل دونوں رجسٹری سے واپس کر دیجئے گا۔ جب چلنے کا وقت ہوا اور اسٹیشن جانے کے لئے سواری آگئی اعلیحضرت باہر تشریف لائے اور دو نوٹ دس دس روپے کے مجھے عنایت فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ تھا کہ امسال آپ عید میں یہیں رہیں گے۔ بچوں کے لئے کپڑے بنواؤں گا تو آپ کے لئے بھی

Marfat.com

بنواؤں گا۔ لیکن دینی ضرورت سے آپ کلکتہ جا رہے ہیں۔ اس لئے یہ روپے آپ کی نذر ہیں۔ مجھے بہت شرم آئی کہ طالب علمی کا زمانہ تو ضرورت کا زمانہ تھا۔ اب تو میں نوکر ہوں میں پیر کی خدمت کیا کرتا اور اُن کی نذر کرتا کہ اُلٹے پیر ہی سے روپے وصول کر رہا ہوں میں نے کچھ تامل کیا اعلیحضرت نے باصرار عنایت فرمایا میں نے قدم بوسی کرتے ہوئے وہ روپے لے لئے اور کلکتہ روانہ ہوا۔ میرے پہنچنے کی خبر ملتے ہی سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا اب کس میں مناظرہ کا دم ہے۔ آعلیحضرت کی دعا کا اثر ہے۔ ۵

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے — اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

اس کی مفصل کیفیت اُسی زمانہ میں حاجی عبدالرحمن مارواڑی کے نام سے رسالہ گنجینہ مناظرہ ۱۳۳۴ھ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کلکتہ کے قیام میں میں نے اُس رسالہ مبارکہ کو جس کا نام تسہیل التعدیل ہے صاف کر کے اصل و نقل دونوں بنام اعلیحضرت بصیغہ رجسٹری روانہ کر دیا جس کی رسید بنام حاجی لعل خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ اعلیحضرت نے تحریر فرمائی۔

کرامت :- جناب سید محمود علی خانصاحب کا کسی مریض کے زخم دا پریشن کی مفصل کیفیت بیان فرمانے پر مذکور ہے کہ اس کو سنتے ہی سید قناعت علی صاحب اپنی قلبی کمزوری کی وجہ سے بیہوش ہو گئے اس وقت اُن کے ہوش میں لانے کی ترکیبیں کی گئیں مگر اُن کا اثر نہ ہوا جب اعلیحضرت نے اُن کا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھکر اپنا رومال ڈالا فوراً ہوش ہو گیا آنکھیں کھولدیں اعلیحضرت کے زانوئے مبارک پر سر دیکھکر جلد اُٹھنا چاہا مگر ضعف کی وجہ سے نہ اُٹھ سکے حضور نے ازراہ شفقت فرمایا لیٹے رہیے لیٹے رہیئے یہ شفقت علی الاصاغر کی بہترین مثال ہے۔

جناب مولانا مولوی مقبول احمد خانصاحب صدر مدرس و مہتمم مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ نے فرمایا کہ میرے طالب علمی کا زمانہ تھا میں ٹونک میں پڑھتا تھا۔ وہاں ایک بزرگ تشریف لائے جن کی دعا اور تعویذات کا بہت ہی شہرہ اور حد سے زیادہ چرچا تھا۔ جس کو جس مقصد کے لئے تعویذ دیا تیر بہدف ثابت ہوا جو جس مقصد کے لئے تعویذ مانگتا کامیابی اُس کا قدم چومتی کامیاب ہونے کے بعد وہ نذر بھی کافی پیش کرتا ایک دن خود مجھسے فرمایا کہ تم کوئی تعویذ نہیں مانگتے میں نے کہا کہ میرے پاس نذر دینے کو روپے کہاں ہیں کہ اس کی ہمت کروں فرمایا تم سے کچھ نذر نہیں اُس کے بعد ایک نقش مجھے عطا فرمایا اور فرمایا کہ سونے کے پتر پر شرف آفتاب میں کندہ کرا کے انگوٹھی میں جڑوا کر پہنا تسخیر و اکسیر ہوگی خدا کی

Marfat.com

نشان کندہ کرنے والے بھی مل گئے اُس قدر سونے کا بھی سامان ہو گیا۔ ہاشرف آفتاب معلوم کرنے کا مسئلہ مجھے معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہٗ اس فن میں کامل ہیں چنانچہ ان کی خدمت میں عریضہ حاضر کیا۔ اور دریافت کیا کہ امسال شرف آفتاب کب ہے اور کس وقت سے اور کب تک رہے گا۔ خدا کی شان کہ جس دن یہ عریضہ وہاں پہنچا اُس کے دوسرے ہی دن شرف آفتاب تھا اور ظاہر ہے کہ اگر بواپسی ڈاک بھی اعلیٰحضرت جواب تحریر فرماتے تو بریلی سے ٹونک شرف آفتاب ختم ہو جانے کے بعد خط ملتا اس وقت مجھے جو صدمہ ہوتا ہر عقل والا اندازہ کر سکتا ہے کہ بیان سے باہر ہوتا اور ایک سال کامل پھر اس وقت کا انتظار کرنا پڑتا اعلیٰحضرت نے ایک طالب علم کی اس تکلیف و صدمہ کا خیال فرماتے ہوئے اپنے پاس سے تار پر جواب دیا کہ کل ۹ بجے سے شروع ہوگا۔ اور ایک رات دن رہے گا۔ ٹھیک وقت پہ مجھے تار مل گیا۔ اور میں وقت مقررہ پر تعویذ کندہ کرا سکا اس تعویذ کی انگوٹھی ہر وقت میرے ہاتھ میں رہتی ہے۔ جس وقت اُس انگوٹھی کو دیکھتا ہوں اعلیٰحضرت کی اس شفقت اور احسان کو یاد کرتا ہوں کہ ایک طالب علم کی ضرورت کا اُنہوں نے کس درجہ خیال کیا ورنہ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ معمولی غیر شناسا آدمی جوابی خط لکھتا تب بھی اُس کو جواب دینے کی زحمت برداشت نہیں کی جاتی نہ کہ اپنے پاس سے تار دینا اور یہ خیال کرنا کہ وقت گزر جانے کے بعد اگر جواب دیا گیا تو کس کام کا واقعی بڑوں کی بڑی بات ہے۔

**کرم وسخاوت** جناب ذکاء اللہ خاں صاحب کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا بعد مغرب اعلیٰحضرت حسب معمول پھاٹک میں تشریف لا کر سب لوگوں کو رخصت کر رہے تھے خادم کو دیکھ کر فرمایا آپ کے پاس رزائی نہیں ہے خادم خاموش ہو گیا اس وقت جو رزائی اعلیٰحضرت اوڑھے تھے خادم کو اتار کر دے دی اور فرمایا کہ اوڑھ لیجئے خادم نے بعد ادب قدم بوسی کی اور حضرت کے فرمان مبارک کی تعمیل کی اور رزائی اوڑھ لی۔

انہیں کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت نے جب رضائی مجھے عنایت فرمائی اُس کے دو تین دن کے بعد حضرت کی نئی رزائی تیار ہو کر آگئی نئی رزائی اوڑھے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ مسجد میں ایک مسافر صاحب رات کے وقت آئے اور اعلیٰحضرت سے عرض کیا میرے پاس کچھ اوڑھنے کو نہیں ہے اعلیٰحضرت نے وہی نئی رزائی اُن مسافر صاحب کو عطا فرما دی۔

Marfat.com

جنابِ سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے میرے والد علیل تھے عسرت کی حالت تھی حضور نے دس روپے مجھے عطا فرمائے اور میری طبیعت کا اندازہ کرتے ہوئے فرمایا یہ میں آپ کو نہیں دیتا ہوں بلکہ اپنے دوست کی دوا کے لئے دے رہا ہوں۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ موسم برسات میں بعض اوقات مسجد کی حاضری بحالت ترشح ہوا کرتی تھی حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے ایک چھتری خرید کر نذر کی اور اپنے ہی پاس رکھ لی کہ جب حضور کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لاتے تو حاجی صاحب چھتری لگا کر مسجد تک لے جاتے ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک حاجتمند نے چھتری کا سوال کیا حضور نے فوراً وہ چھتری حاجی صاحب سے دلوادی۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ موسم سرما میں ایک مرتبہ ننھے میاں صاحب برادر خورد اعلیٰحضرت جناب مولانا محمد رضا خانصاحب قدس سرہ نے حضور کے واسطے خاص طور پر ایک فرد تیار کرا کر پیش کی حضور کی عادت کریمہ تھی کہ ہر سال فردیں تیار کرا کے غربا کو تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اُس سال کی سب تقسیم ہو چکی تھیں کہ ایک صاحب نے درخواست کی حضور نے بلا تاخیر اپنی وہ فرد جو حضرت ننھے میاں صاحب نے تیار کرکے حاضر خدمت کی تھی اور اسی وقت اُس کو اوڑھا تھا اُتار کر اُن کو دے دی۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ علامہ شیریں زبان واعظ خوش بیان مولانا مولوی حاجی قاری شاہ عبد العلیم صاحب صدیقی قادری رضوی میرٹھی حرمین طیبین سے واپسی پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل منقبت نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھکر سنائی۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اُس سے سوا تم ہو ۔۔۔ قسیمِ جامِ عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو
غریقِ بحرِ الفت مست جامِ بادۂ وحدت ۔۔۔ محبِ خاص منظورِ حبیبِ کبریا تم ہو
جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا ۔۔۔ جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیا تم ہو
یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی ۔۔۔ ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو
حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ ۔۔۔ جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو
مزین جس سے ہے تاجِ فضیلت تاجوالوں کی ۔۔۔ وہ لعلِ پرضیا تم ہو وہ دُرِّ بے بہا تم ہو
عرب میں جاکے اِن آنکھوں نے دیکھا جس کی صولت کو ۔۔۔ عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

Marfat.com

بین سیارہ صفت گردش کناں اہل طریقت یاں ۔۔۔ یہ قطب وقت اے سرخیل جمع اولیا تم ہو
عیاں ہے شانِ صدیقی تمہاری شان تقویٰ سے ۔۔۔ کہوں اتقیٰ نہ کیونکر جبکہ خیر الاتقیا تم ہو
جلال و ہیبتِ فاروقِ اعظم آپ سے ظاہر ۔۔۔ عدو اللہ پر اک حربۂ تیغ خدا تم ہو
اشداءُ علی الکفار کے ہو سر بسر مظہر ۔۔۔ مخالف جس سے تھرّائیں وہی شیرِ وغا تم ہو
تمہیں نے جمع فرمائے نکاتِ رمزِ قرآنی ۔۔۔ یہ ورثہ پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو
خلوصِ مرتضیٰ خلقِ حسن عزمِ حسینی میں ۔۔۔ عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو
تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں ۔۔۔ امام اہلسنت نائب غوث الوریٰ تم ہو
بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے ۔۔۔ بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو
۔۔۔ سائل کا حق ٹھہرا ۔۔۔ نہیں پھرتا کوئی محروم ایسے باسخا تم ہو
حلیمِ خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا ۔۔۔ کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

جب مولانا اشعار پڑھ چکے تو حضور نے ارشاد فرمایا مولانا میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں اپنے عمامہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے جو بہت قیمتی تھا۔ فرمایا اگر اس عمامہ کو پیش کروں تو آپ اُس دیارِ پاک سے تشریف لا رہے ہیں یہ عمامہ آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں البتہ میرے کپڑوں میں سے بیش قیمت ایک جبہ ہے وہ حاضر کئے دیتا ہوں اور کاشانۂ اقدس سے سرخ کاشانی مخمل کا جبہ مبارکہ لاکر عطا فرمادیا جو ڈیڑھ سو روپے سے کسی طرح کم قیمت کا نہ ہوگا مولانا ممدوح نے سروقد کھڑے ہوکر دونوں ہاتھ پھیلا کر لے لیا آنکھوں سے لگایا لبوں سے چوما سر پر رکھا سینے سے دیر تک لگائے رہے۔

انہیں کا بیان ہے کہ کاشانہ اقدس سے کبھی کوئی سائل خالی نہ پھرتا اس کے علاوہ بیوگان کی امداد ضرورت مندوں کی حاجت روائی ناداروں کے توکلاً علی اللہ مہینے مقرر تھے اور یہ اعانت فقط مقامی ہی نہ تھی بلکہ بیرونجات میں بذریعہ منی آرڈر رقوم امداد روانہ فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک صاحب کی خدمت میں مدینہ طیبہ پچاس روپے روانہ کرنے تھے اتفاق وقت کہ حضور کے پاس اُس وقت کچھ نہ تھا حضور نے بارگاہ رسالت میں رجوع کیا کہ سرکار میں نے کچھ بندگان خدا کے مہینے حضور کے بھروسے پر اپنے ذمہ مقرر کر لئے ہیں اگر کل منی آرڈر پچاس روپیہ

Marfat.com

کارروانہ ہو جائے گا۔ تو ڈاک کے جہاز کے وقت پہنچ جائے گا۔ ورنہ تاخیر ہو جائے گی یہ رات حضور کی اسی کرب و بے چینی میں گزری علی الصباح ایک سیٹھ صاحب حاضر آستانہ ہوئے اور مبلغ اکاون روپے مولوی حسنین رضا خاں صاحب کے ذریعہ مکان میں بطور نذر حاضر خدمت کئے اس وقت حضور پر بہت رقت طاری ہوئی اور مذکورہ بالا ضرورت کا انکشاف فرمایا ارشاد ہوا یہ یقیناً سرکاری عطیہ ہے اس لئے کہ اکاون روپے ملنے کے کوئی معنی نہیں سوائے اس کے کہ پچاس بھیجنے کے لئے فیس منی آرڈر بھی تو چاہئے چنانچہ اُسی وقت منی آرڈر کا فارم بھر اگیا اور ڈاکخانہ کھلتے ہی منی آرڈر روانہ کر دیا گیا۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک ضرورت مند صاحب حاضر خدمت ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا اس وقت میرے پاس صرف ساڑھے تین آنے پیسے ہیں اور وہ بھی بعض خطوط کے جوابات کے لئے رکھے تھے اگر آپ فرمائیں تو حاضر کر دیئے جائیں حالانکہ آج کی ڈاک سے ایک منی آرڈر ڈھائی سو روپیہ کا آیا تھا اور وہ سب تقسیم کر دیئے گئے پہلے سے آپ آجاتے تو آپ کو بھی مل جاتا۔ اُن بیچارے نے آبدیدہ ہو کر نظر نیچی کر لی اور حضور نے وہ ساڑھے تین آنے اُن کے حوالہ کر دیئے یہاں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ حضور نے ڈھائی سو روپے کے آنے اور تقسیم ہو جانے کا ذکر کیوں فرمایا۔ اس خیال سے کہ عوام مخیر جانیں نام و نمود کا تو اس دربار عالی میں کوئی ذکر ہی نہ تھا حقیقتہً یہ بات تھی کہ ڈھائی سو روپے ہم خدام کے سامنے آئے تھے اسی لئے بعض لوگوں کے وسوسہ رفع کرنے کو خلاف معمول یہ بیان فرمایا اور یہ کوئی نئی بات نہ تھی بارہا دیکھا گیا کہ جس وقت کوئی رقم آئی بکوشش اپنے پاس سے خرچ کر دیا کرتے۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت اپنے پیر و مرشد اعلیٰحضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ العزیز کا عرس سراپا قدس ۱۶۔۱۷۔۱۸ ذی الحجۃ الحرام کو کرتے قل شریف کے بعد نذر کی رقم خدام وغیرہ پر تقسیم ہونا شروع ہو جاتی اور اسی وجہ سے خلف اصغر حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب مدظلہ العالی فقیر سے تعجیل مصارف عرس کا حساب تیار کرنے کی تاکید فرمایا کرتے اور خود فقیر بھی جلد تر تعمیل ارشاد کرتا مگر پھر بھی کافی رقم تقسیم ہو جایا کرتی تھی اور بالآخر دست گردان قوم کے مطالبات خود اپنے پاس سے ادا فرمایا کرتے ایک مرتبہ ایسی ہی موقع پر تقسیم کرتے ہوئے فرمایا کہ کبھی میں نے ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہیں دیا اور یہ بالکل صحیح ارشاد فرمایا کہ حضور پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوتی تھی زکوٰۃ فرض تو جب ہو کہ مقدار نصاب اُن کے پاس سال تمام تک رہے اور یہاں تو یہ حال

Marfat.com

تھا ایک طرف سے آیا دوسرے طرف گیا ؏ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ لے اس ہاتھ دے۔

جامعؒ حالات فقیر ظفرالدین قادری رضوی غفرلہٗ کہتا ہے کہ میرے قیام بریلی شریف کے زمانہ میں ایک سید صاحب تشریف لائے اور زنانہ دروازہ کے قریب جاکر آواز دی" دلواؤ سید کو" اعلیحضرت قبلہ نے اپنی آمدنی سے اخراجات دینیہ کے لئے دو سو روپے ماہوار مقرر فرمایا تھا۔ اُس مہینے کے روپے اُسی دن حضرت منجھلے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر کئے تھے جس میں عنہ کے نوٹ ۵ کے نوٹ روپے اٹھنیاں چونیاں دونیاں پیسے سب تھے۔ اُس زمانہ میں ایک روپیہ کا نوٹ نہ چلا تھا۔ نہ اُس کا رواج ہوا تھا اعلیحضرت نے سید صاحب کی آواز سنتے ہی آفس بکس کا وہ حصہ جس میں یہ رقمیں تھیں لے کر باہر تشریف لائے اور اُن سید صاحب کی خدمت میں پیش کر کے فرمایا حضور حاضر ہیں سید صاحب اُس رقم کو دیر تک دیکھتے رہے جو ایک ایک خانہ میں ایک ایک رقم علیحدہ علیحدہ رکھی ہوئی تھی اس کے بعد چونی کے خانہ میں سے ایک چونی اُٹھا لی لوہ فرمایا بس آپ لے جائیے اسی وقت اعلیحضرت نے اپنے خادم سے فرمایا جب سید صاحب کو دیکھو ایک چونی نذر کر دیا کرو اُن کو مانگنے کی ضرورت نہ پڑے حضرت حسن میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب نعتیہ شعر کہا ہے یہ اُسی کا اتباع ہے ؏

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو     جو بھیک لئے راہ گدا دیکھ رہا ہو

وہ سید صاحب بھی واقعی سید تھے اور وقت ضرورت بقدر ضرورت ہی سوال کرتے تھے ورنہ اگر وہ چاہتے تو دس بیس روپے کے نوٹ اُٹھا لیتے بلکہ اعلیحضرت نے میرے دریافت کرنے پر فرمایا اس وقت سید صاحب اگر پورے دو سو روپے لے لیتے تو مجھے اصلا عذر نہ ہوتا میں تو اسی غرض سے لایا ہی تھا میں نے وہ رقم ایک سائل کے سامنے نہیں پیش کی تھی بلکہ اولاد رسول کی خدمت میں حاضر لایا تھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

جنابؒ مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی کو جبہ عطا فرمانے پر ایک واقعہ مجھے اپنا بھی یاد آگیا جو حضور کے جود وسخا اور اس فقیر پر نظر شفقت ومہربانی کی بین دلیل ہے ۱۳۲۶ھ ملک میوات میں وہابیہ دیوبندیہ نے بہت اُدھم مچا رکھا تھا اور بیچارے سیدھے سادے میواتیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہتے تھے۔ کہ جناب مولانا صوفی رکن الدین صاحب الوری نے مولانا مولوی احمد حسین خانصاحب رامپوری مقیم درگاہ معلی اجمیر شریف اندرون حجرہ نواب رامپور کو کسی عالم مناظر

Marfat.com

کو لینے کے لئے بریلی شریف بھیجا مولوی صاحب موصوف بریلی حاضر ہوئے اور اعلیحضرت سے وہاں کے حالات عرض کیے اس وقت اعلیحضرت نے مجھے یاد فرمایا اور حکم دیا کہ ملک میوات تحصیل نواح فیروز پور جھرکا میں وہابیوں سے مناظرہ کرنا ہے آپ مولانا کے ساتھ تشریف لے جائیے اور وہابیہ کو شکست دیجیے میں نے عرض کیا تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں حضور کی دعا کی ضرورت ہے حضور کی دعا شامل حال رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہابیہ کو ضرور شکست ہوگی اس وقت اعلیحضرت مکان کے اندر تشریف لے گئے اور ایک اونی جبہ لا کر مجھے عنایت فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ مدینہ طیبہ کا ہے میں نے نے دونوں ہاتھوں سے لے کر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا اور رکھ لیا اعلیحضرت کی دعا اور اس جبہ مبارکہ کی یہ برکت ہوئی کہ وہابیہ کی طرف سے متعدد صاحبان مناظرہ کے لئے آئے تھے۔ ان میں ایک صاحب ایسے بھی تھے جو بقول خود مکہ معظمہ میں تین چار سال قیام بھی کر چکے تھے اور اسی بنا پر بڑے زور سے دعوےٰ کیا تھا کہ تقریریں سب عربی میں ہوں ادھر سے کہا گیا کہ مولانا یہ مجلس مناظرہ ہے دونوں طرف کے عوام کثرت شریک جلسہ ہوئے ہیں عربی میں فریقین کی تقریر ہونے سے یہ کیا سمجھیں گے لیکن وہ نہیں مانے اور اسی پر اصرار کیا دو تین مرتبہ فریقین کی تقریریں ہوئی تھیں کہ مولی صاحب موصوف تقریر کرتے کرتے بول اٹھے والناس فی فھندہ مولوی احمد حسین خانصاحب رامپوری نے فوراً ٹوکا مولانا یہ تو فصیح عربی نہیں ہوئی فصیح عربی والناس فی فھندہ ہے کیا ایسی ہی عربی مکہ معظمہ سے سیکھ کر آئے ہیں اس پر زبردست قہقہہ پڑا اور مولوی صاحب کھسیانے سے ہو گئے اس کے بعد بقیہ تقریریں اردو میں کیں پھر فریقین کی تقریریں عربی کی جگہ اردو ہی میں ہونے لگیں جب ابتدائی مباحث طے ہو گئے اور علمی سوالات کی نوبت آئی تو پہلے ہی سوال کے جواب میں سبھوں نے ایسی خاموشی اختیار کی کہ ایک لفظ بھی نہ بول سکے تقاضے پر تقاضے ہوتے مگر ان کا سکوت نہ ٹوٹا تین گھنٹے تک سب کے سب خاموش محض رہے آخر ثالث حکم صاحب نے کہا مولانا کچھ تو بولیے تاکہ ہم لوگوں کو کچھ کہنے کا موقع ملے اس پر بھی وہ لوگ خاموش محض رہے آخر مجبوراً ان لوگوں نے بھی اعلان کیا صاحبو آپ لوگوں کے سامنے سب ابتدائی باتیں طے ہوئیں جب علمی باتوں کی نوبت آئی مولانا ظفر الدین صاحب نے جو سوالات کئے ان کے جواب میں ان تمام علما نے سکوت محض سے کام لیا اور بالکل خاموشی میں تین گھنٹہ وقت صرف کر دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے اور یہ لوگ

Marfat.com

جواب سے قاصر ہیں ورنہ کس دن کے لئے اٹھا رکھتے ان لوگوں کا مذہب باطل اور مولوی شاہ رکن الدین صاحب و مولوی شاہ ارشاد علی صاحب مولانا مولوی ظفرالدین صاحب مولوی احمد حسین خانصاحب وغیرہ علما کا مذہب حق ہے آپ لوگ آتے وقت دو دروازے سے الگ الگ داخل ہوئے تھے اب سب لوگ متفق ہو کر اس دروازے سے مولوی ظفرالدین صاحب کے ساتھ مناظرہ گاہ سے باہر تشریف لیجائیے چنانچہ اُن چند مولویوں کے علاوہ بقیہ سب لوگ علمائے اہلسنت کے ساتھ ساتھ آئے والحمد للہ علی ذلك۔ جب بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ ہم لوگ بریلی شریف واپس ہوئے اور اعلیحضرت کو اس مناظرہ کی روداد سنائی اور اُن لوگوں کی خواہش کا اظہار کیا کہ میوات والے چاہتے ہیں کہ مناظرہ کے پورے حالات کتابی شکل میں شائع کر دیئے جائیں وہ لوگ اس کی طباعت کے مصارف برداشت کرنے کو تیار رہیں۔ اعلیحضرت نے بھی اسے پسند فرمایا اور اس رسالہ کا تاریخی نام ”کیفر نجدیہ کاچپ مناظرہ“ رکھا اور جناب مولانا حسن رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تاریخی نام ”شکست سفاہت“ رکھا چنانچہ یہ رسالہ اُسی زمانہ میں چھپکر تمام ملک میں شائع کر دیا گیا۔

جناب[12] سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ موسم بارش میں شب کے وقت جناب سید محمود جانصاحب قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ ساکن محلہ گڑھی حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں حضور جو میں مانگوں عطا فرما دیں ارشاد فرمایا سید صاحب اگر میرے امکان میں ہوا تو ضرور حاضر کر دوں گا۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے امکان میں ہے فرمایا تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے فرمایا کیا درکار ہے سید صاحب نے عرض کیا صرف ۲۲ گز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں چنانچہ صبح بازار کھلتے ہی ۲۲ گز نین کلاتھ منگوا کر سید صاحب کے نذر کر دیا۔

اُنہیں[12] کا بیان ہے جو سلسلہ سفر جبلپور میں تحریر فرمایا کہ حضرت عبدالاسلام جناب مولانا مولوی عبدالسلام صاحب مدظلہم الاقدس نے مبلغ ایک ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت ایک سفید چینی کی بڑی قاب میں بھر کر بطور نذر حضور کی خدمت میں پیش کیا جسے قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولانا یہی کیا کم تھا۔ جو آپ نے اس وقت تک صرف کیا اور حاجی کفایت اللہ صاحب سے فرمایا اسے رکھ لو اور میرے وظیفہ کی صندوقچی اٹھا لاؤ حاجی صاحب نے وہ روپے سامنے کمرہ میں رکھدیئے اور وظیفہ کی ہشت پہل صندوقچی پیش کی جس کا طول تخمیناً ایک فیٹ ہوگا۔ اور جس میں ایک طویل

Marfat.com

سفید کپڑے پر سیاہ ڈورے کے حروف تھے یہ وظیفہ حضور کو اپنے شیخ سے ملا تھا جسے بعد نماز فجر پڑھا کرتے تھے اور یہ صندوقچہ مقفل رہا کرتا تھا جس کی کنجی حضور اپنے پاس رکھتے تھے اس صندوقچی میں بجز وظیفہ کے اور کوئی چیز نہیں رہتی تھی اور نہ اس میں گنجائش تھی کہ دوسری شے رکھی جاتی اب حضور اُس صندوقچی کو اپنے سامنے رکھ کر کھولتے ہیں اور ڈھکنا بالکل نہیں کھولتے بلکہ تھوڑا سا اٹھا کر اُلٹے ہاتھ سے تھوکائے رکھتے اور سیدھا ہاتھ بار بار بغیر دیکھے اندر ڈالتے اور روپیہ نکالتے اور فرداً فرداً مولانا کے ملازمین و ملازمہ و خدام و رضاکاران وغیرہم پر نہایت فراخ دلی سے تقسیم فرماتے رہے تعجب ہوتا تھا کہ اس قدر روپے اس صندوقچہ میں کہاں سے آگئے اور اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ مولانا عبدالسلام صاحب کی بہو یعنی برہان میاں صاحب کی اہلیہ کو اور ان کی بچیوں کو طلائی زیورات بلکہ سب سے چھوٹے بچے کے لئے سلاہوا کرتہ ٹوپی اُسی صندوقچی سے برآمد ہوا حالانکہ وظیفہ کی صندوقچی اس دوران سفر میں بسا اوقات وظیفہ پڑھنے میں دیکھی گئی بجز وظیفہ کی کتاب اور کچھ نظر نہیں پڑا۔

جامع[۱۴] حالات فقیر ظفرالدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اس واقعہ کو مجھ سے مولانا حسنین رضا خاں صاحب نے اسی تعجب کے ساتھ بیان کیا تھا بلکہ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ نہ صرف مولانا عبدالسلام صاحب ہی کے اعزہ کے لئے بلکہ خاص خاص سیٹھ صاحبوں کی بچیوں کے لئے بھی کافی طلائی زیورات اعلیحضرت نے وظیفہ کی صندوقچی میں سے نکال نکال کر عطا فرمائے یہانتک کہ سیٹھ صاحبوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے اعلیحضرت کی کیا خدمت کی جو کچھ دعوت اور خاطر دارات میں صرف کیا اُس سے کہیں زائد کے زیورات اعلیحضرت نے ہم لوگوں کی بچیوں بہوؤں کے لئے عطا فرمائے مولوی حسنین رضا خاں صاحب بہت ہی حیرت اور تعجب کے ساتھ یہ کہتے تھے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ زیورات کب اعلیحضرت نے خریدے اور کب اُس صندوقچی میں رکھے اس کے علاوہ اس صندوقچی میں تو وظیفہ کی کتابوں کے سوا کچھ جگہ بھی نہ تھی اتنے زیور اس میں کہاں سے آگئے اور کیسے گنجائش ہوئی واقعی یہ واقعہ جس طرح اعلیحضرت کی سیر چشمی کی دلیل ہے جو دو ستاکا روشن برہان اُسی طرح بین کرامت کا پرزور ثبوت ہے۔

مولوی[۱۵] محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا کہ میں نے اعلیحضرت کے

Marfat.com

پاس ایک خط بھیجا جس کا جواب بڑی تاخیر سے آیا والانامہ میں مذکور کہ حضرت شاہزادہ صاحب چونکہ میرے پاس ٹکٹ کے دام نہیں تھے اسلئے غیر معمولی تاخیر ہوئی میں نے خیال کیا کہ ان دنوں مولانا صاحب کے پاس داموں کی کمی ہے لہٰذا کچھ فتوحات سے بھیجدوں میں نے سو یا دو سو (صحیح مقدار یاد نہیں) کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجدی جسے مولانا صاحب نے وصول کر لیا اور رسید بھی آگئی کچھ دنوں کے بعد اعلیٰحضرت کا منی آڈر آیا جس میں میری بھیجی ہوئی رقم بھی شامل تھی والانامہ میں مذکور تھا کہ فقیر کی عادت ہے کہ اپنے ضروریات کے مطابق تھوڑے روپے رکھ لیتے باقی زنان خانے میں بھیج دیتے آپ کے گرامی نامہ کی وصولی سے پہلے دہ روپے خرچ ہو چکے تھے اور گاؤں سے رقم آئی نہیں تھی اور میں اپنی ضروریات کے لئے کسی سے طلب نہیں کرتا ہوں حضرت شاہزادہ صاحب یہاں جو کچھ ہے وہ سب آپ ہی کے یہاں کا ہے اگر آپ مجھے کچھ دینا چاہتے ہیں تو حضرت میاں صاحب کے بیاض سے شجرہ زر کا عمل نقل کر کے بھیجدیجئے چنانچہ میں نے بیاض سے نقل کر کے بھیجدیا۔ اس کے بعد بریلی جانا ہوا اعلیٰحضرت سے ملاقات ہوئی اعلیٰحضرت نے ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ سے ایک صاحب کا والانامہ آیا کہ میری دو لڑکیوں کی شادی ہے اس کے لئے آپ امداد کیجئے میں نے خیال کیا کہ دونوں لڑکیوں کے لئے ایک ہزار کی رقم کافی ہوگی اسی مقصد کے لئے شجرہ زر کا عمل کیا عمل کا چالیسواں دن تھا کہ میں معمول سے فارغ ہو کر بیٹھا تھا کہ حامد رضا آئے اور ایک بندھا ہوا رومال دیا اور کہا کہ ایک صاحب ملنے کی خاطر آئے تھے میں نے کہا اس وقت بالاخانہ پر معمول میں مشغول ہیں دوسرے وقت تشریف لائیے گا۔ وہ صاحب یہ رومال دے کر چلے گئے ہیں میں نے جب وہ رومال کھولا اس میں ایک ہزار سے زیادہ رقم تھی خیال آیا کہ زیادہ کیوں ہے معاً ذہن میں آیا کہ مکہ معظمہ تک پہنچنے کے مصارف ہیں میں نے فوراً اس عمل کو ہٹا دیا کہ اس سے توکل میں فرق آتا ہے۔

۱۳۳۴ھ کے سردی کا موسم ہے میں ایک دن مراد پور چھینٹ دیکھنے کے لئے گیا ایک دکان پر سبز زمین پر بہترین چھینٹ نظر پڑی اور ساتھ ہی ساتھ دو سرا تھان دیکھا جو بوٹیدار چھینٹ تھی ان دونوں تھانوں کو دیکھکر یہ خیال ہوا کہ اس کپڑے کی دولائی بنوائی جائے اور یہ بیل اس میں لگائی جائے تو بہت بہتر دولائی ہو چند احباب ساتھ تھے انہوں نے بھی اس رائے کو بہت ہی پسند کیا اسی وقت میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ واقعی یہ دولائی بہت ہی نفیس اور بہتر ہوگی تو اس کے لئے مناسب

Marfat.com

ہے کہ بہتر ہی شخص کے لئے بنے اور میں نے ارادہ مصمم کر لیا کہ تیار کرا کے اعلیٰحضرت کی خدمت میں بصیغہ رجسٹری پارسل روانہ کر دوں گا۔ احباب نے کہا کہ استر کے لئے یکرنگا ہی خرید لیجئے میں نے اپنا قصد ظاہر کیا کہ اعلیٰحضرت کے لئے صندلی رنگ کا استر مناسب ہے چنانچہ گفش ململ لے کر مراد پور ہی میں صندلی رنگنے کو دے دیا۔

الغرض جیسا میں چاہتا تھا بہتر سے بہتر وہ دولائی سلکر تیار ہوئی میں نے پارسل سے اعلیٰحضرت کی خدمت میں روانہ کر دی اور اس پر حضرت حسن میاں صاحب مرحوم مغفور کا یہ مصرعہ لکھدیا ؎

سرکار میں یہ نذر محقر قبول ہو

جناب مولوی امجد رضا صاحب عرف ماموں میاں صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ جس وقت وہ پارسل بریلی پہنچا اس وقت میں بھی حاضر خدمت تھا سیل و مہر جدا کرنے کے بعد پارسل کھولا گیا اور دولائی برآمد ہوئی اعلیٰحضرت اُس کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور جتنے لوگ اُس وقت کاشانہ اقدس میں موجود تھے سب نے بہت پسند کیا اور بہت تعریف کی اور واقعی وہ دولائی ہر حیثیت سے قابل تعریف تھی اعلیٰحضرت نے سکے اصرار سے اُسے اوڑھا اور مسہری پر تشریف فرما ہوئے کہ میری زبان سے بے اختیاری میں یہ فقرہ نکلا واقعی بہت عمدہ دولائی ہے جوانوں کے لائق ہے یہ سنتے ہی اعلیٰحضرت نے وہ دولائی مجھے عطا فرمادی کہ تم اسے اوڑھو حالانکہ میں نے اس غرض سے یہ جملہ نہیں کہا تھا لیکن اعلیٰحضرت نے باصرار مجھے عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میری خوشی اسی میں ہے یہ اعلیٰحضرت کے جود و سخا کا ادنیٰ نمونہ ہے۔

**ادبی لطیفے**

اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کے جہاں دوسرے علمی کارنامے مداحصلے سے فزوں ہیں ادبی لطیفے بھی اپنی شان میں خاص جدت رکھتے ہیں اگر سب قلم بند ہو جاتے تو شائقین ادب کے لئے وہ مجموعہ ایک نایاب تحفہ ہوتا مگر جو کچھ یاد ہیں لکھے جاتے ہیں۔

کسی آریہ نے اپنے مذہب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اس کا نام "آریہ دھرم پرچار" رکھا جب وہ کتاب چھپی تو مصنف نے ایک نسخہ اعلیٰحضرت کی خدمت میں بھی ارسال کیا حضرت نے اس کتاب کو ملاحظہ فرماکر جگہ جگہ اس کا رد حاشیہ پر لکھا اور اسی طرح جلی قلم سیاہ روشنائی سے پرچار کے بعد حرف ر بڑھا دیا۔

ایک رافضی نے اپنے مذہب کی حمایت میں ایک کتاب لکھی اور عربی ادب کا اپنے جانتے اس میں بہت لحاظ کیا اور صنائع بدائع کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا اور اسی وجہ سے اُس کا نام جناس

Marfat.com

الاجناس رکھا اور ایک نسخہ اعلیٰحضرت کے پاس بھیجا حضرت نے ملاحظہ فرمانے کے بعد مجھے دیا کہ آج کی ڈاک سے یہ کتاب آئی ہے اب جو میں اُس کا نام پڑھتا ہوں تو انجاس الخناس ہے حیرت میں پڑ گیا کہ مصنف نے یہ کیا نام رکھا جب غور سے دیکھا تو جناس کے اول الف بڑھا ہوا ہے اور جناس کو ملا کر نون کا نقطہ غائب ہو گیا دوسرے لفظ سے لا کر سیاہی سے بھر دیا کہ پھول معلوم ہونے لگا۔ ج کے اوپر الف بڑھا دیا خاص انجاس الخناس ہو گیا۔

مولوی خرم علی صاحب بلہوری مشہور وہابی ہیں ان کی ایک کتاب مشہور مشرک گر ہے جس کا نام نصیحۃ المسلمین ہے لیکن باتیں وہی ہیں جو تقویت الایمان میں ہیں مطبع والے نے مصنف کا نام اس طرح ملا کر لکھا خرمعلی میں نے جس زمانہ میں حضرت کا کتب خانہ درست کرنا شروع کیا ایک کتاب دیکھی جس کا نام فضیحۃ المسلمین ہے اور مصنف کا نام خرمُعلی دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کتاب مذاق کی ہے اس لئے نام بھی ایسا ہے اور مصنف کا نام بھی ویسا ہی ہے اب جو غور کرکے دیکھتا ہوں تو نصیحۃ کے نون کو سر دے کر ف بنا دیا گیا اور صاد پر نقطہ بڑھا ہوا ہے اور اس طرح اس کتاب کے نام کو مطابق مسمی قرار دیا ہے اور مصنف کا نام کاتب نے بدا ملا لکھا خرم کی میم کو علی میں ملا کر معلی کی شکل کا لکھا اعلیٰحضرت نے اس پر اعراب لگا دیا ہے۔

تقویت الایمان مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی معروف و مشہور کتاب ہے کہ شروع سے اخیر تک شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے اُس کے ق کے دو نقطوں کو اس طرح ملا دیا کہ ایک نقطہ معلوم ہونے لگا اور بجائے تقویت الایمان تفویت الایمان اسم بامسمی ہو گیا۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین آمیز کتاب کا نام حفظ الایمان رکھا اعلیٰحضرت نے ف کو اس طرح بنا دیا کہ ب کا شوشہ معلوم ہو اور ح اور ب کا نقطہ دیکر اُس کا صحیح نام خبط الایمان کر دیا۔

جب مسئلہ اذان ثانی جمعہ میں اعلیٰحضرت نے مردہ سنت کو زندہ کیا کہ یہ اذان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بلکہ ہشام کے زمانہ تک بیرون مسجد ہوا کرتی تھی۔ اور باوجود تصریحات فقہائے کرام کہ اذان مسجد میں مکروہ ہے لوگ مسجد کے اندر خطیب کے سر پہ دینے کے عادی ہو گئے ہیں) اور خلاف شرع رسم ورواج کی اصلاح چاہی بعض علمائے اہلسنت نے

Marfat.com

ہی اس کا خلاف کیا اس میں پیش پیش جناب مولانا عبد الغفار خانصاحب رامپوری تھے کہ باوجود انعام و تفہیم اپنی ضد پر اڑے رہے جس کا مفصل حال ان رسائل سے معلوم ہو گا۔ جو اس بحث میں تحریر ہوئے اور چھپ کر ملک میں بکثرت شائع ہوئے اخیر میں مولانا عبد الغفار خانصاحب رامپوری نے انتہائی کد و کاوش سے ایک رسالہ لکھا جس کا نام رکھا حبل اللہ المتین لھدام آثار المبتدعین مگر یہ دائرہ میں اس طرح لکھا.........

حبل اللہ المتین
لھدام
آثار المبتدعین

اعلیحضرت کے پاس جب وہ رسالہ پہنچا اولین نگاہ میں فرمایا مولانا عبد الغفار خانصاحب نے اپنے رسالہ کا نام بہت عمدہ رکھا ہے لوگ شوق سے متوجہ ہوئے کہ اعلیحضرت اس کا نام کیا فرماتے ہیں اس لئے کہ رسالہ سب کے سامنے تھا جب سب لوگوں کا اشتیاق ملاحظہ فرمایا ارشاد ہوا مولانا نے اس کا نام آثار المبتدعین لھدام حبل اللہ المتین رکھا ہے اس لئے کہ جو نام دائرہ میں لکھا جاتا ہے اس کے پڑھنے کا یہی قاعدہ ہے کہ نیچے سے اوپر کو پڑھا جاتا ہے اسی لئے اس کا نام آثار المبتدعین لھدام حبل اللہ المتین ہے جب حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب نے اس رسالہ کا رد لکھا تو اُس میں ان کے رسالہ کا یہی نام تحریر فرمایا اور حاشیہ میں یہی وجہ لکھی جب رسالہ چھپ کر شائع ہوا اور جناب مولانا عبد الغفار خانصاحب کی خدمت میں بھیجا گیا تو انہوں نے نہایت سادگی کے ساتھ کہا کہ مولانا کا ظلم دیکھیے میرے رسالہ کا نام اُنہوں نے آثار المبتدعین قرار دیا اور ہم لوگوں کو مبتدع بنا دیا مخلص مولانا مقبول احمد خانصاحب دربھنگوی بہاری سابق مدرس حدیث مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی حال ناظم و صدر مدرس مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ تشریف رکھتے تھے اُنہوں نے فرمایا جناب مبتدع تو پہلے آپ ہی نے ان کو بنایا رسالہ کا نام حبل اللہ المتین لھدام آثار المبتدعین رکھا انہوں نے اس کو لوٹ دیا عطائے تو بلقائے تو ۔ رہا نام کا بدل دینا یہ خود آپ کے مطبع کی غلطی تھی۔ نام دائرہ میں لکھکر انہوں نے خود اس کا موقع دیا مولانا پر کیا الزام ہے ۔

فقیر غفرلہ کہتا ہے کہ بعض حضرات جن میں دینی تعصب نہیں وہ ان ناموں کے تبدیل سے شاید خوش نہوں گے بلکہ سمجھیں گے کہ نامناسب بات ہوئی ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ بہت ناموں

Marfat.com

کو بدل دینا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی اور خلاف واقعہ بات سے کون سی بات بڑی ہوگی خلاف واقعہ نام بالکل اس مصرعہ کا مصداق ہے ع

کار شیطان می کند نامش ولی

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے خیالات کا آئینہ ایک رسالہ لکھا اور اس کا نام رکھا سبیل الرشاد غالباً مطبع مجتبائی میں طبع ہوا تھا اعلیحضرت کی خدمت میں جب وہ رسالہ آیا اس کو ملاحظہ فرما کر ٹائیٹل پر اس کے نام کے اوپر بڑھا دیا قال فرعون ما اریکم الا ما اری وما اھدیکم الا تو سبیل بکر فرعون کا مقولہ ہوگیا جو سورۂ مومن میں ہے قال فرعون ما اریکم الا ما اری وما اھدیکم الا سبیل الرشاد فرعون بولا میں تو تمہیں وہی سوجھاتا ہوں جو میری سوجھ ہے اور تمہیں نہیں دیکھتا ہوں مگر سبیل الرشاد۔

**حاضر جوابی**

جس طرح بد مذہب عموماً اعلیحضرت کے بدگو اور مخالف تھے اسی طرح اہلسنت وجماعت اہل حق بالکلیہ حضرت کے محبت واخلاص میں ڈوبے ہوئے تھے مولانا مولوی قادر بخش صاحب سہسرامی جو ایک بہت بڑے مشہور عالم اور زبردست واعظ تھے ایک مرتبہ بسلسلہ وعظ موضع رجہت ضلع گیا تشریف لے گئے یہ بستی سادات کرام کی ہے اس بستی کے لوگ سجادہ نشینان سہسرام کے رشتہ دار ہیں اور ان کی شادیاں اس وقت تک رجہت اور پھر دکھی وغیرہ میں ہوا کرتی ہیں رجہت ہی کے رہنے والے میرے دوست مولوی سید شاہ غیاث الدین صاحب چشتی نظامی فخری رجہتی بہاری اور پھر دکھی کے رہنے والے میرے مخلص محترم مولانا مولوی سید احمد عالم صاحب قادری برکاتی رضوی صدر مدرس مدرسہ قادریہ بسرام پور شیر گھاٹی ہیں۔ یہاں کے باشندے پہلے سب کے سب سنی حنفی تھے تھوڑے دنوں سے کچھ وہابیت کا اثر ہوگیا ہے اور کچھ لوگ غیر مقلد ہوگئے ہیں ان لوگوں کی برادری کی وجہ سے سجادہ نشین صاحب سہسرام کے یہاں آمد ورفت ہے مگر اختلاف مذہب کی وجہ سے مسجد میں اعلان مذہب سے ممنوع تھے تاکہ اختلاف وخلفشار پیدا نہ ہو وہ لوگ جب آتے کمرہ ہی پر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رجہت کے سنیوں نے مولانا قادر بخش صاحب سہسرامی کو رجہت وعظ کے لیے بلایا وعظ کے بعد کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو کسی نے پوچھا کہ مولانا سنی اور وہابی کی کیا پہچان ہے ایسی بات بتائیے جس کو ہم لوگ بھی کرسکیں اور اس کے ذریعہ سنی وہابی کو پہچان سکیں کوئی بڑی علمی بات نہ ہو انہوں نے فرمایا ایسا آسان

Marfat.com

عمدہ اور کھرا قاعدہ آپ لوگوں کو بتا دیتا ہوں کہ اُس سے اچھا ملنا مشکل ہے آپ جب کسی کے بارے میں مشتبہ ہوں کہ سنی ہے یا وہابی بدمذہب تو اُس کے سامنے مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کا تذکرہ چھیڑ دیجئے اور اس کے چہرہ کو بغور دیکھیے اگر چہرہ پر بشاشت اور خوشی کے آثار دیکھیے تو یقین جانئے کہ سنی ہے اور اگر چہرہ پر پژمردگی اور کدورت دیکھئے تو سمجھئے کہ وہابی ہے اور اگر وہابی نہیں جب بھی اس میں کسی قسم کی بے دینی ضرور ہے اس زمانہ میں لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق میں یہ ضمیریں مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کی طرف پھرتی ہیں۔ اس لیے جتنے اہلسنت ہیں سب اعلیحضرت کے مداح بلکہ عاشق صادق محب مخلص ہیں اور ان سب میں بالخصوص یہ چند حضرات حضرت سیدنا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب مارہری حضرت سیدنا سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہری حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی حضرت ابو الزکاء سراج الدین شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری حضرت استاذ زمن مولانا شاہ احمد حسن صاحب کانپوری حضرت صوفی باصفا مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی حضرت مولانا شاہ محمد شفیع صاحب ناصر رامپوری سہارنپوری حضرت مولانا شاہ وصی احمد صاحب محدث سورتی حضرت مولانا سید شاہ دیدار علی صاحب الوری لاہوری جناب مولانا قاضی عبد الوحید صاحب عظیم آبادی جناب حاجی محمد لعل خانصاحب مدراسی جناب مولانا مولوی محمد رحیم بخش صاحب بانی مدرسہ فیض الغربا آروی وغیرہم خصوصیت کے ساتھ اس بارے میں قابل ذکر ہیں اور ان میں بھی اخص ترین مخلص حضرت محدث سورتی ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کہ اصول و فروع کسی ایک مسئلہ میں بھی اعلیٰ حضرت سے خلاف نہیں صاحب ورع و تقویٰ عالم باعمل حق گوئی کی یہ شان کہ ہر وقت ہر حال میں حق بات دو ٹوک اور فیصلہ کن کہنے میں اصلا پس و پیش نہ کیا اس لیے اعلیحضرت جب کبھی اون کو خط تحریر فرماتے آداب و القاب اس طرح لکھتے الاسد الاسد والاشد الارشد کنز الکرامۃ جبل الاستقامۃ ان کو اعلیحضرت سے نہ صرف محبت بلکہ عشق تھا اسی لئے شاید ہی کوئی مہینہ ایسا ہوتا کہ پیلی بھیت سے بریلی تشریف لاکر اعلیحضرت سے ملاقات نہ کرتے ہوں ان دونوں علم و عمل دین و دیانت رشد و ہدایت کے شمس و قمر کے ملنے کا منظر بھی قابل دید ہوتا تھا۔ پیلی بھیت سے اکثر محدث

Marfat.com

سورتی صاحب صبح کی گاڑی سے تشریف لاتے کر دن بھر قیام کر کے شام کے وقت واپس ہو جائیں گے اس کو اعلحضرت کی کرامت کہیے یا حضرت محدث صاحب کا جذب محبت اکثر ایسا ہی اتفاق ہوتا کہ جس وقت حضرت محدث صاحب تشریف لاتے کسی نہ کسی ضرورت سے اعلیحضرت باہر ہی تشریف رکھتے اور آتے ہی ملاقات ہو جاتی اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت باہر نہیں ہوتے تو اطلاع ہونے پر باہر تشریف لے آتے جس وقت ان دونوں کی نظریں دو چار ہوتیں پہلے مصافحہ پھر معانقہ فرماتے اس کے بعد ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے پھر دونوں حضرات سائبان میں قالین پر تشریف رکھتے پھر ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرنے کے بعد علمی باتیں شروع ہوتیں افسوس کہ اس وقت ان کے ضبط کا خیال نہ ہوا ورنہ خدا جانے کیسے گرانمایہ مضامین اکٹھا ہو جاتے جس کی قدر علما کرتے عوام اُس سے بے شمار فائدے اُٹھاتے۔

ایک مرتبہ کسی ضروری فتویٰ کے لیے تشریف لائے اعلحضرت کی عادت کریمہ تھی کہ تصنیف تالیف تحریر مضامین جواب استفتا وغیرہ زنانہ مکان میں تحریر فرماتے حضرت محدث سورتی صاحب ہی کی خصوصیت تھی کہ اُن کے تشریف آوری کے وقت زمانہ قیام تک حضرت بھی باہر ہی تشریف رکھتے اور جو کچھ تحریر فرمانا ہوتا باہر ہی تحریر فرماتے چنانچہ اس استفتاء کا جواب باہر ہی بیٹھے لکھ رہے تھے کہ حقہ بھرنے کو خادم گیا اس وقت حضرت نے لکھنا چھوڑ دیا عادت کریمہ تھی۔ کہ جب تک لکھتے یا کتاب دیکھتے چشمہ لگائے رہتے جب لکھنا موقوف فرماتے عینک کو پیشانی کے اوپر چڑھا لیتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلحضرت کی نگاہ شورٹ سائٹ تھی یعنی دور کی نگاہ اچھی نزدیک کی کمزور تھی جیسا کہ عام طور پر بوڑھے لوگوں کی نگاہ ہوا کرتی ہے اسی لیے لکھنے پڑھنے کے وقت چشمہ لگا لیا کرتے اور فارغ وقتوں میں وہ چشمہ خارج ہو جاتا اوپر چڑھا لیا کرتے تھے اسی عادت کی وجہ سے ایک مرتبہ بہت وقت ہوئی چشمہ حضرت نے پیشانی پر چڑھا لیا تھا کچھ دیر تک لوگوں سے باتوں میں مشغول رہے اس کے بعد کچھ لکھنا چاہا تو ذہن سے یہ بات اُتر گئی کہ چشمہ اوپر چڑھا لیا ہے چشمہ کی تلاش شروع کی . . . . . . . . .

مگر چشمہ نہ ملا۔ . . . . . . . اتنے ہی میں اتفاقیہ منہ پر ہاتھ پھیرا تو چشمہ پیشانی پر سے ڈھلک کر آنکھوں پر آ رہا غرض چشمہ پیشانی پر چڑھا کر حضرت

Marfat.com

فتویٰ اسی وقت تحریر فرما دیا مگر پہلی بیعت جانے کی اجازت نہ دی حضرت محدث صاحب اور اعلیٰحضرت کے تعلقات کو دیکھ کر ایک بار حضرت محدث صاحب کے آخری تلمیذ مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی نے پوچھا کہ آپ کے شرف بیعت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی سے حاصل ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا شوق جو اعلیٰحضرت سے ہے وہ کسی سے نہیں۔ اعلیٰحضرت کی یاد ان کا تذکرہ، ان کے فضل و کمال کا خطبہ، آپ کی زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے اس کی کیا وجہ ہے! تو فرمایا کہ سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحٰق محشی بخاری سے پائی اور وہ بیعت نہیں ہے جو گنج مراد آباد میں نصیب ہوئی بلکہ وہ ایمان جو مدار نجات ہے میں نے صرف اعلیٰحضرت سے پایا اور میرے سینہ میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کا بسانیوالا اعلیٰحضرت ہیں اسی لئے ان کے تذکرہ سے میری روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے اور ان کے ایک ایک کلمہ کو اپنے لئے مشعل ہدایت جانتا ہوں۔ پہلی بھیت میں ایک دعوت میں حضرت محدث صاحب اور اعلیٰحضرت تشریف فرما تھے دسترخوان بچھانے سے پیشتر میزبان نے آفتابہ و طشت لیا کہ ہاتھ دھلایا جائے حضرت محدث صاحب نے عام عرفی دستور کے مطابق میزبان کو اشارہ کیا کہ اعلیٰحضرت کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اعلیٰحضرت نے برجستہ فرمایا کہ آپ محدث ہیں اور اعلم بالسنۃ ہیں آپ کا یہ فیصلہ بالکل حق اور آپ کی شان کے لائق ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اگر ایک مجمع مہمانوں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے اور آخر میں بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے تاکہ بزرگ کو ہاتھ دھولے کے بعد دوسروں کے ہاتھ دھونے کا انتظار نہ کرنا پڑے اور کھانا ختم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے میں شروع میں ابتدا کرتا ہوں لیکن کھا چکنے کے بعد آپ کو ابتدا کرنی ہوگی مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی کا بیان ہے کہ اس دسترخوان پر میں بھی حاضر تھا۔ اعلیٰحضرت کے ارشاد پر حضرت محدث صاحب کا ہاتھ بڑھا کر طشت کو اپنی طرف کھینچا کہ سب سے پہلے میرے ہاتھ دھلائیں جائیں اور اعلیٰحضرت کا مسکراتے ہوئے چہرے سے فرمانا کہ اپنے فیصلہ کے خلاف عملدرآمد آپ کے شان کے خلاف ہے یہ دلچسپ اور خوشگوار نقشہ جب آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو مجھے بھی اس کا لطف تازہ ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ بریلی شریف میں محفل اقدس میں ایک مجہول شخص آیا اور ایک کتاب سامنے رکھی جس کا نام تھا آریہ دھرم پرچار اعلیٰحضرت نے اسی وقت قلم اٹھا کر لفظ چار کے بعد لفظ حرف لکھدیا تو اب نام یہ ہوا کہ آریہ دھرم پر چار حرف اور لانیوالے صاحب کو دیدیا اس نوری ذکاوت سے ساری محفل لطف اندوز ہوئی۔

ایک مرتبہ دیوبند سے ایک رسالہ کسی نے بھیجا اس کا نام تھا القاسم اعلیٰحضرت نے قلم سے وہیں لکھدیا "محرم" یہ قصہ شہر میں مشہور ہوا تو ایک بہت بڑے وہابی نے بڑے تاسف کے ساتھ کہا کہ رسالہ کا یہ نام کیوں رکھا گیا اور رکھا گیا تھا۔ تو اعلیٰحضرت تک کیوں پہنچایا گیا۔ مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی کا بیان ہے کہ جب دارالافتا میں کام

Marfat.com

کرنے کے سلسلہ میں میرا بریلی شریف میں قیام تھا ان دنوں ایسے واقعات سامنے آتے تھے کہ اعلیحضرت کی حاضر جوابی سے لوگ حیران ہو جاتے ان حاضر جوابیوں میں حیرت میں ڈالدینے والے واقعات وہ علمی حاضر جوابی تھی جس کی مثال سنی بھی نہیں گئی مثلاً استفتاء آیا دارالافتاء میں کام کرنیوالوں نے پڑھا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ نئے قسم کا حادثہ دریافت کیا گیا اور جواب جزئیہ کی شکل میں نہ مل سکیگا۔ فقہاء کرام کے اصول عامہ سے استنباط کرنا پڑے گا۔ اعلیحضرت کی خدمت میں حاضر ہے عرض کیا عجیب نئے قسم کے سوالات آرہے ہیں اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں فرمایا یہ تو بڑا پرانا سوال ہے ابن ہمام نے فتح القدیر کے فلاں صفحہ میں ابن عابدین نے ردالمحتار کی فلاں جلد اور فلاں صفحہ پر فتاویٰ ہندیہ میں خیریہ میں یہ یہ عبارت صاف صاف موجود ہے اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ، سطر اور بتائی ہوئی عبارت میں ایک نقطہ کا فرق نہیں اس خداداد فضل وکمال نے علماء کو ہمیشہ حیرت میں رکھا۔

ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا چونکہ اعلیحضرت کی رائے میں مولانا سید محمد صاحب نے فن حساب کی تکمیل باضابطہ کی تھی اور آسانی کا حساب بالکل آسانی سے کرتے تھے لہذا یہ مناسخہ انھیں کے سپرد کیا گیا مولانا سید محمد صاحب کا بیان ہے کہ ان کا سارا دن اسی مناسخہ کے حل کرنے میں لگ گیا شام کو اعلیحضرت کی عادت کریمہ کے مطابق جب بعد نماز عصر پھاٹک میں نشست ہوئی اور فتاویٰ پیش کئے جانے لگے تو میں نے بھی اپنا قلم بند کیا ہوا جواب اس امید کیساتھ پیش کیا کہ آج اعلیحضرت کی داد لوں گا پہلے استفتا سنایا۔ فلاں مرا اور اتنے وارث چھوڑے اور پھر فلاں مرا اور اتنے چھوڑے غرض پندرہ موت واقع ہونیکے بعد زندوں پر ان کے حق شرعی کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا تھا مرنیوالے تو پندرہ تھے مگر زندہ وارث کی تعداد پچاس سے اوپر تھی استفتا ختم ہوا کہ اعلیحضرت نے فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا حصہ دیا اس وقت کا میرا حال دنیا کی کوئی لغت ظاہر نہیں کرسکتی۔ علوم اور معارف کی یہ غیر معمولی حاضر جوابیاں جس کی کوئی مثال سننے میں نہیں آئی۔

**اخلاق کریمہ** میں نے علمائے کرام ومشائخ عظام کی جہاں تک زیارت کی اور معززین دنیادار دل کو دیکھا اکثر ایسا ہی پایا کہ ان کی تعریف کیجئے تو بہت خوش اور جہاں کسی بات پہ اعتراض کیا اس درجہ خفا ہوئے کہ اس کی صورت بھی دیکھنی نہیں چاہتے ان میں سب سے اول نمبر جسے مستثنیٰ دیکھا وہ ذات گرامی صفات اعلیحضرت امام اہلسنت کی تھی اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کے سب کام محض اللہ تعالیٰ کے لیے تھے نہ کسی کی تعریف سے مطلب نہ کسی کی ملامت کا خوف تھا حدیث شریف من احب اللہ والبغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان کے مصداق تھے آپ کسی سے محبت کرتے تو اللہ ہی کے لیے مخالفت کرتے تو اللہ ہی کے لیے کسی کو جو کچھ دیتے تو اللہ ہی کے لئے اور کسی کو منع کرتے تو اللہ ہی کے لیے جیسا خود ایک رباعی

Marfat.com

میں فرماتے ہیں۔

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن　　نہ مرا ہوش بمدحے نہ مرا گوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد در وے　　جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

مجدد دین وملت اعلیحضرت کا ہمیشہ معمول تھا کہ تصنیف وتالیف کتب بینی اور اوراد واشغال کے خیال سے خلوت میں تشریف رکھتے پانچوں نمازوں کے وقت مسجد میں تشریف لاتے اور ہمیشہ نماز باجماعت ادا فرمایا کرتے اکثر مکان ہی سے وضو کر کے تشریف لاتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مسجد میں آکر مٹی کے لوٹے سے اُتر طرف کی فصیل پر بیٹھکر وضو فرماتے مسجد کے لوٹے عموماً متوسط درجہ کے ہوا کرتے ہیں اور اعلیحضرت وضو وغسل میں بہت احتیاط فرمایا کرتے خاص طور پر خیال کر کے پلک اُس کا سرا تک خاص کر کے خیال فرما کے تر کیا کرتے اور وہ بھی اس طرح کہ ہر جگہ سے سیلان آب ہو جاتے اسی لئے عموماً دو لوٹے پانی رکھا جاتا اور اگر کثرت مصلیوں کی وجہ سے لوٹے فارغ نہ ہوتے تو ایک لوٹے پانی سے وضو شروع فرماتے جب تک کوئی لوٹا خالی ہوتا پھر اس میں پانی لا کر وضو کے بعد سنت و نوافل قبلیہ مسجد ہی میں پڑھتے۔ وقت جماعت ہو جانے پر فرض نماز باجماعت پڑھنے کے بعد سنت بعدیہ مسجد ہی میں ادا کر کے مکان تشریف لے جایا کرتے سوائے عصر کے اس لیے کہ عصر کی نماز پڑھکر پھاٹک میں چارپائی پر تشریف رکھتے اور چاروں طرف کرسیاں رکھدی جاتیں زائرین تشریف لاتے کرسیوں پر بیٹھتے جب کرسیاں باوجود کثرت تعداد ناکافی ہوتیں تو چند بنچ و تخت سائبان میں رہتے وہ صحن مکان میں کھینچ لیے جاتے لقیہ لوگ اس پر بیٹھتے زائرین حاجتیں پیش کرتے اُن کی حاجتیں پوری کی جاتیں حقہ پان سے ہر ایک کی تواضع کی جاتی پان کا طریقہ اعلیحضرت کے یہاں ہم لوگوں کے پوربی طریقہ کے بالکل خلاف تھا یہاں کھلی لگانے کا دستور ہے اور وہاں پان پر نصف میں چونا اور دوسرے نصف میں کتھا لگاتے ہیں اور پھر اُسے موڑ دیتے ہیں کہ چونا اور کتھا علیحدہ علیحدہ رہتا ہے۔ چھالیا الگ تر شی ہوئی رہتی ہے۔ ہر ایک شخص ایک ایک پان اور چھالیا حسب خواہش لے لیا کرتا اعلیحضرت زردہ نہیں استعمال فرماتے تھے اسی لیے پان کی تھالی میں زردہ نہیں رکھا جاتا حقہ عام طور پر لوگ بپاس ادب اعلیحضرت کے

Marfat.com

سامنے نہیں پیا کرتے تھے البتہ بعض بوڑھے یا سادات کرام حضرت کے سامنے بھی حقہ نوش کرتے ان کے سامنے حقہ بڑھا دیا جایا کرتا تھا۔ اعلیٰحضرت کو خطوط کے جواب کا بہت اہتمام تھا اس خیال سے کہ خطوط ضائع نہ ہوں حاجی کفایت اللہ صاحب ساکن محلہ بہاری پور خادم خاص اعلیٰحضرت نے (جو حضرت کے بہت ہی جان نثار خادم اور سفر وحضر کبھی اعلیٰحضرت کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے اور اب بعد وصال بھی مزار شریف پر برابر حاضر باش محض محبت شیخ میں ان کی دلی تمنا ہے کہ بعد موت بھی اعلیٰحضرت کے قدموں ہی میں رہیں اور اسی لئے صاحبزادگان والا شان و دیگر مخصوصین و محبین و خلفاء و مریدین اعلیٰحضرت سے اس قسم کی تحریرات حاصل کی ہیں جن کو ایک کتاب کی شکل میں شائع بھی کر دیا ہے۔) ایک خوبصورت بکس ٹین کا بنوا کر رنگ کرا دیوار کر دیا تھا جس میں ڈاکیہ خطوط پیکٹ وغیرہ ڈال دیا کرتا تھا۔ اور اس میں برابر تالا لگا رہتا کہ کوئی ان خطوط کو نکال نہ لے کنجی اس کی اعلیٰحضرت کے پاس رہتی عصر کی نماز پڑھ کر جب باہر آکر تشریف رکھتے تو کنجی مجھے عنایت فرماتے بکس کھول کر اس روز کی ڈاک سب لاکر حاضر کر دیتا اور ایک ایک خط پڑھنا شروع کرتا اگر خط تصوف کے متعلق ہوتا اعلیٰحضرت خود رکھ لیتے اور اس کا جواب بنفس نفیس خود تحریر فرماتے تعویذات کے متعلق ہوتا تو میرے یا حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب کے حوالہ کیا جاتا استفتا ہوتا تو حسب مراتب مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری راقم الحروف جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی مولوی حکیم سید عزیز غوث صاحب حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علیصاحب کے حوالہ فرماتے بہت پیچیدہ اور اہم ہوتا خود اعلیٰحضرت ہی جواب تحریر فرماتے فرائض کا مسئلہ زیادہ تر حضرت مولانا مولوی محمد رضا خانصاحب عرف ننھے میاں برادر اصغر اعلیٰحضرت کے حوالہ ہوتا مدرسہ کے متعلق جو خط ہوتا حضرت حجۃ الاسلام کے پاس بھجوایا جاتا مطبع کے متعلق خطوط بھی میرے حوالہ کیے جاتے غرض تعویذات و استفتا حسب حصہ رسدی اور مطبع کا سب کام میرے ذمہ تھا۔ ان سب قسموں کے علاوہ بعض مہذب حضرات نے گالی نامہ بھی بھیجے یہ ان حضرات کے فرزندان مدعی دعویٰ ہیں جنھوں نے باتباع شیطان رجیم اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرکے اپنا دین ایمان بگاڑا اور اپنے کو دائرہ اسلام سے الگ حدود

مسلمین سے جدا کر لیا ہے اون کے متعلق جب حکم شرعی خدا و رسول کا اعلیحضرت نے ظاہر فرمایا اور تقریراً و تحریراً اس کا اعلان کیا بات حق تھی انکار کرتے نہ بنی نہ کچھ جواب ہی ہو سکا سوائے سکوت چارہ کار نہ تھا اذناب ذریات نے اگرچہ بعد کو اس زخم کے اندمال کی کوشش کی مگر جو بات اُن کے بزرگوں سے نہ بن سکی اذناب اوسے کیا بناتے آخر اسی غم میں مار دم بریدہ کی طرح پیچ و تاب کھاتے دل ہی دل میں جلتے قل موتوا بغیظکم جب غصہ تاب سے باہر ہو جاتا ایک دو گالی نامہ لکھکر حضرت کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیجدیا کرتے اور سمجھتے کہ بہت بڑا کار نمایاں کیا غرض اسی قسم کا ایک خط گالیوں سے بھرا ہوا کسی صاحب کا آیا میں نے چند سطریں پڑھکر اوس کو علیحدہ رکھدیا اور عرض کیا کہ کسی وہابی نے اپنی شرارت کا ثبوت دیا ہے ایک مرید صاحب نے جو نئے نئے حلقہ ارادت میں آئے تھے اوس خط کو اوٹھا لیا اور پڑھنے لگے اتفاق وقت کہ بھیجنے والے کا جو نام اور پتہ لکھا واقعی یا فرضی وہ اون صاحب کے اطراف کے تھے اس لیے ان کو اور بھی بہت زیادہ رنج ہوا۔ اس وقت تو خاموش رہے لیکن جب اعلیحضرت مغرب کی نماز کے بعد مکان تشریف لے جانے لگے حضرت کو روک کر کہا اس وقت جو خط میں نے پڑھا جسے مولانا ظفر الدین صاحب نے ذرا سا پڑھکر چھوڑ دیا تھا کسی بدتمیز نے نہایت ہی کمینہ پن کو راہ دی ہے۔ اُس میں گالیاں لکھکر بھیجی ہیں۔ میری رائے ہے کہ اون پر مقدمہ کیا جائے ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزا دلوائی جائے تاکہ دوسروں کے لیے ذریعہ عبرت و نصیحت ہو ورنہ دوسروں کو بھی ایسی جرأت ہوگی اعلیحضرت نے فرمایا کہ تشریف رکھیے اندر تشریف لے گئے اور دس پندرہ خطوط دست مبارک میں لیے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کو پڑھیے ہم لوگ متحیر تھے کہ کس قسم کے خطوط ہیں خیال ہوا کہ شاید اسی قسم کے گالی نامے ہوں گے جن کے پڑھوانے سے یہ مقصود ہوگا۔ کہ اس قسم کے خطوط کوئی نئی بات نہیں بلکہ زمانہ سے آرہے ہیں۔ میں اس کا عادی ہوں لیکن خط پڑھتے جاتے تھے اور اون صاحب کا چہرہ خوشی سے دمکتا جاتا تھا آخر جب سب خط پڑھ چکے تو اعلیحضرت نے فرمایا پہلے ان تعریف کرنے والوں بلکہ تعریف کا پل باندھنے والوں کو انعام اکرام جاگیر و عطیات سے مالا مال کر دیجیے پھر گالی دینے والوں کو سزا دلوانے کی فکر کیجیے گا۔

Marfat.com

اُنہوں نے اپنی مجبوری و معذوری ظاہر کی اور کہا جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان سب کو اتنا انعام و اکرام دیا جائے کہ نہ صرف ان کو بلکہ ان کے پشتہا پشت کو کافی ہو مگر میری وسعت سے باہر ہے فرمایا جب آپ مخلص کو نفع نہیں پہنچا سکتے تو مخالف کو نقصان بھی نہ پہنچایئے کل امرئ بما کسب رھین ○ فقیر ظفر الدین قادری رضوی عفرلہ عرض کرتا ہے کہ ایک زمانہ میں میرا خیال تھا کہ اس قسم کے گالی نامے جاہل عوام بدتمیز لوگ لکھا کرتے ہیں کیونکہ بیچارے علم سے کورے ہیں جب سنتے ہیں کہ ہمارے پیر کا فلاں شخص نے رد کیا ہے اون کے رسائل و مسائل کا جواب لکھا ہے تو ہوش میں نہیں رہتے جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں چونکہ علمی سرمایہ سے بے بہرہ ہیں اس لیے وہ نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں کہ بات کیا ہے کون حق پر ہے کس کی زیادتی ہے اون کے پاس علمی سرمایہ تو ہے نہیں جو علمی باتوں کا جواب دے سکیں اس لیے بیچارے جو پونجی رکھتے ہیں وہی پیش کرتے ہیں اور گالیوں میں ماں بہن کی مغلظات تک دینے سے باز نہیں آتے لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا انتقال ہوا اور اون کے معتقد خاص مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے ایک کتاب دو حصوں میں بنام تذکرۃ الرشید چھاپی اس کتاب میں کیا ہونا چاہیے موضوع کتاب تو نام ہی سے ظاہر ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حالات اس کتاب میں ہوں گے مگر ہے کیا۔ مولوی صاحب کے حالات تو چند ورقوں سے زائد نہیں لیکن ان کے دادا پیر اپنے ہمخیال لوگوں کی خوبیوں کا طومار اور علماء اہلسنت و جماعت پر طعن و تشنیع کی بوچھار ہے اور خصوصاً سنی حضرات میں جنھوں نے تقریراً یا تحریراً گنگوہی صاحب کا رد کیا ہے اور حق کی حمایت کی ہے اون کی توہین و تذلیل میں تو کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا جھوٹے جھوٹے واقعات اور قصے گڑھ کر سنیوں کی دل آزاری کی اور اپنے اوصاف باطنی کا جلوہ دکھایا ہے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ یہ گالی نامے جاہلوں کے کام نہ تھے بلکہ اس حمام میں سب ننگے کا مضمون ہے اُن کے یہاں کے پڑھے لکھے عوام کے کان کترتے ہیں ۔

(۱) تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص۱۰۳ پر محض جھوٹا واقعہ گڑھا اور گنگوہی صاحب کے اخلاق میں شمار کیا جس کو میں انہیں کے لفظوں میں لکھتا ہوں تاکہ لوگ ان کی دیانت اور صداقت کو پرکھیں کہ اس میں کیسے کورے ہیں دشمن کے لیے بھی آپ نے کبھی بددعا نہیں

Marfat.com

کی اور اگر منجانب اللہ آپ کا دشمن کسی آفت سماوی میں مبتلا ہوا تو اس کو سن کر کبھی آپ خوش نہیں ہوئے بدگوئی و خرافات نویسی کی جتنی ایذائیں آپ کو مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی سے پہنچیں شاید اتنی نہ دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہوں اور نہ دوسرے سے حضرت امام ربانی کو پہنچی ہوں مگر واللہ العظیم کہ حضرت کی زبان سے عمر بھر میں کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں جس زمانہ میں مولوی احمد رضا خانصاحب کو مرض جذام لاحق ہوا اور خون میں فساد آیا تو بعض لوگوں کو مسرت ہوئی کہ سب وشتم کا ثمرہ دنیا ہی میں ظاہر ہوا مگر جس وقت کسی شخص نے حضرت سے عرض کیا کہ بریلوی مولوی کوڑھی ہو گئے تو حضرت گھبرا اٹھے اور یہ الفاظ فرمائے کہ میاں کسی کی مصیبت پر خوش نہ ہونا چاہئے خدا جانے اپنی تقدیر میں کیا لکھا ہے" اس مضمون کو اگر شعر میں مولوی عاشق الٰہی صاحب کی شاعری سمجھی جائے تو اس کی حقیقت خود ظاہر آشکارا ہے عوام بد دعا کے موقع پر بولا کرتے ہیں خدا کرے اندھا ہو جائے خدا کرے کوڑھی ہو جائے مذاق کا بھی فقرہ مشہور ہے اللہ نے ملائی جوڑی ایک اندھا ایک کوڑھی شاید اسی بنا پر جب اللہ تعالےٰ نے مولوی رشید احمد صاحب کو اندھا بنا دیا تو ہوا خواہوں خصوصاً مولوی عاشق الٰہی صاحب جیسے جاں نثاروں نے اعلیحضرت کے متعلق جذامی کا افترا کیا۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ بڑے سے بڑی ایذا اگر ہو سکتی ہے۔ تو مولوی صاحب کے الفاظ کفریہ توہین رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و تکذیب خداوند جل وعلا پر کفر کا فتویٰ جو اعلیحضرت نے کتاب مستطاب المعتقد المنتقد کے حاشیہ المعتمد المستند میں تحریر فرمایا جو ۱۳۲۰ھ کی تصنیف ہے اور ۱۳۲۱ھ میں چھپ کر شائع ہوا اس کے بعد مولوی گنگوہی صاحب دو برس سے کم ہی پہنچے جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ میں انتقال ہی کر گئے ۱۳۲۱ھ سے ۱۳۲۲ھ تک میں خود بریلی شریف حاضر رہا اور بحلف لائے زال تقسیم شرعی کہتا ہوں کہ میں نے اعلیحضرت کو بالکل صحیح تندرست دیکھا جذام کا کوئی شائبہ نہ تھا یہ بہتانیوں کا بڑا بہتان ہے اس کا جواب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے میں پڑھوں لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ اور تذکرۃ الرشید کے مصنف صاحب کہیں پیش بادھر اس فتوائے تکفیر کے متعلق یہ لکھنا کہ "شاید اتنی نہ دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہو"

Marfat.com

یہ بھی جھوٹ اور بالکل غلط ہے خود اسی کتاب میں اُدسی ؔ نہ دوسرے منکرین ضروریات دین کی بھی تکفیر ہے اس لیے کہ گنگوہی صاحب سے نہ کبھی کی عداوت نہ زر زمین زن کا قصہ کہ اس عداوت کی وجہ سے تکفیر کی گئی بلکہ یہ تو وعدہ الٰہیہ و عہد ربانی واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ کی تعمیل و تکمیل ہے جب انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور اللہ جل جلالہ کی تکذیب کی تو ان کی تکفیر کی گئی پھر دوسرے منکرین ضروریات دین کی پاسداری کیوں کی جاتی نیز دوسرا فقرہ بھی بالکل غلط ہے "نہ دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں" یہ بھی بالکل خلاف واقع ہے کیا مولوی عاشق الٰہی صاحب کو یاد نہیں کہ وقوع کذب باری تعالیٰ ماننے پر اعلیحضرت سے بہت پہلے جناب مولانا نذیر احمد خانصاحب رامپوری ثم احمد آبادی نے کفر کا فتویٰ دیا جو ۱۳۰۹ھ میں مطبع خیر المطابع میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا نیز اعلیحضرت کے فتوی کی تصدیق بے شمار علماء حرمین شریفین و اہل ہند نے فرمائی سب مسئلہ کفر میں اعلیحضرت کے ہم خیال ہیں تو یہ لکھنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے "نہ دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں" پھر یہ جملہ بھی کس قدر بھولے پن کا ہے کہ عمر بھر کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے معلوم ہو کہ حضرت اون کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اولاً کیا مولوی صاحب یوم ولادت یا یوم تکلم سے مرتے دم تک گنگوہی صاحب کے ساتھ رہے جو سننے کی نفی سے واقعہ کا انکار کرتے ہیں ثانیاً ایسا بھی سہی کہ آپ نے عمر بھر نہ سنا اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ انہوں نے کبھی نہ کہا تھا ثالثاً یہ بھی مان لیا کہ انہوں نے عمر بھر نہ کہا تو اس میں دشمن سمجھنے کی کیا بات ہے۔ نہ اعلیحضرت مولوی رشید احمد صاحب کو اپنا دشمن جانتے تھے نہ گنگوہی صاحب اعلیحضرت کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ یہ اختلافات مذہبی تھے جو خیالات و اعتقادات اعلیحضرت کے تھے گنگوہی صاحب کی نزدیک بدعت یا کفر و شرک تھے اس پر وہ بے محابا کفر و شرک کے فتوی دیتے تھے یہ اپنی اپنی تحقیق تھی اس میں دشمنی و عداوت کی کیا بات تھی جو آپ نے نہیں سنا یا گنگوہی صاحب نے کمال کیا کہ دشمن نہ جانا تو بہت تیر مارا نیز اوس کذاب مفتری کے اس صریح جھوٹ سے گھبرا اوٹھنا بھی عجیب سادگی اور انکی بزرگی و کرامت کا اظہار ہے مگر درحقیقت کرامت کا صفایا ہے جس طرح کرامت میں گڑھا تو یہ کہ موت تک کی خبر آپکو معلوم تھی کہ کہدیا کہ تم نہیں مرو گے اور مرو گے تو میرے بعد مرو گے اور واقعہ یہ تھا کہ پاس کی چیز بھی نہیں سوجھائی دیتی تھی کہ لوٹا ہے یا دوگالدان اور فلاں

Marfat.com

شخص صحیح ہے یا مریض اگر کچھ بھی کشف و کرامت ہوتی تو فوراً کہتا تھا کیوں جھوٹ بول کر اپنی عاقبت لگاڑتے ہو خدا کی لعنت کے حقدار بنتے ہو۔ کب انھیں جذام ہوا وہ تو ہٹے کٹے بریلی میں ڈٹے ہوئے ہیں مگر ہے یہ کہ ع

پیراں نمی پرند مریدان می پرانند    پیر من خس است اعتقاد من بس است

تو جھوٹی باتیں گڑھنی ہی ہوں گی۔

(۲) دوسرا واقعہ حضرت شیر بیشہ سنت سیف اللہ المسلول مولانا ہدایت الرسول صاحب قادری برکاتی نوری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا گڑھا اور ان پر اتہام لگایا بہتان اُٹھایا ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۸۳ "ایک دن آپ ڈاک میں آئے ہوئے خطوط سننے بیٹھے سب سے پہلا خط جو پڑھا گیا بمبئی سے آیا ہوا کارڈ تھا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ مولوی ہدایت الرسول کو ایک منکوحہ عورت سے نکاح کرنے کے جرم میں عدالت سے سزائے قید کا حکم سنایا گیا۔ بعض سامعین کو تو مسرت ہوئی کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے مگر آپ کی زبان سے بیساختہ نکلا انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ یہ واقعہ بھی بالکل جھوٹ اور سر سے پاتک افترا و بہتان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت شیر بیشہ سنت کو محض حق گوئی اور گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف بولنے کی وجہ سے ضرور سزائے قید ہوئی۔ مگر کسی شوہر دار عورت سے نکاح کرنے کے الزام میں ہرگز انھیں سزا نہ ہوئی یہ بے سر و پا بالکل جھوٹ بہتان محض ہے۔ جس کی علت وہی ہے کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے۔ تو جو حضرت کا مخالف ہو امور د الزام بنا۔

(۳) حضرت سید الفحول عاشق رسول مولانا فضل رسول صاحب بدایونی قدس سرہ نے حق کی حمایت میں تقریر و تحریر کا پورا زور صرف فرمایا اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کا ناطقہ بند کر دیا اسی وجہ سے ان کے متعلق بھی ایک مضحکہ خیز قصہ گڑھا اور اس پر اپنی علمی قابلیت سے حاشیہ بھی چڑھایا حالانکہ یہ سب مولوی عاشق الٰہی صاحب کی بے علمی و کم فہمی ہے۔ اگر انہوں نے ایسا وعظ کہا تو ٹھیک کہا اور بالکل درست فرمایا ان کی تجہیل میرٹھی صاحب کی نادانی و حماقت ہے ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۳۶ مولوی گنگوہی صاحب کی طالب علمی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ طالب علمی کے زمانہ میں مولوی فضل رسول صاحب نے

Marfat.com

آئے اون کے وعظ میں ہم بھی گئے وہ بیان کر رہے تھے "لوگ بزرگوں کے نام کے جانوروں کو حرام کہتے ہیں بھلا اس فعل سے اس جانور کی جنس یا فصل کونسی چیز بدل گئی جس کی وجہ سے اس کی ماہیت میں فرق آ گیا اور سفر جب بغیر اللہ کے نام سے نامزد ہونے سے حرام ہوتا ہے تو جس کی عبادت کی جائے وہ تو بدرجہ اولیٰ حرام ہو جانا چاہیئے سواب گنگا کا پانی حرام ہونا چاہیئے حضرت مولانا نے فرمایا ہمیں تو یہ باتیں اور دلیلیں سن کر اون کی تقریر سے نفرت ہو گئی اٹھکر چلے آئے اور پھر کبھی اون کے پاس نہیں گئے" مولوی رشید احمد صاحب نے بیشک سچ کہا مزد حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب کی تقریر سن کر اون کو نفرت ہو گئی ہو گی اور اٹھ کر چلے آئے ہوں گے اور پھر کبھی اون کے پاس نہیں گئے ہوں گے مگر اس میں حضرت مولانا فضل رسول صاحب یا اون کی تقریر کا قصور نہیں بلکہ گنگوہی صاحب کے مرض قلبی وہابیت کے سبب ایسا ہوا فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد ویُنکر الفم طعم الماء من سقم

دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی

جب دکھتی ہوئی آنکھوں کی یہ حالت ہے تو آنکھوں کا اندھا سورج کو کیا دیکھ سکتا ہے اور بیمار زبان کی جب یہ کیفیت ہے تو بیمار دل اگر آب حیات وعظ ہدایت و نجات کو برا جانے تو کیا عجب ہے مولوی عاشق الٰہی صاحب نے اس واقعہ کو نقل کر کے تین جگہ حاشیہ چڑھایا ہے اس کو نقل کر کے اس کی اصلاح مناسب جانتا ہوں سب سے پہلے لفظ لوگ پر سلہ حاشیہ لکھا بندہ خدا سے کوئی پوچھے کہ ما اھل بہ لغیر اللہ کس لوگ کا کہا ہوا ہے ۱۲ منہ مولوی صاحب نے تینوں حاشیے لکھ کر منہ لکھا ہے مولوی صاحب کو اس کی بھی خبر نہیں کہ منہ کس موقع پر لکھتے ہیں اور اس کا کیا مطلب ہوتا ہے منہ اس جگہ لکھتے ہیں کہ وہ حاشیہ اسی شخص کا ہو جس کی عبارت درمتن ہے اس کو منہیہ کہا کرتے ہیں یہ عبادت تو اون کے ادعا کے مطابق حضرت مولانا فضل رسول صاحب کی ہے تو کیا یہ حاشیہ بھی انہیں کا ہے جو اس پر منہ لکھا اور جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو اب اس پر منہ لکھنا غلط اور دوسرے نمبر پر باعتبار نقل یہ عبارت گنگوہی صاحب کی ہو سکتی ہے۔ کہ مفہوم حضرت مولانا فضل رسول صاحب کا ہے اور عبارت گنگوہی صاحب کی پھر بھی اس پر

Marfat.com

منہ لکھنا صحیح نہیں کہ یہ حاشیہ ہرگز گنگوہی صاحب کا نہیں اور اگر بالفرض حاشیہ بھی انہیں کا ہے تو بندہ خدا سے کوئی اور کون پوچھتا آپ ہی جلسہ میں موجود تھے پوچھ لیتے تو وہ آپ کو تفسیر کی کتابیں پڑھنے کی ہدایت فرماتے کہ مفسرین ما اھل بہ لغیر اللہ کے معنی ما ذبح لغیر اللہ فرماتے ہیں الاھلال کے لغوی معنی ہرگز یہاں مراد نہیں بلکہ جو جانور کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو وہ حرام ہے ورنہ دنیا بھر کے سب حلال جانور حرام ہو جائیں گے ۔ کہ یہ زید کی بکری یہ عمرو کی گائے ہے یہ بکر کا اونٹ ہے عام طور پر شرقاً غرباً اسی طرح مروج ہے اور ہر ایک کے زبان زد ہے تو بزعم ان کے سب ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہوں اور سب کا کھانا حرام ہو جائے ع

آفرین ہے اس ذکاء و فہم پر

وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذبح الاصنام تفسیر مدارک سورہ بقرہ وما اھل بہ لغیر اللہ ای ما ذکر علیہ غیر اللہ وھو ما کان یذبح لاجل الاصنام جامع المضمرات ومفردات راغب اصفہانی وما اھل لغیر اللہ بہ ھو ما ذبح الالھۃ لسان العرب و حرم ما اھل بہ لغیر اللہ ای ما سمی غیر اللہ عند ذبحہ مصباح قولہ وما اھل بہ لغیر اللہ ھو الذبح لغیر اللہ فتح الرحمن بکشف ما یلبس فی القرآن وما اھل لغیر اللہ بہ ای رفع المصوت لغیر اللہ بہ و ھو قولھم باسم اللات والعزی عند ذبحہ تفسیر کشاف وما اھل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم بیضاوی و رفع الصوت للصنم ان یذکر اسمہ عند الذبح علی ما فی الکواشی وتاج البیہقی وغیرھما حاشیہ عبدالحکیم قولہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم ھذا اصلہ ثم جعل عبارۃ عما ذبح لغیر اللہ حاشیہ قنوی ضمنی قولہ وما اھل بہ لغیر اللہ ما ذبح للاصنام والطواغیت شیخ زادہ وما اھل بہ لغیر اللہ یعنی ما ذبح للاصنام والطواغیت خازن او فسقا اھل لغیر اللہ بہ یعنی ما ذبح علی غیر اسم اللہ خازن تفسیر سورہ انعام وما اھل لغیر اللہ بہ ای ما ذبح ملتبسا بہ ای بذبحہ الصوت لغیر اللہ روح المعانی وما اھل لغیر اللہ بہ کانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزی فحرم اللہ تعالیٰ ذلک تفسیر کبیر وما اھل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم

Marfat.com

للصنم ابو سعود[17] وما اهل لغیر الله به ای ما ذکر علی ذبحه علی غیر اسم الله تفسیر بغوی[18] وما اهل به لغیر الله یعنی الملائکة سواه والمراد منحط لما هم سواطع الالہام[19] وما اهل به لغیر الله ما ذبح لغیر اسم الله یعنی الاصنام تنویر المقباس[20] وما اهل به لغیر الله ای ذبح علی اسم غیره تعالیٰ جلالین[21] والباء بمعنی فی ولا بد من حذف مضاف ای فی ذبحه لان المعنی وما صیح فی ذبحه لغیر الله۔ حاشیہ جمل[22] اهل ای صوت فیه باسم لغیر الله به بسبب ذبحه۔ تبصرة الرحمن[23] وما اهل به ای وحرم ما ذکر علیه بذبحه اسم لغیر الله عیون التفاسیر[24] وما اهل به لغیر الله ای رفع فیه الصوت بذکر غیر الله وهو ما ذبح للاصنام تفسیر علامہ نسفی[25] وما اهل به لغیر الله ای ذبح علی اسم غیره سراج منیر[26] وما اهل به لغیر الله قال الربیع بن انس یعنی ما ذکر عند ذبحه اسم غیر الله تفسیر مظہری[27] وما اهل به لغیر الله ای رفع به الصوت عند ذبحه لغیر الله صنما کان او نارا او غیر ذلک تفسیر ابن کمال پاشا[28]۔ وما اهل به لغیر الله وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح بغیر خدا فتح الرحمن[29] شاہ ولی اللہ دہلوی وما اهل به وآنچہ بسمل کردہ شدہ است برائے غیر خدا لغیر توضیح[30] وما اهل به وحرام کردہ آنچہ آواز بردارند آن بوقت ذبح لغیر الله ای غیر خدا بنام بتان یا باسم پیغمبران بکنند اخرج ابن المنذر عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ وما اهل قال ذبح در منثور[31] فتح القدیر[32] وما اهل لغیر الله به ای علی غیر اسم الله تفسیر ابن کثیر[33] وما اهل به لغیر الله ای وحرم ما رفع به الصوت عند ذبحه للصنم روح البیان[34] وما اهل به لغیر الله معناه ذبح به لاسم غیر الله تفسیرات الاحمدیہ[35] وما اهل به لغیر الله ای رفع الصوت بذبحه لغیر الله تفسیر عارف باللہ محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ سر دست چھبیس تفسیر کی کتابوں کی یہ عبارتیں حاضر ہیں اور آیت کریمہ جہاں جہاں آئی ہے ہر جگہ دیکھیے تو عبارتیں بیشمار ہو جائیں گی اور دین و دیانت والے کے لیئے چند عبارتیں بھی کافی ہیں کہ اس آیہ کریمہ کا کیا مطلب علماء کے نزدیک ہے پھر اس عبارت کو پیش کرنا اپنی جہالت کا پردہ فاش کرنا ہے۔

دوسرا حاشیہ کون سی چیز بدل گئی پر لکھا ہے گردن مروڑی مرغی شاید آپ کے نزدیک حلال ہو کیونکہ اس کی جنس و فصل نہیں بدلی ۱۲ منہ مولوی عاشق الٰہی صاحب نے منطق کی

کوئی ایک کتاب بھی پڑھی ہے یا بدعت سمجھ کر بالکل کنارہ کش ہی ہے میرے خیال میں اگر ایسا خوجی ہی پڑھے ہوتے تو گردن مروڑی مرغی کے بارے میں ایسا سوال نہ کرتے اور جان لیتے کہ جس مرغی کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے کھانا جائز ہے وہ جوہر جسم نامی حساس متحرک بالارادہ تھی اور گلا مروڑ دینے کے بعد نہ وہ جسم نامی ہے نہ حساس نہ متحرک بالارادہ مرغی کی نہ جنس میں داخل نہ فصل میں شامل بلکہ اب سوا جوہر جسم کے اجناس بعیدہ میں بھی اشتراک ندارد واقعی کسی نے سچ کہا ہے کہ دہابیت اور عقل میں تباین کی نسبت ہے کبھی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

تیسرا حاشیہ وہ تو بدرجہ اولیٰ پر لکھا تھا کیا عجیب قیاس ہے اس قاعدے کے موافق تو جس خون کے قطرے سے نمازی کے اور کنوئیں کا منوں پانی ناپاک ہو جائے تو بدن جس میں اس کے سینکڑوں قطرے بھرے ہیں بدرجہ اولیٰ ناپاک ہوا اور نماز کے قابل نہیں چلو نماز سے چھٹی ہو گئی ساتھ اس کے وہ جانور جس کا گوشت خون سے بنا ہے ذبح کے بعد بھی نجس ہے گوشت بھی حرام ہوا ۱۲ منہ اس حاشیہ کو بھی منہ لکھا اور حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر افترا کیا حالانکہ اس قسم کی لغویات سے اُن کی شان ارفع واعلےٰ ہے یہ مولوی صاحب کی فقہ دانی مناظرہ دانی ہے حضرت مولانا کی تقریر بہت واضح اور صاف ہے کہ اگر دہابیوں کے اعتقاد کے مطابق حلال محض غیر خدا کا نام لگ جانے سے حرام ہو جائے تو جس حلال چیز کی پرستش و عبادت کی جاتی ہو جیسے گنگا کا پانی وہ تو بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔ اس پر مولوی صاحب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایک قطرہ خون سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے تو بدن جس میں سینکڑوں قطرے خون بھرے ہوئے ہیں بدرجہ اولیٰ ناپاک ہوگا۔ قربان جایئے آپ کی علمی لیاقت اور فقہی قابلیت کے کیا بہترین قیاس فرمایا ہے کیوں جناب کیا خون کی بھی کوئی عبادت کرتا ہے۔ جو آپ فرماتے ہیں اس قاعدہ کے موافق الخ علاوہ بریں اس معارضہ سے اسے کیا نسبت فقہی حیثیت سے بھی یہ قیاس غلط ہے اس لئے کہ کنوئیں میں دم مسفوح پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے تو اسی طرح جب بدن پر بھی دم مسفوح نہیں سے پڑے گا ضرور وہ بدن ناپاک ہو جائے گا خون جب تک اپنے محل میں جسم کے اندر ہے مسفوح کب ہے جو اس کی ناپاکی کا حکم دیا جائے نیز فقہاء کرام خروج دم کو ناقض وضو لکھتے ہیں نہ وجود دم کو اور یہ مسئلہ تو

Marfat.com

شاید جناب کے دشمنوں ہی کو معلوم ہو کہ نجاست جب تک اپنی جگہ پر رہتی ہے ناپاکی کا حکم اوس پر شرعاً نہیں ورنہ پیٹ میں غلیظ مثانہ میں پیشاب رہنے کی وجہ سے انسان کو ہر وقت ناپاک ہونا چاہیئے اور آپ کے قاعدہ سے نماز کے قابل نہیں چلیے چھٹی ہوئی خوب ہی قاعدہ کا مسئلہ گڑھا کہ نماز سے ہمیشہ کے لئے فرصت ہوگئی اس کے ساتھ ساتھ دوسرا قیاس کہ جانور چونکہ خون سے بنا ہے اس لئے بعد ذبح بھی ناپاک ہونا چاہیئے اس نے تو قابلیت میں چار چاند لگا دیئے کیا استحالہ کے بعد بھی شی کا وہی حکم رہتا ہے۔ جو پہلے تھا آپ کو معلوم ہے کہ گوبر کا اوپلا ناپاک ہے جل کر جب راکھ ہوگیا کیا اب بھی ناپاک رہا یا پاک ہوگیا شراب ناپاک و حرام ہے جب سرکہ بن گئی اور شراب نہ رہی تو کیا سرکہ ہونے کے بعد بھی ناپاک و حرام ہی رہے گا۔ تو جب دم مسفوح بعد استحالہ حیوان کے بدن میں گوشت ہو گیا اس کی نجاست و حرمت کیسے باقی رہے گی مگر ہے یہ کہ حامی دین و ملت ماحی وہابیت حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نے آپ کے عقل و علم سب پر پانی پھیر دیا ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔۔۔ میلش اندر طعنۂ پاکاں بود

(۴) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ شاہ ولی اللہ صاحب کی طرح مست بادۂ الست تھے نہ ہر طرح کی کہا کرتے تھے نہ معاذ اللہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرح دریدہ دہن بد زبان کہ جو جی میں آیا کہہ دیا نہ بزرگوں کا خیال نہ بڑوں کا ادب بلکہ متبع سنت حامی ملت دینی عالم وارث الانبیاء رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دین کے سچے ناشر کو جیسا ہونا چاہیئے ان تمام خوبیوں کے جامع تھے اسی لیے وہابیہ اون سے خوش نہیں مگر صاف طور پر اون کو برا بھی نہیں کہہ سکتے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے چچا۔ استاد۔ دادا پیر تھے نہ اون کے نسب پر طعن کرتے بنتی نہ علم پر نہ مرتبہ ولایت پر لاجرم دل ہی دل میں کڑھتے اور موقع بموقع گول مول سنا دیا کرتے ہیں تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۲۲۷ ایک دن مولانا ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سب لوگ اچھا کہتے ہیں اور مانتے ہیں مگر اسی خاندان کے دوسرے حضرات کو برا کہتے ہیں حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا میاں کہوں گا تو تمہیں بھی بری لگے گی اور مجھے بھی بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ پر بعض لوگوں کے اعتراضات تھے شاہ عبدالعزیز صاحب اون کو رفع کرنا چاہتے تھے . اس وجہ سے کہ بات لگا کر کہتے تھے ایک مرتبہ شاہ صاحب سے وعظ کے بعد کسی شخص نے پوچھا حضرت بڑے پیر صاحب کا دوگانہ پڑھنا کیسا ہے شاہ صاحب نے فرمایا بھلائی حدیث میں تو کہیں نہیں آیا ہے ہاں فعل مشائخ ہے میر محبوب علی صاحب وہاں موجود تھے کہنے لگے سائل حدیث اور فعل مشائخ کو نہیں پوچھتا وہ تو جواز و عدم جواز دریافت کرتا ہے شاہ صاحب نے پھر وہی فرمایا اس پر محبوب علی صاحب نے کہا صاف فرمائیے جائز ہے یا ناجائز تب تو سائل بھی کہنے لگا جی ہاں میری غرض یہی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب نے میر محبوب علی کو ڈانٹ کر کہا تو مجھے لوگوں سے گالیاں سنوانی چاہتا ہے ایک مرتبہ ما اہل کا مسئلہ لکھا تھا تو اب تک گالیاں سن رہا ہوں اس وقت میر محبوب علی صاحب نے مسائل سے کہا سن لو حضرت اس نماز کو ناجائز فرماتے ہیں مگر گالیوں کی ڈر سے صاف جواب نہیں دیتے اس قصہ کے بعد امام ربانی نے فرمایا کہ بات لگا کر کہنے سے کوئی نفع نہیں ہوتا بری بات چھوٹتی نہیں شاہ اسحٰق اور مولوی اسمٰعیل صاحب ان سب حضرات کا ایک ہی مشرب تھا۔ مگر شاہ اسحٰق صاحب نے شقوق نکال کر کہا کچھ فائدہ نہ ہوا مولوی اسمٰعیل صاحب نے صاف منع کیا بہتیرے مان گئے الخ آپ نے دیکھا کیسے مزے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کو بنایا ہے ابتدا میں کہا کہ وہ بات لگا کر کہا کرتے تھے اخیر میں کہا بات لگا کر کہنے سے کوئی نفع نہیں ہوتا غرض یہ کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے علم و فتوی سے کچھ نفع نہیں ہوا (شاید اس لیے کہ وہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرح بات بات پر لوگوں کو مشرک نہیں کہا کرتے تھے)

پھر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کے متعلق یہ خیال کہ وہ گالیوں کے ڈر سے حق چھپاتے تھے اور صاف نہیں کہتے تھے کس درجہ اون کی کھلی توہین ہے اور ما اہل کے مسئلہ کو ثبوت میں پیش کرنا اولٹی آنتیں گلے میں ڈالنا ہے اس لیے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا مسلک ما اہل میں بھی اہلحق کے مطابق و موافق ہے جیسا کہ رسالہ عمدۃ النصائح فی مسئلۃ الذبائح سے واضح تو اس بارے میں اگر گالیاں دی ہوں گی تو وہابیہ مولوی اسمٰعیل کے متبعین ہی نے دی ہوں گی۔ پھر میر محبوب علی صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت نماز کو ناجائز سمجھتے ہیں مگر گالیوں کے ڈر سے صاف جواب نہیں کہتے عجیب نوشتہ فہمی

Marfat.com

ہے بلکہ اگر یہ واقعہ واقعی حق ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میرے نزدیک یہ نماز جائز ہے فعل مشائخ سے ثابت ہے حدیث میں اس کا حکم نہیں تو ممانعت بھی نہیں لیکن صراحتہ جواز کا فتویٰ دوں تو وہابی حضرات گالیاں دینی شروع کر دیں گے جس طرح دعا اھل کے مسئلہ میں رسالہ لکھا تو ان لوگوں نے گالیاں دیں حالانکہ یہ ہی جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کی تضحیک کے لیے گرد ہا وہ حق کہنے میں کبھی لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرتے تھے جو بات حق ہوئی اس کو بیان فرماتے اور اگر تفصیل طلب ہوتی تو تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے تھے اگر گالیوں کے ڈر سے حق چھپانے والے ہوتے تو اتنی بڑی ضخیم کتاب تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرماتے بات لگا کر کہنے کی ان کو نہیں ضرورت کیا تھی اس مسئلہ میں بھی صاف فرمایا کہ حدیث سے ثابت نہیں اس لیے تم اپنے کو اگر اہل حدیث سمجھتے ہو اور جو بات حدیث سے ثابت ہو صرف وہی کرنا چاہتے ہو تو تم مت پڑھو اعمال مشائخ سے ثابت ہے جو سنی حضرات مشائخ کے ماننے والے ہیں ان کو چاہیے کہ پڑھیں کس قدر صاف اور سیدھی بات تفصیل کے ساتھ جواب ہے اس کو برے لفظوں سے تعبیر کیا اور بات لگا کر جواب دینا بتایا بات وہی ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب شرک نہ درش شرک کرتے تھے اس لئے باوجود استاذ الاساتذہ ہونے کے ان پر بھی چوٹ کر ہی دی اور ان کو کتمان حق کرنے والا مداہن فی الدین وغیرہ بنا دیا۔ وانا للہ وانا الیہ راجعون ۰

(۵) جناب مفتی صدرالدین صاحب۔ مولوی عبدالغنی صاحب و حضرت شاہ احمد سعید صاحب یہ تینوں حضرات مولوی گنگوہی صاحب کے استاذ تھے لیکن مولوی عبدالغنی صاحب کے ایسے خیالات ان دونوں حضرات کے نہ تھے اس لیے ان دونوں کو طرح طرح سے بنایا ہے ایک واقعہ لکھا ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اول صا۳ اس زمانہ میں دہلی کے اندر مولود کے بڑے جھگڑے پڑے تھے۔ انہیں دنوں جناب مفتی صدرالدین صاحب مرحوم ایک مضمون جواز قیام کا لکھ کر شاہ احمد سعید صاحب کی خدمت میں لائے اور پڑھ کر سنایا شاہ صاحب نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے اتفاق سے جلسہ میں شاہ عبدالغنی صاحب بھی موجود تھے مفتی صاحب ان کی طرف مخاطب ہوئے گویا ان سے بھی داد لینا چاہتے تھے تب شاہ عبدالغنی صاحب نے

Marfat.com

فرمایا کس ان باتوں کو کون منع کرتا ہے کہ ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نہیں جائز ہے انکا تو اس پر ہے کہ قیام سے تعظیم مدنظر ہے تو پھر اس کی کیا وجہ کہ فقط ذکر ولادت شریف کے وقت قیام ہو اور وقت نہ ہو بلکہ ذکر ولادت شریف بھی اگر مجلس مولود کے علاوہ دوسری جگہ ہو تو کوئی کھڑا نہ ہو آپ ان باتوں کی دلیل لکھیں جن کا انکار ہے" اس تقریر پر شاہ احمد سعید صاحب نے بھی فرمایا کہ ہاں ٹھیک تو کہتے ہیں آخر مفتی صاحب ہکا بکا رہ گئے اور اپنی تحریر لے کر چلے گئے اس کے بعد مولانا نے فرمایا میں دونوں صاحبوں شاہ احمد سعید صاحب اور مفتی صاحب کا شاگرد ہوں مفتی صاحب نے اس تحریر کو ایسا بند کر کے رکھا کہ پھر کبھی ظاہر نہ کیا" اس واقعہ میں مفتی صدرالدین صاحب کے ساتھ شاہ احمد سعید صاحب کو بھی لے ڈالا کہ ان کی بات کا کوئی وزن نہ تھا ان کی تصدیق کی کوئی وقعت نہ تھی پہلے مفتی صاحب کے فتوی کی تصدیق کی پھر شاہ عبدالغنی صاحب کی بات کو ٹھیک کہا حالانکہ یہ سب بالکل گپ اور علمی پایہ سے گری ہوئی بات ہے اس لئے کہ جب قیام سے انکار نہیں تو اعتراض اس پر کرنا چاہیے کہ اور وقت کیوں نہیں کرتے ہو نہ کہ اس وقت خاص میں کرنے پر کیا کوئی جائز مباح مستحب کام اگر کسی وقت کریں اور دوسرے وقت نہ کریں تو نہ کرنے پر اعتراض ہونا چاہیے نہ کہ کرنے پر اور جب کرنے پر اعتراض ہے تو معلوم ہوا کہ اس کو جائز سمجھنے کا دعویٰ زبانی ہے اس کو اس طرح خیال کرنا چاہیے کہ کوئی شخص مثلاً صرف فجر کی نماز پڑھا کرے اور وقت کی نہ پڑھے تو اس کو یوں کہنا چاہیے کہ اور وقتوں کی نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو نہ یہ کہ تم فجر کی نماز کیوں پڑھتے ہو یہی شاہ عبدالغنی صاحب کا پہاڑ اتنا بڑا اعتراض تھا جس کو سن کر بقول ان کے مفتی صاحب ہکا بکا رہ گئے نیز تمام علمائے کرام وصوفیائے عظام جو قیام وقت ذکر ولادت باسعادت کو مستحسن سمجھتے ہیں وہ ان گنگوہی صاحب یا ان کے استاد شاہ عبدالغنی صاحب اتنا بھی علم نہیں رکھتے ہیں مگر ہے یہ کہ عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے اب میں بعض علمائے کرام کے اسماء کرام لکھتا ہوں جو قیام میلاد شریف کو مستحسن فرماتے ہیں تاکہ عام لوگوں پر ان حضرات کی حقیقت کھل جائے۔ (۱) علامہ علی بن برہان الدین حلبی صاحب سیرت مبارکہ انسان العیون ۔ (۲) علامہ تقی الدین سبکی (۳) علامہ سید جعفر برزنجی صاحب رسالہ عقد الجوہر (۴) مولانا رفیع الدین صاحب تاریخ الحرمین (۵) فاضل اجل جعفر بن

Marfat.com

اسمٰعیل علوی مدنی صاحب الکوکب الازہر علی عقد الجوہر (۶) فقیہ محدث عثمان بن حسن دمیاطی صاحب رسالہ اثبات القیام جنہوں نے تصریح فرمائی قد اجتمعت الامۃ المحمدیہ من اھل السنۃ و الجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاتجتمع امتی علی الضلالۃ یعنی بیشک امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے اہلسنت وجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی (۷) علامہ مدالقی رحمہ اللہ (۸) علامہ ابوزید مصنف رسالہ میلاد (۹) حضرت زین الحرم بن الکرم مولانا سید احمد بن زین دحلان مکی مصنف کتاب مستطاب الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ (۱۰) علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی مفتی حنفیہ مکہ معظمہ (۱۱) علامہ انباری مصنف مورد الظمآن (۱۲) مولانا جمال عمر۔ (۱۳) مولانا صدیق بن عبدالرحمٰن کمال (۱۴) مولانا محمد بن محمد کتبی مکی۔ (۱۵) مولانا حسین بن ابراہیم مکی مالکی (۱۶) مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ (۱۷) مولانا عبداللہ بن محمد مفتی حنفیہ (۱۸) سراج العلما مولانا عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ (۱۹) مولانا عمر بن ابی بکر شافعی (۲۰) مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی (۲۱) مولانا محمد بن محمد عرب شافعی (۲۲) مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی (۲۳) مولانا عبدالجبار حنبلی البصری نزیل مدینہ منورہ (۲۴) مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی (۲۵) مولانا ناصر بن علی بن احمد۔ (۲۶) مولانا عباس بن جعفر بن صدیق (۲۷) مولانا احمد فتاح (۲۸) مولانا محمد بن سلیمن (۲۹) مولانا محمد حبلس (۳۰) مولانا محمد صالح (۳۱) مولانا یحییٰ بن مکرم (۳۲) مولانا علی شامی (۳۳) مولانا علی بن عبداللہ (۳۴) مولانا علی طحان (۳۵) مولانا محمد بن داؤد بن عبدالرحمٰن (۳۶) مولانا محمد بن عبداللہ (۳۷) مولانا احمد بن محمد خلیل (۳۸) مولانا عبدالرحمٰن بن علی حضرمی ان تمام علما کی عبارتیں جن کو دیکھنی ہوں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تھامہ مطالعہ کرے اس کے علاوہ علمائے مدینہ منورہ نے استحباب واستحسان قیام وقت ذکر ولادت شریف کے بارے میں فتویٰ دیا جس پر تیس علمائے کرام کی مہریں ہیں نیز علمائے مکہ معظمہ نے بھی میلاد و قیام کے استحباب کا فتویٰ دیا جس میں فرمایا فالمنکر ھذا مبتدع بدعۃ سیئۃ مذمومۃ لانکارہ علی شئی حسن عند اللہ وعند المسلمین۔ یعنی قیام مجلس میلاد کا منکر بدعتی ہے اور اس کی بدعت سیئہ مذمومہ ہے۔ کہ

اوس نے ایسی چیز کا انکار کیا جو خدا اور مسلمانوں کے نزدیک نیک تھی اس پر پینتالیس علمائے کرام کی مواہیر و تصدیقات ہیں ان کے علاوہ رسالہ غایت المرام میں علمائے ہند کے بھی چھپے ہیں جن پر پچاس سے زائد مہر و دستخط ہیں اب منصف انصاف کرے آیا اس قدر علمائے مکہ معظمہ مدینہ منورہ۔ جدہ۔ حدیدہ۔ روم و شام۔ مصر و دمیاط۔ یمن و زبید۔ بصرہ و حضرموت۔ حلب دمشق۔ بلخ و بخارا۔ کردو داغستان۔ اندلس و ہند کا اتفاق قابل قبول ارباب عقول ہے یا چند وہابیہ بد مذہب اور ان کے ہمخیال مولویوں کا قول بلا دلیل۔ رہا یہ کہ وقت ذکر ولادت شریف کے کیوں قیام ہوتا ہے اعلیحضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں اس کی وجہ نہایت روشن اولا صدہا سال سے علماء کرام و بلاد دار الاسلام میں یونہی معمول ثانیا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدوم معظم بجا لائی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی واللہ اعلم۔

(۶) پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۳۲ پر مفتی صدر الدین صاحب سے ملنے اور اون کی دعوت کرنے کا حال لکھکر لکھا کہ ان باتوں کے بعد نہایت محبت سے فرمانے لگے میاں رشید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اور تم کھانا ایک جگہ کھا دیں" حضرت مولانا نے مناسب طرز پر جواب دیا اور آخر مفتی صاحب کے اصرار سے کھانا وہیں تناول فرمایا مفتی صاحب نے فرمایا میاں رشید تم ہی اچھے ہو کہ تارک دنیا ہو گئے ہماری نوکری جائز نہیں تھی اور ہم خوب سمجھتے تھے کہ جائز نہیں ہے مگر بزور علم اس کو جائز کہتے تھے" نعوذ باللہ منہا افترا کسی آدمی پر کرے تو ایسا ہی جیسا افترا جس میں ایک لفظ بھی صحیح نہ ہو کہاں حضرت مفتی صاحب صدر الصدور اور کہاں یہ میاں رشید شاگرد رشید اور ان سے لجاجت سے یہ فرمایا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم تم کھانا ایک جگہ کھائیں آپ کی بھی حد ہو گئی مفتی صاحب کا فرمانا ان کے لیے کافی تھا کہ کل تم میرے یہاں کھانا کھانا اور ان کی سعادت مندی تھی اوس کو قبول کرنا دوسری آپ جناب مفتی صاحب کا یہ فرمانا کہ تم ہی اچھے رہے کہ تارک الدنیا ہو گئے" تارک الدنیا کی بھی ایک ہی کہی حضرت مفتی صاحب کام کرکے ملازمت کرکے روپیہ حاصل فرماتے تھے تو

Marfat.com

انہوں نے دنیا کمانے کا ذریعہ پیری مریدی قرار دیا تھا مریدوں کے نذر و ہدایا سے دنیا جلبی تھی تارک الدنیا ہونے کی بھی خوب رہی مجھے یاد آتا ہے کہ جب ۱۳۲۳ھ گنگوہی صاحب کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے جو غالباً مرید ورنہ معتقد ضرور تھے فخریہ بیان کیا تھا کہ حضرت کے یہاں نذر نقد کی اس قدر کثرت تھی کہ جب اون کا انتقال ہوا تو پانچ سو سے زیادہ گھڑیاں تھیں۔ جو لوگوں نے نذر دی تھیں اور انتقال سے تھوڑے ہی دنوں کے بعد اون کے صاحبزادہ نے اعلان کیا تھا کہ اگر ستر ہزار کی جائداد یک جائی کہیں فروخت ہوتی ہو تو میں لوں گا اور پھر تارک الدنیا تھے اور جناب مفتی صاحب معاذ اللہ دنیا دار جن کو حلال حرام کی بھی تمیز نہ تھی بلکہ جان بوجھکر حرام کو حلال جانتے حلال کہتے تھے۔

(۷) اوسی کتاب کے صہ۳ پر شاہ عبدالغنی صاحب کی تعریف کرکے مفتی صدر الدین صاحب کو اس طرح بتایا ہے "حضرت شاہ صاحب کے احتیاط و تقوی کا یہ حال تھا کہ ایک مفتی صدر الدین صاحب نے ایک کتاب شاہ صاحب کے یہاں سے منگوالی اور چونکہ اوس کتاب کی جلد کہنگی کے باعث خراب ہوگئی تھی اس لیے مفتی صدر الدین صاحب نے اوس کی نئی جلد بندھواکر شاہ صاحب کے پاس اس کتاب کو واپس کیا اور لے جانے والے سے کہہ دیا کہ شاہ صاحب سے عرض کر دینا کہ موروثی دکانوں کے کرایہ سے جلد بندی کی اجرت دی گئی ہے تنخواہ سے نہیں دی گئی (مفتی صدر الدین صاحب سرکاری ملازم بعہدہ صدر الصدور مامور تھے اور اس کی تنخواہ نقہ سے ناجائز ہے) اس وقت تو شاہ عبدالغنی صاحب نے کتاب رکھ لی دوسرے دن جلد توڑ کر علیحدہ کردی" کیوں جناب یہ کہاں کی فقہ دانی و دیانت ہے فقہ کا کونسا جزئیہ ہے جس سے سرکاری نوکری حرام ہے اور اوس کی تنخواہ ناجائز اور اگر بالفرض یوں ہی ہی تو جناب مفتی صاحب نے کہلوا بھیجا تھا کہ موروثی دکانوں کے کرایہ سے جلد بندی کی اجرت دی گئی ہے اس کے ماننے میں شاہ صاحب کو کیا عذر تھا اور اون کی تکذیب کی کیا وجہ کیا جو شخص سرکاری ملازم ہو اوس کی موروثی چیزیں ناجائز و حرام ہو جاتی ہیں علاوہ بریں جلد توڑ کر اضاعت مال یہ کہاں کا مسئلہ ہے بہت احتیاط تھی تو اوس کی اجرت اپنے پاس سے بھجوا دیتے یہ دونوں استادوں کی تعریف ہے یا ہجو پیج نیز مولوی عاشق الٰہی صاحب

Marfat.com

کہ شیخ الہند کے والد ماجد مولوی ذوالفقار علی صاحب بھی تو سرکاری ملازم تھے اون کی تنخواہ جس سے شیخ الہند اور اون کے اعزہ کا گوشت پوست پلا جائز تھی یا حرام مہربانی کرکے مولوی عاشق الٰہی صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے۔

(۸) اوسی صفحہ پر ایک اور واقعہ لکھا ایک دن حضرت مولانا نے مفتی صدرالدین صاحب کا تذکرہ فرمایا کہ مرض الموت میں جب مفتی صاحب پر فالج گرا تو خوف الٰہی اس قدر غالب ہوا کہ برابر رویا کرتے تھے اور جب کوئی شخص عیادت کے لیے پاس جاتا تو فرمایا کرتے تھے کہ بھائی تمام عمر میری حرام خوری میں گذری اگرچہ میں علم کے زور سے لوگوں کو منوا دیتا تھا بھلا پھر نجات کی صورت کہاں یہ الفاظ فرماتے اور بے اختیار رو دیا کرتے اھ صدرالصدور کی نوکری نہ فقہ کے رو سے ناجائز نہ ہرگز جناب مفتی صدرالدین صاحب نے یہ فرمایا ہوگا کہ تمام عمر میری حرام خوری میں گذری میں علم کے زور سے لوگوں کو منوا دیتا تھا معاذاللہ ایک عالم دین ایسا کہے۔ جان بوجھکر دیدہ و دانستہ ناجائز حرام کمائی کمائے ہاں خوف الٰہی سے رونا یہ اون کے مرتبہ علیا کی دلیل ہے ع جن کے رتبے ہیں سوا اون کو سوا مشکل ہے

کا مضمون ہے جناب مفتی صاحب کا جو مرتبہ تھا اوس مرتبہ کے لحاظ سے فتویٰ کے اعتبار سے تقوی کا خیال زیادہ ہوگا اور بات بات میں خوف و خشیت الٰہی کا لحاظ رکھتے ہوں مگر یہ نا ممکن ہے کہ حرام جان کر پھر بھی اوس کو کرتے ہوں مگر جناب مفتی صدرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنی صحیح العقیدہ تھے میلاد شریف وغیرہ کو جائز جانتے تھے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا رد کیا تھا اس لیے اون کی توہین و ہجو کی جا رہی ہے۔ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔

(۹) حضرت شاہ احمد سعید صاحب سے مولوی رشید احمد صاحب کو شرف تلمذ تھا لیکن چونکہ شاہ صاحب بھی سنی صحیح العقیدہ تھے اور مولوی اسحٰق صاحب دہلوی کی کتاب کا جواب لکھا تھا اس لئے مولوی صاحب نے اون کی بھی ہجو کر ڈالی ص‍ا میں ہے ایک مرتبہ مولوی ولایت علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے مائۃ مسائل مولانا اسحٰق صاحب کا رد کیا ہے اور وہ چھپ بھی گیا ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب سے تو بعید معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب لکھیں ہاں یہ ممکن ہے کہ مائۃ مسائل کے دو چار مسئلوں

Marfat.com

سے ان کو خلاف ہو مگر یہ کہ سب سے خلاف ہو اور رد لکھیں سمجھ میں نہیں آتا مأتہ مسائل کا جواب ان کی تصنیف سے موجود پھر اس میں سمجھ میں نہ آنے کی کیا بات ہے اور رد کرنے کے لیے سب مسئلے سے خلاف ہونا کیا ضرور آپ نے انوار ساطعہ کا رد براہین قاطعہ لکھا اور اپنے شاگرد مولوی خلیل احمد صاحب کے نام سے چھپوایا تو کیا آپ کو اس کے سب مضامین سے اختلاف تھا غرض اس کے بعد شاہ صاحب کے دو تین واقعے الٹے پلٹے کے بیان کیے جن کو لفظ استغراق سے چھپایا ہے استغراق اور شے ہے حماقت چیزے دیگرے لکھتے ہیں کہ استغراق کا یہ حال تھا کہ ایک شخص ماشاء اللہ خاں نامی بوڑھا آدمی ہمیشہ سے ان کے ساتھ رہا ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا مگر داڑھی منڈی رکھتا تھا کسی شخص نے حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا کہ ماشاء اللہ داڑھی منڈاتا ہے اور برابر آپ کی مجلس میں آیا کرتا ہے شاہ صاحب نے تعجب سے فرمایا کہ اچھا وہ ایسا کرتے ہیں اب آئیں گے تو منع کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد خانصاحب جو حاضر ہوئے تو شاہ صاحب نے ان سے پوچھا کہ کیا خانصاحب تم داڑھی منڈاتے ہو خانصاحب نے جواب دیا کہ حضرت ابھی میری داڑھی نکلی کہاں ہے شاہ صاحب کو فوراً یقین آگیا اور فرمایا ہاں سچ ہے اور شکایت کرنے والوں سے کہا کہ میاں ابھی ان کی داڑھی نکلی کہاں ہے۔ اگر اسی کا نام استغراق ہے تو مولوی رشید احمد صاحب کا استغراق جناب شاہ احمد سعید صاحب سے بڑھا ہوا ہے اسلیے کہ ممکن ہے کہ ایک صوفی صافی دوسرے کے عیوب کی طرف خیال نہ کرے اور ایک مسلمان کو سچا جان کر بوڑھے شخص کے کہنے پر یقین کر لے کہ ابھی اسکی داڑھی نہیں نکلی ہے اس لیے کہ جس کے مزاج میں برودت غالب ہوتی ہے اس کی داڑھی عام مردوں کی طرح نہیں نکلتی ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب کا یہ استغراق بہت بڑھا ہوا ہے کہ مولوی صاحب جناب شاہ احمد سعید صاحب کے شاگرد ہیں لیکن استغراق کی وجہ سے کچھ خبر نہیں کہ شاہ صاحب نے مولوی اسحٰق صاحب کے مأتہ مسائل کا جواب لکھا یا مسائل اربعین کا رد کیا ہے نمبر ۲ یہ ڈبل استغراق ہے کہ سائل صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ رد چھپ گیا ہے پھر بھی آپ فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ استغراق بالائے استغراق ہے کہ رد کے معنی یہ ہیں کہ پوری کتاب کا جواب لکھا جائے رد کیا جائے یوں تو حضرت سیف الحق مولانا شاہ فضل رسول صاحب نے بھی مأتہ مسائل کا جواب نہیں تحریر فرمایا ہوگا۔ اس لیے کہ

مأة المسائل میں جو مسائل مسلک حق کے خلاف ہیں تصحیح المسائل میں ونہیں کا تو جواب لکھا ہے۔ کہ ایک ایک کر کے تمام مسائل کا اور یہ مولوی ولایت حسین صاحب دیوبندی شاگرد مولوی رشید احمد صاحب کا بھی استغراق میں استغراق بھی کچھ کم نہیں حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے مأة مسائل کا جواب کہاں اور کب لکھا ہے اور وہ کس مطبع میں چھپا ہے شاہ صاحب نے مسائل اربعین کا رد کیا مأة مسائل کا رد جناب مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے مگر ہے یہ کہ ع این خانہ تمام آفتاب است۔

(۱۱) اوسی خصہ کے صـ۲۲ پر ہے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا شاہ احمد سعید صاحب کے یہاں جیسا کہ صوفیوں کا حال ہے کچی پکی سب طرح کی باتیں تھیں اوسی کے صـ۲۳ پر ہے شاہ احمد سعید صاحب تو کسی کو رنجیدہ کرنا جانتے ہی نہ تھے جو کسی نے کہا "ہاں" سو اگر کسی نے کچھ لکھ کر پیش کر دیا ہو اور آپ کا نام اوس پر درج کرنے کو کہا ہو اور آپ نے ہاں کر لیا ہو اور پھر تحریر حضرت کے نام سے مشہور کر دی گئی ہو تو عجب نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون استاد کی تجہیل وتحمیق کی حد ہو گئی اوسی صـ۲۲ پر ہے شاہ احمد سعید صاحب پر ایک حالت کا غلبہ تھا جس میں شاہ صاحب معذور تھے حسن ظن دلدہی مروت اور سب سے زیادہ استغراق ومحویت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ مبتدعین کو بھی فی الجملہ اپنی کاربراری کا موقع مل جاتا" ناظرین انصاف فرمائیں کہ ایک عالم متقی پاکباز صوفی شرعی ذمہ وار شخص کی کیا یہ واقعی تعریف ہے یا سنی صحیح العقیدہ رد وہابیہ ہونے کی وجہ سے ہجو ملیح ہے تو جب ان سعادت مندوں کی زبان وقلم سے اُن کے سنی اساتذہ بھی محفوظ نہ رہے تو ایک معاصر اور وہ بھی شیر بیشہ حق ودیانت جو ہمیشہ ان کی اصلاح کے درپے ان کی غلطیوں کو درست کرتا رہا ہو ان کی کتابوں مسئلوں کا دندان شکن جواب تحریر کرتا رہا ہو جس پہ دانت پیسنے اور خاموش ہو رہنے کے سوا مرتے دم تک کسی تحریر کے جواب دینے کی ہمت نہ پڑی ہو اوس کے خلاف وہ اور اون کی ذریات جس درجہ دریدہ دہنی بد زبانی کریں بہت تھوڑا ہے مگر یقین کرنا چاہیئے کہ قیامت کے دن ان چھوٹوں کا پردہ چاک ہوگا اور اپنے کیے کی سزا پائیں گے الا لعنۃ اللہ علی الظلمین الا لعنۃ اللہ علی الکفرین

Marfat.com

خیر ان لوگوں کی بیہودہ سرائیوں ژاژ خائیوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے اب فقیر اس بحث کو اس پر چھوڑ کر اصل مقصد و عنوان یعنی اخلاق کریمہ اعلیٰحضرت پر واقعات بیان کرتا ہے ۔

جناب سید ایوب علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک کمسن صاحبزادے نہایت ہی بے تکلفانہ انداز میں سادگی کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی میری بوا (یعنی خالہ) نے تمہاری دعوت کی ہے کل صبح کو بلایا ہے حضور نے ان سے دریافت فرمایا مجھے دعوت میں کیا کھلائیے گا اس پر ان صاحبزادے نے اپنے کرتے کا دامن جو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے پھیلا دیا جس میں ماش کی دال اور دو چار مرچیں پڑی ہوئی تھیں کہنے لگے دیکھئے یہ دال لایا ہوں حضور نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا اچھا میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کل دس بجے دن کے آئیں گے اور حاجی صاحب سے فرمایا مکان کا پتہ دریافت کیجئے عرض صاحبزادے مکان کا پتہ بتا کر خوش خوش چلے گئے یہ ہے حدیث شریف لو دعیت الی کراع لاجبتہ کی تعمیل دوسرے دن وقت معین پر حضور عصائے مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے باہر تشریف لائے اور حاجی صاحب سے فرمایا چلیے انھوں نے عرض کیا کہاں فرمایا ان صاحبزادے کے یہاں دعوت کا وعدہ جو کیا ہے آپ کو مکان کا پتہ معلوم ہو گیا ہے ۔ انہیں عرض کیا ہاں حضور ملوکپور میں ہے اور ساتھ ہو لیے جس وقت مکان پر پہنچے تو وہ صاحبزادے دروازہ پر کھڑے انتظار میں تھے ۔ حضور کو دیکھتے ہی بھاگتے ہوئے یہ کہتے ہوئے ۔ اے بوا مولوی صاحب آگئے اندر مکان کے چلے گئے دروازہ میں ایک چھپر پڑا تھا وہاں کھڑے ہو کر حضور انتظار فرمانے لگے ۔ کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور ڈھلیا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹی کی رکابی میں وہی ماش کی دال جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے لا کر رکھ دی اور کہنے لگے لو کھاؤ حضور نے فرمایا بہت اچھا کھاتا ہوں ہاتھ دھونے کے لیے پانی لے آئیے ادھر وہ صاحبزادے پانی لانے کو گئے اور ادھر حاجی صاحب نے کہا کہ حضور یہ مکان نقارچی کا ہے حضور یہ سن کر کبیدہ خاطر ہوئے اور طنزاً فرمایا ابھی کیوں کہا کھانا کھانے کے بعد کہا ہوتا اتنے میں وہ صاحبزادے پانی لے کر آگئے حضور نے دریافت

Marfat.com

فرمایا آپ کے والد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں دروازہ کے پردے میں سے اون صاحبزادے کی والدہ صاحبہ نے عرض کیا حضور میرے شوہر کا انتقال ہو گیا وہ کسی زمانہ میں نوبت بجاتے تھے اوس کے بعد توبہ کر لی تھی اب صرف یہ لڑکا ہے جو راج مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے حضور نے الحمد للہ کہا اور دعائے خیر و برکت فرمائی حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھلوائے اور خود ہاتھ دھو کر شریک طعام ہو گئے مگر دل ہی دل میں حاجی صاحب کے یہ خیال گشت کر رہا تھا کہ حضور کو کھانے میں بہت احتیاط ہے غذا میں سوجی کا بسکٹ استعمال ہے یہ روٹی اور وہ بھی باجرے کی اور اس پر ماش کی دال کس طرح تناول فرمائیں گے۔ مگر قربان اس اخلاق اور دلداری کے کہ میزبان کی خوشی کے لیے خوب سیر ہو کر کھایا حاجی صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں جب تک کھاتا رہا حضور بھی برابر تناول فرماتے رہے وہاں سے واپسی میں پولیس کی چوکی کے قریب حاجی صاحب کے شبہ کو رفع فرمانے کے لیے ارشاد فرمایا اگر ایسی خلوص کی دعوت روز ہو تو میں روز قبول کروں۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ میرے قیام بریلی شریف کے زمانہ میں بھی ایک واقعہ اسی قسم کا پیش آیا تھا محلہ بانسمنڈی کے قریب ایک صاحب اعلیحضرت کو دعوت دے کر چلے گئے دوسرے دن گاڑی آئی اعلیحضرت نے مجھ سے فرمایا مولانا آپ بھی چلیں گرمی کا زمانہ تھا اور بعد مغرب کا وقت مکان پر گاڑی پہنچی تو میزبان صاحب منتظر تھے باہر بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی اندر مکان کے تشریف لے گئے آنگن میں ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی اور اوس پر دری تھی چلتے وقت میں نے خیال کیا تھا کہ پلاؤ ضرور ہوگا۔ اب جو دیکھتا ہوں کہ ہاتھ دھلانے کے بعد ایک ڈھلیا میں چند روٹیاں رکھی ہوئی ہیں اور قیمہ غالباً گائے کے گوشت کا تھا یہ دیکھکر مجھے اولجھن ہوئی نگاہ اوپر اوٹھائی تو سامنے خس پوش مکان نظر پڑا سمجھا کہ آدمی غریب ہے اس لیے اس سے جو ہو سکا حاضر کیا لیکن ساتھ ساتھ خیال ہوا تھا کہ اعلیحضرت تو گائے کا گوشت تناول نہیں فرماتے اگر شوربہ دار ہوتا تو شوربے ہی پر اکتفا فرماتے ہیں اسی خیال میں تھا کہ اعلیحضرت نے فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ پڑھکر مسلمان جو کچھ

Marfat.com

کھائے ہرگز ضرر نہ دے گا۔ میں سمجھ گیا کہ میرے شبہ کا جواب ہے میزبان صاحب میرے ملاقاتی تھے۔ جب کھانے کے بعد میں ہاتھ دھوتے لگا تو ان سے کہا کہ اس غربت کی حالت میں آپ کو اعلیحضرت کے دعوت کی ضرورت ہی کیا تھی بولے کہ غربت ہی کی وجہ سے تو اعلیحضرت کی دعوت کی تا کہ اعلیحضرت کا قدم مبارک میرے یہاں پہنچے نان نمک جو کچھ ہو سکے حاضر خدمت کردں حضور کھانے کے بعد دعا فرمائیں تو گھر کا دلدر دور ہو اور خوشحالی آئے۔ اور برکات دین و دنیا حاصل ہوں۔

ذکاء اللہ خانصاحب کا بیان ہے کہ اعلیحضرت ایک زمانہ میں حسن میاں والے مکان میں تشریف رکھتے تھے ایک روز شہر میں کسی جگہ حضرت کا تشریف لے جانا ہوا خادم ہمراہ گیا واپسی پر دوپہر کے کھانے کا وقت تھا فرمایا ذرا ٹھہریے گا یہ کہکر مکان کے اندر تشریف لے گئے چند منٹ کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میرے لیے سینی میں کھانا لیے ہوئے تشریف لا رہے ہیں اور مجھ سے فرمایا کھائیے میں شرم اور ندامت کے مارے ہمت نہیں کرتا تھا۔ آخر حضرت کے اصرار کی وجہ سے کھانا دست مبارک سے لے لیا اور کھالیا۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ فقیر کا لڑکا یعقوب علی عرف جیلانی میاں بیان کرتا ہے کہ اعلیحضرت کی کچھ ہلکی سی صورت یاد ہے ایک واقعہ میں مجرم کی حیثیت سے حضرت کے سامنے میں پیش کیا گیا تھا۔ کیونکہ والدہ میری ضدی اور شریر ہونے کی وجہ سے بہت کم ساتھ لے جایا کرتی تھیں اوس دن والدہ اپنے ساتھ مجھکو اور میری خالہ زاد بہن کو جو میری ہم عمر تھی لے گئی تھیں اوس کو میں بلا کہہ کر چڑایا کرتا تھا چنانچہ اوس دن بھی میں نے چڑایا اور شاید مارا بھی وہ شکایت لے کر حضرت قبلہ کے پاس گئی کہ دیکھیے حضرت جیلانی میاں نے مجھے مارا ہے حضرت نے جب سُنا تو اونکا چہرہ غصہ سے سُرخ ہوگیا اور فرمایا بلاؤ جیلانی کو وہ سمجھے کہ ان کے پوتے جیلانی میاں نے یہ شرارت کی ہے چنانچہ مجھے حاضر کیا گیا اور میری بہن نے کہا کہ اس نے مجھے مارا ہے اس پر حضرت نے مسکرا کر پوچھا بھئی تم نے کیوں مارا میں نے کہا حضرت یہ بلا ہے اس لیے مارا ہے اور ہم دونوں ان کے ہاتھ سے ایک ایک نوالہ کھا کر بھاگ گئے اللہ اللہ مہمان کی کتنی خاطر داری ملحوظ ہے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کی عام غذا روٹی چکی کے پسے ہوئے آٹے کی اور بکری کا قورمہ تھا گائے کا

Marfat.com

گوشت تناول نہیں فرمایا کرتے تھے لیکن ایک شخص نے حضور کی دعوت کی وہ باصرار لے گئے اعلیحضرت فرماتے تھے ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے وہاں دعوت کا یہ ساماں تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں۔ یہی کھانا تھا سید صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ گائے کے گوشت کے عادی نہیں ہیں اور یہاں اور کوئی چیز موجود نہیں ہے بہتر کہ صاحب خانہ سے کہدیا جائے میں نے کہا میری عادت نہیں وہی پوریاں کباب کھائے اوسی دن سوڑھوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور مونہہ بالکل بند ہو گیا مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اترتا تھا اور اسی پر اکتفا کرتا بات بالکل نہ کر سکتا تھا۔ یہانتک کہ قراءت سریہ بھی میسر نہ تھی سنتوں میں بھی کسی کی اقتدا کرتا اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھدیتا بخار بہت شدید اور کان کے پیچھے گلٹیاں میرے منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا اون صاحب نے بغور دیکھکر سات آٹھ مرتبہ کہا یہ وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون میں بالکل کلام نہ کر سکتا تھا اس لیے انھیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ نہ مجھے طاعون ہے اور نہ انشاءاللہ العزیز کبھی ہو گا۔ اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھکر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھکر یہ دعا پڑھ لے گا۔ اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے

الحمد للّٰہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا ○

جن جن امراض کے مریضوں جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا الحمد اللہ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔ البتہ ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے مجھے نو عمری میں اکثر آشوب چشم ہو جایا کرتا تھا۔ اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا ۱۹ سال کی عمر ہو گی کہ رامپور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھکر یہ دعا پڑھی جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہیں ہوا اوسی

زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دکھتی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی دوسری دبی وہ بھی صاف ہوگئی مگر درد کھٹک سرخی کوئی تکلیف اصلاکسی قسم کی نہیں افسوس اس لئے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہے تین بیماریوں کو مکروہ نہ جانو زکام کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے کھجلی کہ اس سے امراض جلدیہ جذام وغیرہ کا انسداد ہوجاتا ہے۔ آشوبِ چشم نابینائی کو دفع کرتا ہے اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا ایک اور مرض پیش آیا جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا گرمی کا موسم تھا دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا الحمدللہ تیسواں سال تھا آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز سر سے دہنی آنکھ میں اتر آئی بائیں آنکھ بند کرکے دہنی سے دیکھا تو وسط شئی مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا اس کے نیچے شئی کا جتنا حصہ ہو وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا یہاں ایک ڈاکٹر اس زمانہ میں علاج چشم میں بہت سربرآوردہ تھا سینڈرسن یا انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا میرے استاد جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کہ کثرت کتاب بینی سے کچھ یبوست آگئی ہے پندرہ دن کتاب نہ دیکھیے مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی حکیم سید مولوی اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے فرمایا مقدمہ نزول آب ہے بیس برس بعد (خدا ناکردہ) پانی اتر آئے گا میں نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہوگیا ۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا کہا چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئے گا۔ ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا انہوں نے بیس برس بعد کہے تھے انہوں نے سولہ برس بعد چار برس کہے مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے

Marfat.com

سے معاذ اللہ متزلزل ہوتا الحمد للہ بیس دو کنار تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر دیمنا نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے گا نہیں نے کتاب مبنی میں کبھی کمی کی نہ کمی کردں یہ میں نے اس لیے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم دباقی معجزات ہیں جو آج تک آنکھوں دیکھے جا رہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے اگر انہیں واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کیے تو ایک دفتر ہو۔ مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا۔ آخر شب میں کرب بڑھا میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی اللھم صدق الحبیب دکذب الطبیب کسی نے میرے دہنے کان پر مونہہ رکھکر کہا مسواک اور سیاہ مرچیں لوگ باری باری میرے لیے جاگتے تھے اوس وقت جو شخص جاگ رہا تھا۔ میں نے اشارہ سے اوسے بلایا اور اُسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا وہ سواک تو سمجھ گئے گول مرچ کس طرح سمجھیں عرض بمشکل سمجھے جب دونوں چیزیں آئیں بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا مونہہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھکر سیاہ مرچ کا سفوف چھوڑ دیا کہ دانتوں نے بند ہوکر دبا لیا پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کالا لعرخون کی آئی مگر کوئی تکلیف واذیت محسوس نہ ہوئی اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی۔ اور بحمد اللہ وہ گلٹیاں جاتی رہیں مونہہ کھل گیا میں نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالےٰ دفع ہوگیا۔ دو تین روز میں بخار بھی جاتا رہا۔

**خوش خطی** علمائے کرام جس درجہ علم وفضل میں کامل ہوتے ہیں نسبتہً خوشخط نہیں ہوا کرتے حضرت بحر العلوم علامہ عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ ان کا خط ایسا تھا کہ دوسرے تو دوسرے بسا اوقات خود اون سے بھی نہیں پڑھا جاتا تھا۔ اسی لیے اُن کی تصنیفات کے نسخے مختلف پائے جاتے ہیں کوئی شاگرد لکھنے لگے کسی جگہ عبارت نہ چلی حضرت سے دریافت کیا پڑھا نہ گیا۔ شاگرد نے پوچھا کہ کیا لکھدوں کوئی لفظ جو اوس مفہوم کو ادا کر سکے بتا دیا دوسری مرتبہ دوسرے نقل کرنے والے

Marfat.com

نے پوچھا اس وقت جو لفظ مناسب معلوم ہوا بتا دیا میں نے خود لپنے معاصرین علماء
اساتذہ زماں کو دیکھا مگر خوشخط نہ پایا یہ فضل وکمال اعلیحضرت کے خصوصیات سے تھا کہ جس
درجہ علم وفضل میں کمال تھا اوسی درجہ نسخ نستعلیق شکستہ خطوط بھی بہت پاکیزہ تھے اور صدہا
کتھا ہوا تحریر فرماتے تھے اور بہت ہی زود نویس چار آدمی نقل کرنے بیٹھ جاتے اور حضرت
ایک ایک ورق تصنیف کر کے اونہیں نقل کرنے کو عنایت فرماتے یہ چاروں نقل نہ کرنے
پاتے کہ پانچواں ورق تیار ہو جاتا چنانچہ رسالہ مبارکہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ
المین علمائے حرمین شریفین کی تصدیق کے لئے بھیجا تھا اور وقت بہت کم تھا کہ حجاج جلد
جانے والے تھے اور اس وقت اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ حضور کے مسودات کریمہ میں اس کا بھی
مشاہدہ کیا گیا کہ ایک سطر کا مضمون جو لفظا ہر گنجان بھی نہیں معلوم ہوتا اگر نقل کیا جائے تو اس
کی ساری سطر میں نہیں آتا بلکہ تجاوز کر جاتا نیز تیز رقم اس قدر کہ ناظرین کو دست مبارک
میں رعشہ کا گمان ہوتا حالانکہ ایسا نہ تھا۔ فقیر نے خود فتاوی رضویہ کی قلمی مجلد میں ایک
رسالہ کی بخط نستعلیق زیارت کی ہے جو بغیر امداد مسطر تحریر فرمایا ہے مگر بین السطور و
دوائر اس قدر مستقیم ومساوی و دیدہ زیب ہیں کہ اگر پرکار سے پیمائش کی جائے تو
سرِ مو فرق نہ ہو۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی بھی اس کی تصدیق کرتا
ہے اور اوس رسالہ کا نام مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید ہے میری رائے
ہے کہ یہ رسالہ نو ڈکر کے شائع کیا جائے تو بہت بہتر ہو۔

**وعظ وتقریر**

حضرت سید اسمٰعیل حسن میاں صاحب نے فرمایا کہ جناب مولانا احمد رضا خاں
صاحب وعظ بیان فرمانے سے بہت احتراز فرماتے تھے ایک بار
جامع مسجد سیتاپور میں ایک صاحب نے بلا اجازت وعلم مولانا کے وعظ کا اعلان کر دیا
لوگ رک گئے مولانا کو اون کا اعلان کرنا بہت ناگوار گذرا مگر جناب مولانا عبد القادر
صاحب بدایونی نے فرمایا مولانا لوگ رکے ہوئے ہیں کچھ بیان فرما دیجیے سنن ونوافل

Marfat.com

سے فارغ ہونے کے بعد وضو جدید کرکے سورۃ لسعلنے کا نہایت ہی اعلئے بیان فرمایا۔

جامع حالات فقیر محمد ظفرالدین قادری رضوی عفرلہ المولیٰ القوی کہتا ہے کہ اسی قسم کا ایک واقعہ جامع مسجد شمسی بدایوں میں پیش آیا اور غالباً یہ واقعہ سیتاپور سے پہلے کا ہے حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر اطلاع و علم اعلیحضرت موذن مسجد سے کہدیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد جناب مولانا احمد رضا خانصاحب کے وعظ کا اعلان کردینا انہوں نے فرض جمعہ کے سلام کے ساتھ ہی کھڑے ہوکر اعلان کردیا سب حضرات سنن ونوافل کے بعد تشریف رکھیں اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی کا وعظ ہوگا۔ جب اعلیحضرت سنن ونوافل سے فارغ ہوئے دیکھا کہ سب لوگ انتظار میں بہزار ذوق وشوق بیٹھے ہوئے ہیں اعلیحضرت نے عذر فرمایا کہ میں تو وعظ نہیں کہا کرتا مولانا عبدالقیوم صاحب نے فرمایا تو آج یہیں سے وعظ کی ابتدا ہو اعلیحضرت نے فرمایا کہ آپ نے مجھے پہلے سے خبر نہ دی مولانا نے فرمایا کہ آپ کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں اعلیحضرت حسب اصرار منبر پر تشریف لے گئے اور دو گھنٹے کامل نہایت ہی پر اثر زبردست وعظ فرمایا مولانا عبدالقیوم صاحب نے بعد ختم وعظ مصافحہ کیا اور فرمایا کہ کوئی عالم کتب دیکھکر آنے کے بعد بھی ایسے پر از معلومات پر اثر بیان سے حاضرین کو محظوظ نہیں کرسکتا ہے۔ یہ وسعت معلومات جناب ہی کا حصہ ہے۔

حضرت سید اسمٰعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ ۱۳۱۸ھ میں ندوہ کا جلسہ پٹنہ میں ہوا تھا۔ جناب قاضی عبدالوحید صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس عظیم آباد محلہ لودیکڑہ نے مصلحین ندوہ اہلسنت وجماعت کا جلسہ بھی وہیں قائم کیا تھا اور اس میں اکثر وبیشتر علماء اہلسنت وجماعت تشریف فرما تھے جب مولانا احمد رضا خانصاحب کا بیان شروع ہوا شب کا وقت تھا میں اور مولانا عبدالقادر صاحب جلسہ میں نہ تھے قیامگاہ پر تھے میں سونے کو لیٹ گیا تھا حضرت مولانا عبدالقادر صاحب نے مجھے جگاکر فرمایا کہ میاں مولانا احمد رضا خانصاحب کا بیان ہو رہا ہے اور سنا ہے کہ ندویوں کے سرغنہ بھی آئے ہوئے ہیں اس وقت ہمارے پٹھان کے دار دیکھنے کے قابل ہیں چلیے ہم سب بھی چلیے

Marfat.com

میں پہنچے بہت زور دار بیان مولانا فرمارہے تھے۔ اور یہ معلوم کر کے کہ ندوی ملانے اپنے کو مخفی کیے ہوئے یہاں موجود ہیں۔ ندوہ پر اشد کامل رد فرمارہے تھے جس کو سننے کی صنادید ندوہ کو تاب نہ رہی اور وہ ایک ایک دو دو کر کے کھسکنا شروع ہوئے یہ دیکھکر مولوی ہدایت رسول صاحب نے مجمع کے درمیان باواز بلند فرمایا ابھی سے کہاں چلے ابھی تو پہلا ہی چرکہ ہے ذرا تو ٹھہریئے۔

جامع حالات فقیر ظفرالدین قادری رضوی عفرلہ المولی القوی کہتا ہے یہ تمام و کمال وعظ اسی زمانہ میں روداد مجلس اہلسنت و جماعت مسمی بہ دربار حق و ہدایت میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ دوران جلسہ میں قصیدہ مبارکہ امال الابرار و آلام الاشرار جناب مولوی حکیم عبدالحمید صاحب پریشاں عظیم آبادی کے قصیدہ کے جواب میں پڑھا جس میں مشہور ترین علمائے اہلسنت حاضرین جلسہ کے نام ایک ایک کر کے گنائے ہیں اسی طرح رد ندوہ کا جلسہ جو کلکتہ میں ہوا دھرم تلہ کی مسجد عظیم الشان میں اعلیحضرت کا وعظ ہوا جس میں مجمع مسجد کے علاوہ تمام سڑکوں پر بھرا ہوا تھا اس جلسہ میں بھی اعیان ندوہ تشریف لائے تو روئے سخن رد ندوہ کی طرف پھیرا اور قرآن و حدیث سے بہت زور دار طریقہ پر رد فرمایا کہ کسی کو مجال دم زدن نہوی اوسی جلسہ میں بطور رجز یہ اشعار بھی فرمائے تھے۔

منم کہ علم بہ بیرمے بازوم نازد      منم کہ جملہ من شیر را براندازد
چشیدہ باشی بہ تیر قضا من آلنتم      شنیدہ بودی احمد رضا من آلنتم

اعلیحضرت کا معمول تھا کہ سال میں تین وعظ بہت زبردست فرمایا کرتے تھے ایک سالانہ جلسہ دستار بندی طلبائے فارغ التحصیل مدرسہ اہلسنت و جماعت مسجد بی بی محلہ بہاریپور میں دوسرا مجلس میلاد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو حضور کی طرف سے ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو دونوں وقت صبح آٹھ بجے اور شب کو بعد نماز عشا حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب کے مکان میں کہ وہی آبائی مکان اعلیحضرت کا ہے منعقد ہوتی تھی جس میں شہر بھر کے عمائد و معززین مطبوعہ دعوت نامہ کے ذریعہ مدعو ہوتے اور اس مجلس کا اہتمام اور وعظ کی اہمیت شہر بھر میں ایسی تھی کہ اوس تاریخ کو کسی دوسری جگہ اہتمام و انتظام

Marfat.com

کے ساتھ مجلس نہیں ہوتی تھی جملہ شائقین یہیں آکر شریک جلسہ ہوتے تھے تیسرا وعظ ۱۸ ذی الحجۃ الحرام
عرس سراپا قدس حضرت خاتم الاکابر وارث العلم والمجد افضل کابراعن کابر حضرت سیدی و مرشدی
شیخی جناب سید شاہ آل رسول صاحب مارہری قدس سرہ کے موقع پر ہوا اعلیحضرت کے کاشانۂ اقدس
پر انجام پایا تھا ان کے علاوہ کبھی کبھی اہل شہر کی دعوت اور عرض و تمنا پر بھی شہر کی بعض مجلس میلاد
میں بیان فرمایا کرتے تھے مگر اون تین جگہوں میں تین موقعوں پر بالالتزام حضور کی تقریر ضرور
ہوا کرتی تھی افسوس کہ وہ سب مواعظ حسنہ قلم بند نہ کیے گئے ورنہ بیش بہا معلومات کا ذریعہ
اور علمی دریا کے بیش بہا در بے بہا ہوتے۔

جناب ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ سید ظہیر علی صاحب ساکن محلہ ذخیرہ حضور کے
مخصوص عقیدت مندوں سے ہیں ممدوح نے خود فقیر سے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور پرنور اعلیحضرت
قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کے عرس شریف میں بدایوں تشریف لے گئے وہاں ۹ بجے صبح سے ۳ بجے تک کامل چھ گھنٹے
سورہ والضحیٰ پر حضور کا بیان ہوا پھر فرمایا کہ اسی سورہ مبارکہ کی کچھ آیات کریمہ کی تفسیر میں اسی
جز رقم فرما کر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے کلام پاک کی تفسیر لکھ سکوں۔

اور نفیش کا بیان ہے کہ عید میلاد النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دن ہے آستانۂ عالیہ قادریہ
رضویہ پر صبح صادق سے چہل پہل اور انتظامات پرانی حویلی میں یعنی آبائی مکان جس میں حضرت
مولانا حسن رضا خانصاحب منجھلے میاں رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ہے، مجلس میلاد فیض بنیاد کے
جلد جلد انتظامات ہو رہے ہیں گھر گھر میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں کوئی غسل کر رہا ہے۔ تو کوئی
بہترین لباس پہن کر مسجد شریف میں نماز فجر کے لیے حضور کی آمد کا منتظر ہے۔ ہر خورد وکلاں
خوشی سے پھولا نہیں سماتا ہے۔ غرض مریدین و معتقدین و متوسلین جسے دیکھئے نئے لباس
میں دوڑا چلا آرہا ہے۔ مسجد میں صف بندیاں ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ مختصر یہ کہ حضور کاشانہ
اقدس سے تشریف لاتے ہیں فریضہ فجر ادا کیا جاتا ہے اور جس وقت فارغ ہوتے ہیں
تو قریب قریب مسجد نمازیوں سے بھری ہوتی ہے اب ہر شخص اس کا منتظر ہے کہ حضور
وظائف سے فارغ ہو جائیں تو دست بوسی کر لی جائے چنانچہ بعد فراغت دست بوس ہوتے

Marfat.com

جاتے ہیں اور جلد جلد مجلس شریف میں منبر شریف کے قریب تر ہل کر بیٹھتے جاتے ہیں اور اس اضطراب کی وجہ دراصل یہ ہے کہ حضور پر نور اعلیحضرت قبلہ کے سال میں صرف تین ہی بیان ہوتے ہیں اس لیے یہ خیال کہ ہمیں منبر کے قریب جگہ مل جائے مجمع بہت پہلے سے ہوگیا۔ مداح الحبیب مولوی جمیل الرحمن خانصاحب قادری رضوی نے مع اپنے شاگردوں کے منبر شریف پر آکر ذکر فضائل سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آلہ وصحبہ وبارک وکرم اور پر کیف نعت خوانی خوش الحانی کے ساتھ شروع فرمادی اور ٹھیک ۱۰ بجے ذکر میلاد آغاز فرمایا عین قیام کے وقت حضور نے شرکت فرمائی اور منبر شریف پر رونق افروز ہوئے ۱۰-۲۰ منٹ حضور نے سکوت اختیار فرمایا کہ تشریف آوری پر باہر سے ایک دم ہجوم شائقین کا سیلاب عظیم آجانے سے چپقلش پیدا ہوگئی تھی اور ایک پر ایک ریلا آنے سے گر رہا تھا یہ کیفیت دیکھکر حضور کے نواسے حاجی شاہد علی خاں صاحب نے بآواز بلند مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ درود شریف پڑھتے جایئے اور آگے بڑھتے جایئے اس طرح گنجائش ہوئی آپ نے چند بار یہی ہدایت دوہرائی اور گنجائش نکالی گر پھر بھی دروازہ پر مجمع موجود تھا تو آپنے توجہ دلائی کہ ہر ایک صاحب دونوں زانو اٹھالیں اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں مختصر یہ کہ پھر دروازہ کے سامنے کا ہجوم نہ کم ہونا تھا نہ کم ہوا۔ ہاں ابتداءً جیسا شور وغل بڑھا وہ بالکل جاتا رہا اس کے بعد حضور کے لیے اوگالدان اور گلاس پانی کا آیا حضور نے غرارہ فرماکر وعظ مبارک ان الفاظ کریمہ سے شروع فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی فضل سیدنا ومولانا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی العلمین جمیعا واتاہ یوم القیمۃ للمذنبین المتلوثین الخاطئین الہالکین شفیعا صلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ وعلی کل من ھو محبوب ومرضی لدیہ صلاۃ تبقی وتدوم بدوام الملک الحی القیوم ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ

ــہ اس وعظ مبارک کو اسی وقت دوران بیان ہی میں فقیر سگ بارگاہ رضوی عبید الرضا غفرلہ نے قلمبند کیا جو حضرت مولانا حسنین رضا خانصاحب دام ظلہم العالی نے حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کر رسالہ مبارکہ الرضا میں شائع فرمایا۔

Marfat.com

بالهدى ودين الحق ارسله صلى الله تعالىٰ عليه وعلى آله وصحبه اجمعين وبارك
وسلم قال الله تعالىٰ فى القرآن الحكيم بسم الله الرحمن الرحيم ۝ الحمد لله رب العلمين ۝
الرحمن الرحيم ۝ ملك يوم الدين ۝ اياك نعبد واياك نستعين ۝ اهدنا الصراط
المستقيم ۝ صراط الذين انعمت عليهم ۝ غير المغضوب عليهم ولا الضالين ۝ آمين

حضرت عزت جل جلالہ اپنی کتاب کریم و ذکر حکیم میں اپنے بندوں پر اپنی رحمت تامہ گسترده فرماتا اور اون کو اپنے دربار تک وصول کا طریقہ بتاتا ہے یہ سورۂ مبارکہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں بندوں کو تعلیم فرمائی اور خود اون کی طرف سے ارشاد ہوئی ابتدا اوس کی اور تمام سور قرآن عظیم کی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے فرمائی گئیں اول حقیقی اللہ عز وجل ہے هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم ۝ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اسم جلالت اللہ سے ہونی چاہیے تھی کہ اللہ الرحمن الرحیم مگر ابتدا یوں فرمائی گئی بسم اللہ الرحمن الرحیم وجہ اول حقیقی اللہ کا علم ذات ہے کہ ذات واجب الوجود مستجمع جمیع صفات کمالیہ پر دال ہے اوس سے پہلے لفظ اسم کا لائے اور اوس پر بے کا حرف داخل فرمایا گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ اپنی الوہیت وحدانیت وہویت میں بے غایت بے غایت ظہور سے بغایت بطون میں ہے بندوں کو اوس تک وصول محال کسی کی عقل کسی کا وہم کسی کا خیال اوس تک نہیں پہنچتا جس کا نام اللہ ہے وہ پاک و منزہ ہے اس سے کہ اوس تک فکر و وہم کا وصول ہو سکے ایسی مخفی و باطن شئے تک وصول کے لیے علامت درکار ہے اور اسم کہتے ہیں علامت کو جو دلالت کرے ذات پر تو اسم اللہ ذریعہ ہوا اوس کا اور اسم جبکہ نام ٹھہرا اوس شئے کا جو دلالت کرنے والی ہے ذات پر ذات پاک ہے اس سے کہ اوسے کسی چیز کی حاجت ہو ضرور ہے کہ ذات پر دلالت کرنے کے لیے تین چیزیں ہونی چاہئیں ایک ذات ہو دوسرا اوس کا غیر ہو تیسرا بیچ میں کوئی واسطہ ہو جو دلالت کرسکے اوس غیر کو اوس ذات کی طرف وہ ذات ذات الہی ہے وہ غیر یہ تمام عالم مخلوقات اور اسم اللہ کہ اللہ پر دلالت کرنے والا ہے وہ محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہیں تو گویا ابتدا ہی نام پاک سے کی گئی اپنے نام پاک سے پہلے نام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

کالایا جاتا ہے کہ ذریعہ وصول ہوئے اسم اللہ تمام مخلوقات کے لیے تو ازل سے ابد تک وجود میں لائی گئی ذات اقدس کی طرف دال ہے اس واسطے کہ تمام جہان کو اللہ کی طرف حضور ہی نے ہدایت فرمائی حضور ہی ہادی ہیں مخلوق الٰہی کے یہاں تک کہ انبیاء کرام و مرسلین عظام کے بھی ہادی ہیں تو حضور کے سوا جتنے ہادی دلالت مطلقہ سے موصوف نہیں ہو سکتے کہ اونھوں نے تمام مخلوق کو دلالت کی اون کو کسی نے دلالت نہ کی ہو ایسا نہیں وہ اگر امتوں کے دال ہیں تو حضور کے مدلول ہیں دلالت مطلقہ خاص حضور اقدس ہی کے لیے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام غیر کو اللہ کی طرف جس نے دلالت کی وہ محمد رسول اللہ ہیں صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات الٰہی میں کچھ تو وہ ہیں جو اللہ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے کچھ وہ ہیں جو علاقہ رکھتے ہیں وسائط کے ساتھ مگر دوسرا اون سے علاقہ نہیں رکھتا مہدی ہیں ہادی نہیں ہادی بالذات نہیں اگرچہ بالواسطہ ہادی ہوں اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الاطلاق ہادی و مہدی ہیں کلمہ کی تین قسمیں ہیں اسم فعل حرف حرف تو مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ فعل مسند ہوتا ہے مگر مسند الیہ نہیں ہوتا اسم مسند بھی ہوتا ہے مسند الیہ بھی ہوتا ہے تو جو ذات الٰہی سے بیعلاقہ ہیں وہ حرف کہ ومنھم من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر ن اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجھہ خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ھو الخسران المبین ۰ کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کو پوجتے ہیں کنارے پر تو اگر بھلائی پہنچ گئی تو مطمئن رہے اور اگر کوئی آزمائش ہوئی تو کنارہ پر کھڑے ہی تھے فوراً ایک قدم میں بدل گئے پلٹ گئے اون کو دنیا و آخرت دونوں میں خسارہ ہوا اور یہی کھلا خسارہ ہے تو یہ نہ مسند ہیں نہ مسند الیہ کہ حرف ہیں اور وہ جو خود ذات الٰہی سے علاقہ رکھتے ہیں مگر بالذات اون سے دوسرا علاقہ نہیں رکھتا وہ تمام مومنین و ہادین ہیں کہ مسند ہیں مگر بالذات مسند الیہ نہیں وہ فعل ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریم بیشک مسند و مسند الیہ بالذات و بے وساطت ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسم ہیں کہ ان کو اپنے رب سے نسبت ہے اور سب کو ان سے نسبت ہے اور یہی شان ہے اسم کی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم۔

Marfat.com

اسم کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ اوس پر حرف تعریف داخل ہو اور تعریف کی حد ہے حمد اور حمد کی تکثیر ہے تحمید اور اوسی سے مشتق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی بار بار اور بکثرت تعریف کیے گئے حمد کیے گئے تو مخلوقات میں تعریف کے اصل مستحق نہیں مگر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ وہی اصل جملہ کمالات ہیں جس کو جو کمال ملا ہے وہ حضور ہی کے کمال کا صدقہ اور ظل اور پرتو ہے امام سیدی محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں عرض کرتے ہیں۔

کیف ترقی رقیک الانبیاء    یاسماء ما طاولتھا سماء

لم یساووک فی علاک وقد حا    ل سنا منک دونھم وسناء

انما مثلوا صفاتک للنا    س کما مثل النجوم الماء

انبیا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ترقی کیسے پاسکیں۔ اے وہ آسمان جس سے کوئی آسمان بلندی میں مقابلہ نہیں کرسکتا ٭ وہ حضور کے مراتب بلند کے قریب نہ پہنچے حضور کی رفعت و روشنی حضور تک پہنچنے سے اونہیں حائل ہوگئی ٭ وہ تو حضور کے صفات کریمہ کا پرتو لوگوں کو دکھارہے ہیں جیسے ستاروں کی شبیہ پانی دکھاتا ہے ٭ حضور کی صفات کو نجوم سے تشبیہہ دی کہ وہ تو لا تعد ولا تحصی ہیں انبیاء کرام غایت المجلا ہیں مثل پانی کے ہیں اپنی صفا کے سبب اون نجوم کا عکس لے کر ظاہر کرتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ وبارک وکرم تحمد ہوا کرتی ہے مقابل کسی صفت کمال کے اور تمام صفت مخلوقات میں خاص ہیں حضور کے لیے باقی کو جو ملا ہے حضور کا عطیہ و صدقہ ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انا قاسم واللہ المعطی عطا فرمانے والا اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں۔ کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس چیز کا عطا فرمانے والا اللہ ہے اور کس چیز کے حضور قاسم ہیں ایسی جگہ اطلاق دلیل تعمیم ہوتی ہے کونسی چیز ہے جس کا دینے والا اللہ نہیں تو ہر چیز جس کو اللہ نے دی تقسیم فرمانے والے اس کے حضور ہی ہیں جو اطلاق و تعمیم وہاں ہے یہاں بھی ہے جس کو ملا اور جو کچھ بٹا اور بٹے گا ابتداء خلق سے ابد الآباد تک ظاہر و باطن میں روح و جسم میں ارض و سما میں عرش و فرش میں دنیا و آخرت میں جو کچھ ہے اوس سب کے بانٹنے والے

Marfat.com

حضور ہی ہیں اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھ سے ملتا ہے اور ملے گا الی ابد الاباد لہذا مخلوقات میں تعریف کے اصل مستحق یہ ہی ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

اسم کا خاصہ ہے جر اور جر کے معنی کشش یعنی جذب فرمانا یہ خاصہ ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کھینچنا دو طرح کا ہوتا ہے ایک بلا مزاحمت کہ جس کو کھینچا جائے۔ وہ کھینچ آئے دوسرا مزاحمت کے ساتھ کہ کھینچنے والا تو کھینچ رہا ہے اور یہ کھنچنا نہیں چاہتا ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انتم تتقحمون فی النار کالفراش وانا اخذ بحجزکم هلم الی تم پروانوں کی مانند آگ پر گرے پڑتے ہو اور میں تمہارا کمر بند پکڑے کھینچ رہا ہوں کہ میری طرف آؤ یہ شان ہے جر کی یعنی کشش کی اسم نحوی کا خاصہ جر من حیث الوقوع ہے اور اسم اللہ کا من حیث الصدور ہاں جر ان افعال وکیفیات سے ناشی ہوتا ہے جن پر حروف جارہ دلالت کرتے ہیں وہ یہاں بروجہ اتم ہیں مثلاً (ب) کے معنی ہیں الصاق یعنی ملانا یہ خاص کام ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ خلق کو خالق سے ملاتے ہیں یا (من) کہ ابتدائے غایت کے لیئے ہے یہ بھی خاص ہے حضور ہی کے لیے یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ اے جابر تمام جہان سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ وبارک وکرم ہر فضل ہر کمال حتیٰ کہ وجود میں بھی ابتدا ان ہی سے ہے صلی اللہ علیہ وسلم (الی) آتا ہے انتہا غایت کے لئے انتہائے کمال انہیں پر بلکہ ہر فرد کمال انہیں پر منتہی ہوتا ہے اول الانبیا بھی وہی رہیں اور خاتم النبیین بھی وہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم تلمسانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ایک بار جبرئیل امین حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور عرض کی السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن رب العزت نے قرآن عظیم میں اپنی صفت فرمائی هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بکل شئ علیم ۰ اس غایت کے لحاظ سے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے فرمایا کہ یہ صفات میرے رب عزوجل کی ہیں عرض کی یہ صفات اللہ عزوجل کی ہیں اس نے حضور کو بھی ان سے متصف فرمایا اللہ نے حضور کو اول کیا تمام مخلوق سے پہلے حضور کے نور کو پیدا کیا اور اللہ نے حضور کو آخر کیا کہ تمام انبیا کے بعد مبعوث فرمایا اور

Marfat.com

حضور کو ظاہر کیا اپنے معجزات بینہ سے کہ عالم میں کسی کو شک و شبہ کی مجال نہیں اور حضور کو باطن کیا ایسے غایت ظہور سے کہ آفتاب اوس کے کروڑویں حصہ کو نہیں پہنچتا آفتاب اور جملہ انوار اونھیں کے پر تو ہیں آفتاب میں شک ہو سکتا ہے اور اون میں شک ممکن نہیں فرض کیجئے کہ ہم نصف النہار پر ایک روشن شرارہ آفتاب کے برابر دیکھیں جسے اپنے گمان سے یقیناً آفتاب سمجھیں اور اس کی دھوپ بھی دوپہر ہی کی طرح پھیلی ہو اور حضور فرمائیں کہ یہ آفتاب نہیں کوئی کرہ نار کا شرارہ ہے یقیناً ہر مسلمان صدق دل سے فوراً ایمان لائے گا۔ کہ حضور کا ارشاد قطعاً حق و صحیح ہے اور آفتاب سمجھنا میری نگاہ و گمان کی غلطی صریح ہے آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ آفتاب ہنوز معرض خفا میں ہے اور حضور پر اصلا خفا نہیں آفتاب سے کروڑوں درجہ زیادہ روشن ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم اور ان کا یہ غایت ظہور ہی غایت بطون کا سبب ہے اور حضور کے بطون کی یہ شان ہے کہ خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی واقف نہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اعرف الناس یعنی سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت مرحومہ میں ہیں اسی واسطے اون کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے معرفت الٰہی وہ معرفت محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الٰہی بھی زائد ہے صدیق اکبر جیسے اعرف الناس کہ تمام جہاں سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے ہیں اون سے ارشاد فرمایا یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی اے ابوبکر جیسا میں ہوں سوائے میرے رب کے کسی اور نے نہیں پہچانا باطن ایسے کہ سوائے خدا کے کسی نے اون کو پہچانا ہی نہیں اور ظاہر بھی ایسے کہ ہر ہر ذرہ شجر حجر وحوش طیور حضور کو جانتے ہیں یہ کمال ظہور ہے صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور کو جانتے ہیں جبرئیل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں۔ انبیاء مرسلین اپنے اپنے مراتب کے لائق باقی رہا حقیقتہ اون کو پہچاننا تو اون کا جاننے والا اون کا رب ہے تبارک و تعالیٰ اون کا بنانے والا اون کا نوازنے والا اون کی حقیقت کے پہچاننے میں دوسرے کے واسطے حصہ ہی نہیں رکھا بلا تشبیہ محب نہیں چاہتا کہ جو ادا محبوب کی اوس کے ساتھ ہے وہ دوسرے کے ساتھ ہو اللہ تعالیٰ تمام جہاں سے زیادہ غیرت رکھنے والا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں ان سعدا لغیور

Marfat.com

وانا اغیر منہ واللّٰہ اغیر منی سعد غیرت والا ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللّٰہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔
کیونکر روا رکھے گا۔ کہ دوسرا میرے حبیب کی اوس خاص ادا پر مطلع ہو جو میرے ساتھ ہے اسی واسطے فرمالیتا ہے جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا ہم تو جح قوم نیام فسلو عنه بالحلم، ہیں ہم تو کہتے ہیں۔
خواب ہی میں زیارت پر راضی ہیں انصاف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم بھی حقیقت اقدس کے لحاظ سے اسی کے مصداق ہیں دنیا خواب ہے اور اس کی بیداری نیند امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا لوگ سوتے ہیں مریں گے جاگیں گے خواب اور دنیا کی بیداری میں اتنا فرق ہے کہ خواب کے بعد آنکھ کھلی اور کچھ نہ تھا اور یہاں آنکھ بند ہوئی اور کچھ نہ تھا نتیجہ دونوں جگہ ایک جگہ ہے وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور ۝ خواب میں جمال اقدس کی زیارت مزور حق ہوتی ہے خود فرماتے ہیں صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من رآنی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل بی جس نے مجھے دیکھا اوس نے حق دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا پھر لوگ مختلف احوال و اشکال میں دیکھتے ہیں وہ اختلاف اون کے اپنے ایمان و احوال ہی کا ہے ہر ایک اپنے ایمان کے لائق اون کو دیکھتا ہے یونہی بیداری جتنے دیکھنے والے تھے سب اوس آئینہ حق نما میں اپنے ایمان کی صورت دیکھتے تھے ورنہ اون کی صورت حقیقیہ پر غیرت الٰہیہ کے ستر ہزار پردے ڈالے گئے ہیں کہ اون میں سے اگر ایک پردہ اوٹھا دیا جائے آفتاب جل کر خاک ہو جائے جیسے آفتاب کے آگے ستارے غائب ہو جاتے ہیں اور جو ستارہ اوس سے قران میں ہو احتراق میں کہلاتا ہے تو صحابہ کرام نے بھی خواب ہی میں زیارت کی نہ رب العزت کو کوئی بیداری میں دنیا میں دیکھ سکتا ہے۔ نہ جمال انور حضور اقدس کو جل و علا وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور انور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج میں کہ رب العزت جل جلالہ کو بیداری میں دیکھا وہ دیکھنا دنیا سے ورا تھا کہ دنیا ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک ہے۔ اور یہ رویت لامکان میں ہوئی تھی۔
بالجملہ اس وقت بھی ہر شخص نے اپنے ایمان ہی کی صورت دیکھی کہ حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم آئینہ خدا ساز ہیں ابو جہل حاضر ہو کر عرض کرتا ہے ؎

زشت نقشے کز بنی آدم شگفت

Marfat.com

حضور فرماتے ہیں صدقت تو سچ کہتا ہے ابوبکر صدیق اکبر عرض کرتے ہیں حضور سے زیادہ خوبصورت کوئی پیدا ہوا حضور بے مثل ہیں حضور آفتاب ہیں نہ شرقی و غربی ارشاد فرمایا صدقت تم سچ کہتے ہو صحابہ نے عرض کی حضور نے دو متضاد قولوں کی تصدیق فرمائی ارشاد فرمایا ؎

گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترک و ہندو در من آں بیند کہ اوست

میں اپنے چاہنے والے دوست رب تبارک و تعالیٰ کا اُجالا ہوا آئینہ ہوں ابوجہل کہ ظلمت کفر میں آلودہ ہے اوس کو اپنے کفر کی تاریکی نظر آئی اور ابوبکر سب سے بہتر تھے اونہوں نے اپنا نور ایمان دیکھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم لہذا ذات کریم جامع کمال ظہور وکمال بطون ہے ظہور کسی شیٔ کا جب ایک ترقی محدود تک ہوتا ہے۔ وہ شے نظر آتی ہے اور جب حد سے زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ نظر نہیں آتی آفتاب جب افق سے نکلتا ہے سرخی مائل کچھ بخارات وغبارات میں ہوتا ہے ہر شخص کی نگاہ اوس پر جمتی ہے جب ٹھیک نصف النہار پر پہنچتا ہے غایت ظہور سے باطن ہو جاتا ہے اب نگاہیں اوس پر نہیں ٹھہر سکتیں خیرہ ہو کر واپس آجاتی ہیں غایت ظہور پر پہنچا جس کی وجہ سے غایت بطون میں ہو گیا۔ آفتاب کہ نام ہے اون کی گلی کے ایک ذرہ کا وہ آفتاب حقیقت کہ رب العزت نے اپنی ذات کے لئے اس کو آئینہ کاملہ بنایا ہے اور اس میں مع ذات وصفات کے تجلی فرمائی ہے حقیقت اوس ذات کی کون پہچان سکتا ہے وہ غایت ظہور سے غایت بطون میں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم اسی سبب سے نام اقدس میں دونوں رعایتیں رکھی ہیں۔ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت اور بار بار غیر متناہی تعریف کیے گئے اطلاق نے تمام تعریفوں کو جمع فرمالیا یہ تو شان ہے غایت ظہور کی اور نام اقدس پر الف لام تعریف کا داخل نہیں ہوتا یعنی ایسے ظاہر ہیں کہ مستغنی عن التعریف ہیں تعریف کی ضرورت نہیں یا ایسے بطون میں ہیں کہ تعریف ہو نہیں سکتی تعریف عہد یا استغراق یا جنس کے لئے ہے وہ اپنے رب کی وحدت حقیقیہ کے مظہر کامل اپنے جملہ فضائل وکمالات میں شریک سے منزہ ہیں امام شرف الدین بوصیری بردہ شریف میں فرماتے ہیں ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

Marfat.com

اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں اون کے حسن کا جوہر فرد قابل انقسام نہیں کہ یہاں حیثیت واستغراق نامتصور اور عہد فرع معرفت ہے اور ان کو ذاتا وحقیقتہ کوئی پہچان ہی نہیں سکتا تو نام اقدس پر کہ علم ذات ہے لام تعریف کیونکر داخل ہو۔

جس طرح اما جد کرتے ہیں کاف تشبیہ بھی حرکے لیے آتا ہے ذات الہی کمال تنزیہہ کے مرتبہ میں ہے اور متشابہات میں تشبیہات بھی وارد صحیح مذہب محققین کا یہ ہے کہ تنزیہہ ہے اوس کی ذات وصفات کے لئے اور تشبیہہ ہے تجلیات کے لیے دونوں کو اس آیہ کریمہ میں جمع فرما دیا لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر لیس کمثلہ شی کوئی شے اوس کے مثل نہیں یہ تنزیہہ ہے اور وھو السمیع البصیر وہی ہے سننے والا دیکھنے والا یہ تشبیہہ جب تک اللہ تعالی نے عالم نہ بنایا تھا تشبیہہ نہ تھی جب عالم بنایا تو نہ عالم خیال میں نہ عالم مثال میں بلکہ عالم تمثیل میں تجلی تدلی کے لئے ایک تشبیہہ پیدا ہوئی جو عبارت ہے ذات اقدس سے صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم اور اللہ تعالی متعالی ہے تشبیہہ سے اس پہلی تجلی جو فرمائی ہے اوسی کا نام ہے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور اس تجلی کی اور تجلیات کی گئیں میں اون کا نام ہے انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام جس طرح امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اوپر بیان ہوا آگے فرمایا جاتا ہے الرحمن الرحیم مدح کا قاعدہ ہے کہ اختصاص پر دلالت کرتی ہے الرحمن الرحیم سے پہلے لایا گیا الرحمن کو رحمت کاملہ بالغہ رب تبارک وتعالی کے ساتھ خاص ہے پھر فرمایا گیا الرحیم یعنی مطلق رحمت بھی اوس کے ساتھ خاص ہے رب العزۃ کی بے انتہا صفات ہیں یہ کیا ہے جن سے تمام صفات الہیہ کو رحمت کے پردہ میں دکھایا اقھار المنتقم نہیں فرمایا جاتا الرحمن الرحیم خاص رحمت دکھائی جاتی ہے یہ وہی آئینہ ذات الہی ہے جس میں صفات قہر یہ بھی آکر خالص رحمت سے متلبس ہو جاتی ہیں وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم اولین کے لیے رحمت آخرین کے لیے رحمت ملائکہ کے لیے رحمت تمام مومنین کے لئے رحمت یہاں تک کہ دنیا میں وہ کافرین مشرکین منافقین مرتدین کے لیے بھی رحمت ہیں یہ لوگ بھی آج اون کی رحمت سے دنیا میں عذاب سے محفوظ ہیں ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم

Marfat.com

اللہ اس لئے نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک ای رحمت عالم تم ادن میں ہو اسی لئے ادریس علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح ورفعنہ مکانا علیا اختیار نہ فرمایا حالانکہ ادن کے غلام داہل محبت کی نعش تک آسمان پر اُٹھالی گئی ہے سیدی عمر بن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگل میں ایک جنازہ دیکھا اکہ براولیا جمع ہیں مگر نماز نہیں ہوتی اونہوں نے تاخیر کا سبب پوچھا کہا امام کا انتظار ہے ایک صاحب نہایت جلدی کرتے ہوئے پہاڑ سے اوترتے دیکھا جب قریب آئے معلوم ہوا کہ یہ وہ صاحب ہیں جن سے شہر میں لڑکے ہنستے اور چپتیں لگاتے ہیں وہ امام ہوئے سب نے اون کی اقتدا کی نماز ہی میں بکثرت سبز پرندوں کا نعش کے گرد مجمع ہو گیا جب نماز ختم اونی نعش کو اپنی منقاروں میں لے کر آسمان پر اوڑے چلے گئے اونہوں نے پوچھا یہ اہل محبت ہیں ان کی میت بھی زمین پر نہیں رہنے پاتی مگر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہیں پر تشریف رکھنا پسند فرمایا کہ خلق کے لیے عذاب عام سے امان ہو جنت تو حضور کی رحمت کا پرتو ہی ہے دوزخ بھی حضور کی رحمت سے بنی ہے کہ یہاں صفات قہر یہ بھی رحمت ہی کی تجلی میں ہیں۔ جنت کا رحمت ہونا ظاہر حضور کے نام لیواؤں کی جاگیر ہے دوزخ کا بنانا بھی رحمت ہے دو وجہ سے دنیا میں بادشاہ کی اطاعت تین ذرائع سے ہوتی ہے اول بادشاہ کی اطاعت خاص اس لئے کہ وہ بادشاہ ہے دوسرے کچھ انعام کا لالچ دیا جاتا ہے کہ ہمارے احکام مانو گے تو یہ یہ انعام ملیں گے یہ رحمت ہے تیسرے فاسق سرکش جو انعام کی پرواہ نہیں کرتے اطاعت نہیں کرتے اون کو سزائیں سنا کر ڈرایا جاتا ہے اگر اطاعت نہ کرو گے تو زندانیں بھیجے جاؤ گے وہ انعام تو عین رحمت ہے ظاہر ہے اور یہ کوڑا عذاب کا بھی رحمت ہے اس لئے کہ رحمت ہی سے ناشی ہے کہ جیلخانہ سے ڈر کر سزا کے مستحق نہ ہوں اطاعت کریں انعام کے مستحق ہوں تو دوزخ بھی رحمت ہے کہ دنیا کو ڈر کے باعث گناہوں سے بچانے والی ہے دوسری وجہ یہ کہ کفار نے اللہ کے محبوبوں کو ایذا دی اون کی توہین کی رب العزت نے اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے دوزخ کو پیدا فرمایا قدرشی کی ادس کی ضد سے معلوم ہوتی ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادھا تو اہل جنت کو یہ دکھانا ہے کہ دیکھو اگر تم بھی محبوبان خدا کا دامن نہ تھامتے ان کی طرح تمہاری جگہ بھی یہی ہوتی اس وقت محبوبان خدا کے

Marfat.com

ہامن تعالٰی کی قدر گھٹے گی ۔ فللہ الحمد وصلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم اللھم صل علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم وآلہ والکرام اجمعین ۔
حضور تمام جہان کے لیے رحمت ہیں رحمت الٰہی کے معنی ہیں بندوں کو ایصال خیر فرمانے کا ارادہ تو رحمت کے لئے دو چیزیں درکار ہیں ایک مخلوق جس کو خیر پہنچائی جائے اور دوسری خیر اور دونوں متفرع ہیں وجود نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اگر حضور نہ ہوتے نہ کوئی خیر ہوتی نہ خیر کا پانے والا تو رحمت الٰہی کا ظہور نہ ہوا مگر وجود نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں تمام نعمتیں تمام کمالات تمام فضائل متفرع ہیں وجود پر اور تمام عالم کا وجود متفرع ہے حضور کے وجود پر تو سب پر حضور ہی کے طفیل رحمت ہوئی ملک ہو خواہ نبی یا رسول جس کو جو نعمت ملی حضور ہی کے دست عطا سے ملی حضور نعمۃ اللہ ہیں قرآن عظیم نے اون کا نام نعمت اللہ رکھا الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں و لہذا اون کی تشریف آوری کا تذکرہ امتثال امر الٰہی کا ل تعالٰی واما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلٰی نعمت ہے یہی تشریف آوری ہے جس کے طفیل دنیا قبر حشر برزخ آخرت فرض ہر وقت ہر جگہ ہر آن نعمت ظاہر و باطن سے ہمارا ایک ایک رونگٹا متمتع اور بہرہ مند ہے اور ہوگا انشاء اللہ تعالٰی اپنے رب کے حکم سے اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا مجلس میلاد مین ہوتا ہے مجلس میلاد آخر وہی شی ہے جس کا حکم رب العزت دے رہا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث مجلس مبارک کی حقیقت مجمع مسلمین کو حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تشریف آوری و فضائل جلیلہ و کمالات جمیلہ کا ذکر سنانا ہے ۔ بندیا رقعہ بانٹنا یا طعام و شیرینی کی تقسیم اوس کا جز حقیقت نہیں نہ اون میں کچھ جرم اصل دعوت الی الخیر ہے اور دعوت الی الخیر بیشک خیر ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ اوس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے صحیح مسلم شریف میں ہے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعی الی ھدی

Marfat.com

کان لہ الاجر مثل اجور من تبعہ ولا ینقص ذالک من اجورھم شیئا جو لوگوں کو کسی ہدایت
کی طرف بلائے جتنے اوس کا بلانا قبول کریں اون سب کے برابر ثواب اوسے ملے اور اون کے
ثوابوں میں کچھ کمی نہو اور اطعام طعام یا تقسیم شیرینی بہ وصلہ واحسان وصدقہ ہے اور یہ سب
شرعاً محمود ان مجالس کے لئے ایک تمہیں نہیں ملائکہ بھی تداعی کرتے ہیں جہاں مجلس شریف ہوتے
دیکھی ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ یہاں تمہارا مطلوب ہے پھر وہاں سے آسمان تک چھا
جاتے ہیں تم دنیا کی مٹھائی بانٹتے ہو اودھر سے رحمت کی شیرینی تقسیم ہوتی ہے وہ بھی ایسی عام کہ
نامستحق کو بھی حصہ دیتے ہیں۔ ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی
بدبخت نہیں رہتا۔ یہ مجلس آج سے نہیں آدم علیہ السلام نے خود کی اور کرتے رہے اور اون کی اولاد
میں برابر ہوتی رہی کوئی دن ایسا نہ تھا کہ آدم علیہ السلام ذکر حضور نہ کرتے ہوں اول روز سے آدم
علیہ الصلاۃ والسلام کو تعلیم ہی یہ فرمایا گیا کہ میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب و محبوب کا ذکر کیا
کرو صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم جس کے لیے عملی کاروائی یہ کی گئی کہ جب
روح الٰہی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پتلے میں داخل کی گئی آنکھ کھلتے ہی نگاہ ساق عرش پر
ٹھہرتی ہے لکھا دیکھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک
وسلم عرض کی الٰہی یہ کون ہے جس کا نام پاک تو نے اپنے نام اقدس کے ساتھ لکھا ہے ارشاد
ہوا وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہے وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا لولا محمد ما خلقتک
ولا ارضا ولا سماء اوسی کے طفیل میں تجھے پیدا کیا اگر وہ نہ ہوتا نہ تجھے پیدا کرتا نہ میں زمین و آسمان
بناتا تو کنیت اپنی ابو محمد کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم آنکھ کھلتے ہی نام پاک
بتایا گیا پھر ہر وقت ملائکہ کی زبان سے ذکر اقدس سنا گیا وہ مبارک سبق عمر بھر یاد رکھا ہمیشہ ذکر
اوسکا چرچا کرتے رہے جب زمانہ وصال شریف کا قریب آیا شیث علیہ الصلاۃ والسلام سے
ارشاد فرمایا اے فرزند میرے بعد تو خلیفہ ہوگا عماد تقوی وعروۃ وثقی کو نہ چھوڑنا العروۃ
الوثقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم عروہ وثقی محمد ہیں صلے اللہ علیہ وسلم جب اللہ کو یاد کرے
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرنا فانی رأیت الملٰئکۃ تذکرہ فی کل ساعۃ تماکہ میں نے
فرشتوں کو دیکھا ہے ہر وقت ہر گھڑی اون کی یاد میں مشغول ہیں اسی طور پر چرچا اون کا

Marfat.com

ہوتا رہا پہلی انجمن روز میثاق جمائی گئی اوس میں حضور کا ذکر تشریف آوری ہوا واذاخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین فمن تولیٰ بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون ۰ جب عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ بیشک میں تمہیں کتاب وحکمت عطا فرماؤں پھر تشریف لائیں تمہارے پاس وہ رسول تصدیق فرمائیں اون باتوں کی جو تمہارے ساتھ ہیں تو تم ضرور اون پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اون کی مدد کرنا قبل اس کے کہ انبیاء کرام کچھ عرض کرنے پائیں فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا عرض کی ہمنے اقرار کیا فرمایا تو آپس میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پھر جو کوئی اس اقرار کے بعد پھر جائے وہی لوگ بے حکم ہیں۔ مجلس میثاق میں رب العزت نے تشریف آوری حضور کا بیان فرمایا اور تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام نے سنا اور انقیاد واطاعت حضور کا قول دیا اون کی نبوت ہی مشروط تھی حضور کے مطیع وامتی بننے پر تو سب سے پہلے حضور کا ذکر تشریف آوری کرنے والا اللہ ہے کہ فرمایا ثم جاءکم رسول پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں اور ذکر پاک کی سب میں پہلی مجلس مجلس انبیاء ہے علیہم الصلاۃ والسلام جس میں پڑھنے والا اللہ اور سننے والے انبیاء اللہ غرض یاسی طرح ہر زمانہ میں حضور کا ذکر ولادت وتشریف آوری ہوتا رہا ہر قرن میں انبیاء مرسلین آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر ابراہیم وموسیٰ وداؤد وسلیمٰن وزکریا علیہم الصلاۃ والسلام تک تمام نبی ورسول اپنے اپنے زمانہ میں مجلس حضور ترتیب دیتے رہے یہاں تک کہ وہ سب میں پچھلا ذکر شریف سنانے والا کنواری ستھری پاک بتول کا بیٹا جسے اللہ تعالیٰ نے بے باپ کے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لیے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لایا فرماتا ہوا مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں بشارت دیتا ہوں اون رسول کی جو عنقریب میرے بعد تشریف لانے والے ہیں جن کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم یہ ہے مجلس میلاد شریف جب زمانہ ولادت شریف کا قریب آیا تمام ملک وملکوت میں محفل میلاد تھی۔

Marfat.com

عرش پر محفل میلاد فرش پر محفل میلاد ملک میں مجلس میلاد ہو رہی تھی خوشیاں مناتے حاضر آتے ہیں سرجھکائے کھڑے ہیں جبرئیل و میکائیل حاضر ہیں علیہم الصلاۃ والسلام اوس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے جس کے صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے۔ سبع سمٰوات میں عرش و فرش پر دھوم ہے ذرا انصاف کر و تھوڑی سی مجازی قدرت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر جس کا مدت سے انتظار ہو اب وقت آیا ہے کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا۔ وہ عظیم مقتدر جو چھ ہزار برس پیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرمارہا ہے اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المریدین ظہور فرمانیوالے ہیں یہ قادر علی کل شئی کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔ شیاطین کو اُس وقت جلن ہوئی تھی اور اب بھی جو شیطان ہیں جلتے ہیں اور ہمیشہ جلیں گے غلام تو خوش ہو رہے ہیں ان کے ہاتھ تو ایسا دامن آیا ہے کہ یہ گر رہے تھے اوس نے بچا لیا ایسا سنبھالنے والا کہ اس کی نظیر نہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے دو کو بچا سکتا ہے کوئی قوی ہو گا زیادہ سے زیادہ دس بیس کو بچالے گا۔ یہاں کروڑوں اربوں بھسلنے والے اور بچانے والے نبی ایک انا اخذ بحجزکم عن النار هلم الی میں تمہارا کمر بند پکڑے دوزخ سے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم یہ فرمان صرف صحابہ سے خاص نہیں قسم اوس کی جس نے اونھیں رحمۃ للعلمین بنایا آج وہ ایک ایک مسلمان کا بند کمر پکڑے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں کہ دوزخ سے بچائیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم الحمد للہ کیا حامی پایا اربوں سے بھی اربوں مراتب زائد گرنے والوں کو اون کا ایک اشارہ کفایت کر رہا ہے تو ایسے کے پیدا ہونے کا ابلیس اور اوس کی ذریت کو جتنا غم ہو تھوڑا ہے پہاڑوں میں ابلیس اور تمام مردۂ سرکش قید کیے گئے تھے اونھیں کے پیرو اب بھی غم کرتے ہیں خوشی کے نام سے مرتے ہیں ملئکہ سبع سمٰوات دھوم مچا رہے تھے عرش عظیم ذوق خوق میں ہلتا تھا ایک علم مشرق دوسرا مغرب اور تیسرا بام کعبہ پر نصب کیا گیا اور بتایا گیا کہ ان کا دارالسلطنت کعبہ ہے اور ان کی سلطنت مشرق سے مغرب تک تمام جہان انھیں کی قلمرو میں داخل ہے اوس مراد کے ظاہر ہونے کی گھڑی آ پہنچی کہ اول روز سے اوس کی محفل میلاد اس کے خیر مقدم کی مبارکباد ہو رہی ہے قادر علی کل شئی نے اس

Marfat.com

کی خوشی میں کیسے کچھ انتظام فرمائے ہوں گے جبرئیل امین ایک پیالہ شربت جنت کا سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے لے کر حاضر ہوئے اون کے نوش فرمانے سے وہ دہشت زائل ہو گئی جو ایک آواز سننے سے پیدا ہوئی تھی پھر ایک مرغ سفید کی شکل بن کر اپنا پر سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے مل کر عرض کرنے لگے اظہر یا سید المرسلین اظہر یا خاتم النبیین اظہر یا اکرم الاولین والآخرین جلوہ فرمائیے اے تمام رسولوں کے سردار جلوہ فرمائیے اے تمام انبیاء کے خاتم جلوہ فرمائیے اے سب اگلے پچھلوں سے زیادہ کریم یا اور الفاظ ان کے ہم معنی مطلب یہ کہ دونوں جہاں کے دولہا کی برات سج چکی ہے اب جلوہ افروزی سرکار کا وقت ہے فظہر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کالبدر المنیر پس حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے جیسے چودھویں رات کا چاند ان لفظوں پر قیام ہوا اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ درود عرض کیا۔

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا نبی اللہ
الصلاۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ
الصلاۃ والسلام علیک یا سراج افق اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا قاسم رزق اللہ
الصلاۃ والسلام علیک یا مبعوث تیسیر اللہ ورزق اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا زینۃ عرش اللہ
الصلاۃ والسلام علیک یا سید المرسلین — الصلاۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین
الصلاۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین — الصلاۃ والسلام علیک یا اکرم الاولین والآخرین
الصلاۃ والسلام علیک یا نبی الانبیاء — الصلاۃ والسلام علیک یا عظیم الرجا
الصلاۃ والسلام علیک یا عمیم الجود والعطاء — الصلاۃ والسلام علیک یا ماحی الذنوب والخطا
الصلاۃ والسلام علیک یا حبیب رب الارض والسماء — الصلاۃ والسلام علیک یا مصلح الحسنات
الصلاۃ والسلام علیک یا مقیل العثرات — الصلاۃ والسلام علیک یا نبی الحرمین
الصلاۃ والسلام علیک یا امام القبلتین — الصلاۃ والسلام علیک یا صاحب قاب قوسین
الصلاۃ والسلام علیک یا من زینۃ اللہ بکل زین — الصلاۃ والسلام علیک یا جد الحسن والحسین
الصلاۃ والسلام علیک یا من نزھہ اللہ من کل شین — الصلاۃ والسلام علیک یا سر اللہ المخزون

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com